﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾

اہلِ سنت کا منہجِ تعامل

کتاب وسنت اور فہم سلف کی روشنی میں

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

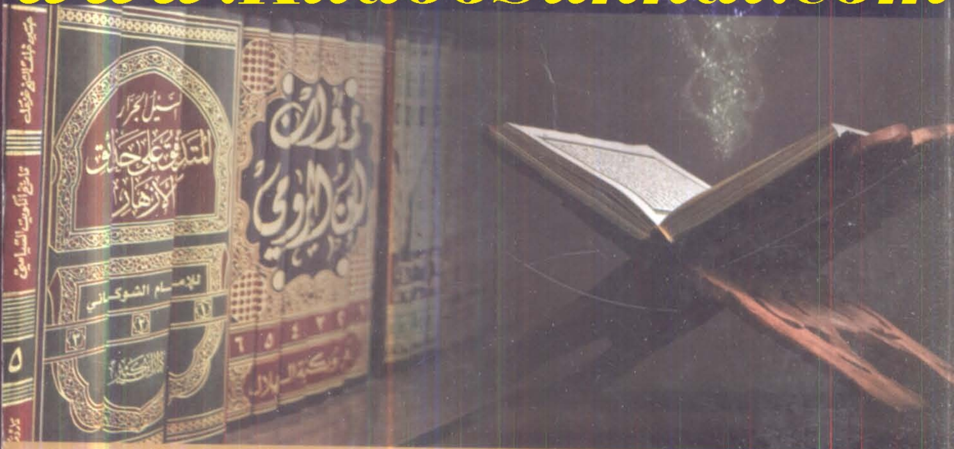

تقدیم:

شیخ القرآن السید عبدالسلام رستمی حفظہ اللہ
(مدیر: الجامعۃ العربیہ پشاور)

شیخ الحدیث محمد رفیق اثری حفظہ اللہ
(دارالحدیث جلال پور پیروالہ)

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ
(مکتب سعودی عرب، اسلام آباد)

فضیلۃ الشیخ ابوعمر عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ
(مدیر الجامعۃ الاثریہ پشاور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت کا منہج تعامل

کتاب وسنت اور فہم سلف کی روشنی میں

تالیف

ڈاکٹر سید شفیق الرحمن حفظہ اللہ

تقدیم

شیخ القرآن السید عبدالسلام رستمی حفظہ اللہ (مدیر الجامعۃ العربیہ، پشاور)

شیخ الحدیث محمد رفیق اثری حفظہ اللہ (مدیر دار الحدیث محمدیہ، جلال پور پیروالہ)

شیخ الحدیث ابوعمر عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ (مدیر الجامعہ الاثریہ، پشاور)

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ (مکتب الدعوۃ، اسلام آباد)

شیخ الحدیث حافظ الیاس اثری حفظہ اللہ (مرکز العلوم الاثریہ، گوجرانوالہ)

شیخ الحدیث پروفیسر محمد سعید کلیروی حفظہ اللہ (فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ)

شیخ الحدیث محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ (جامع مسجد صدیقیہ، گوجرانوالہ)

شیخ الحدیث عبدالرحمٰن چیمہ حفظہ اللہ (لودھراں)

منبر التوحید والسنۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق طباعت بحق ''منبر التوحید والسنۃ'' محفوظ ہیں۔

نام کتاب

اہل سنت کا منہج تعامل

کتاب وسنت اور فہم سلف کی روشنی میں

تالیف

ڈاکٹر سید شفیق الرحمن حفظہ اللہ

کمپوزنگ .... محمد اکرم محمدی، بیت القرآن، لاہور

کیلی گرافی .... www.muhammadifonts.com

ٹائٹل ڈیزائننگ .... ہارون رشید

ناشر .... منبر التوحید والسنۃ

پریس .... شفیق پرنٹنگ پریس، لاہور

ہدیہ ....

ملنے کا پتہ

جامع مسجد توحید، خدا بخش روڈ، عقب سوڈیوال کوارٹر۔ فون: 0321-4156520

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

انتساب	13
اہل علم کے تاثرات	14
شیخ الحدیث محمد رفیق اثری حفظہ اللہ	14
شیخ القرآن ابوزکریا عبدالسلام عبدالرؤف الرستمی حفظہ اللہ	16
شیخ الحدیث ابوعمر عبدالعزیز النورستانی حفظہ اللہ	17
شیخ الحدیث پروفیسر محمد سعید کلیروی حفظہ اللہ	19
شیخ الحدیث حافظ الیاس اثری حفظہ اللہ	21
شیخ الحدیث محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ	22
تقدیم: فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ	23
اہل بدعت کے ساتھ تعلقات میں محدثین کا منہج	29
بدعت اور اہل بدعت کی تقسیم	31
عرض مؤلف	37
منہج سلف کا مفہوم اور اہمیت	40
سلف اور منہج سلف کا مفہوم ومعنی	40
مصدر تلقی	40
منہج تلقی	41
مصدر تلقی اور منہج تلقی میں فرق نہ کرنا	41

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلف امت...... نہ کہ اکابرین جماعت	43
''فہم سلف'' کسی ایک امام کی فقہ میں مقید نہیں	45
منہج سلف کی اہمیت	46
اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معیار اصحاب رسول اور سلفِ امت ہیں:	46
منہج سلف...... اسلامی اجتماعیت کی بقا کا ضامن	55
منہج سلف کا انکار...... گمراہی کی بنیادی وجہ	59
خوارج	59
کسی مومن کو ناحق قتل کرنا	60
مرجیہ	63
اہل سنت والجماعت	64
تفرقہ سے بچنے کی واحد سبیل	66
فہم سلف اپنانے کا عملی طریقہ	68
اہل سنت کے عمومی خصائص	69
۱۔ ولاء اور وفاداری صرف حق کے لئے	69
۲۔ اہلسنّت عمومی طور پر باہم دوستی اور وفاداری (ولاء) رکھتے ہیں	71
۳۔ تالیف قلوب اور اجتماع کلمہ	73
اہل تفرقہ کے عمومی خصائص:	75
بدعت اور اہل بدعت	77
بدعت کی تعریف اور ضابطہ	77

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدعت کی اقسام:	77
بدعت کا حکم	78
بدعت کی اقسام	79
بدعت مکفرہ	79
غیر اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے والے	84
المسائل الخفیہ	86
اللہ کے اسماء وصفات:	86
کفریہ بدعات کے حاملین کا حکم	90
اہل بدعت مکفرہ کو اہل قبلہ میں شامل کرنا درست نہیں	92
اہل بدعت مکفرہ کو اہل کتاب پر قیاس کرنا درست نہیں:	96
کفریہ بدعات کے حاملین سے تعامل	98
دشمنی وقطع تعلقی کرنا	98
اہل بدعت (مکفرہ) کی اقتداء میں نماز ادا نہ کرنا	99
سلام کا جواب نہ دینا	101
وراثت میں حقدار نہ بنانا	102
نکاح نہ کرنا	102
اتحاد نہ کرنا	104
جلسوں اور دینی تقریبات میں ان کو تشریف آوری کی دعوت نہ دینا	105
احترام وتعظیم نہ کرنا	106

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدح سرائی نہ کرنا	108
استغفار، رحمت کی دعا اور تعزیت نہ کرنا	108
کفار کے ساتھ حسن سلوک	110
پہلی صورت: عیادت کرنا	111
دوسری صورت: ہدیہ وصدقہ دینا	112
تیسری صورت: زیارت کرنا	113
چوتھی صورت: دعوت قبول کرنا	113
پانچویں صورت: خرید وفروخت کرنا	113
چھٹی صورت: اچھے اخلاق سے پیش آنا	113
تکفیر کے اصول وضوابط	114
تکفیر ناحق جرم عظیم ہے	114
تکفیر معین اور مطلق کا فرق	114
تکفیر کے قواعد وضوابط	116
تکفیر کی شرائط	117
تکفیر کے موانع	117
۲۔اس کی جہالت کی نوعیت	120
3۔تاویل:	121
تاویل کے سبب کفر یا بدعت میں واقع ہونے والے	122
ا۔ تاویل کی نوعیت۔	123

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاویل غیر سائغ:	123
۲۔تاویل کرنے والے کی شخصیت:	124
4۔اکراہ:	124
5۔خطا اور نسیان:	125
تکفیر معین:	125
غیر مکفرہ بدعات	127
اُمت کے تہتر فرقے	130
غیر مکفرہ بدعت کے حاملین کے ساتھ سلوک	134
اہلسنّت والجماعت کا رویہ وسلوک	134
بعض وجوہ کی بنا پر محبت کی جائے گی اور بعض کی بنا پر نفرت	134
غیر مکفرہ بدعت کی وجہ سے تکفیر کرنا درست نہیں	135
اہل بدعت کے ساتھ عدل وانصاف کرنا	136
بدعات میں واقع ہونے والے علماء کے محاسن کا تذکرہ اور اعتراف	140
اہل بدعت غیر مکفرہ سے احادیث صحیحہ لینا	142
نرمی سے پیش آنا	143
خیر خواہی کرنا	143
شفقت کرنا	143
پریشانی کو دور کرنا	143
حقیر نہ سمجھنا	144

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلام کہنا	144
مسکرا کر ملنا	145
مریض کی تیمارداری کرنا	145
جنازے کے ساتھ جانا	145
رحمت وبخشش کی دعا کرنا	148
دعوت قبول کرنا	150
میل جول رکھنا	151
نصیحت کرنا	151
ایثار وقربانی کرنا	151
مسکینوں کی امداد کرنا	153
اہل بدعت کے ساتھ سختی کرنا	153
قطع تعلقی کرنا	154
بدعت مکفرہ اور غیر مکفرہ کے مرتکبین کے ساتھ قطع تعلقی کے مابین فرق	156
قطع تعلقی کے مقاصد اور شرعی ضوابط	158
قطع تعلقی میں داعی بدعتی اور غیر داعی بدعتی میں فرق	169
اہل بدعات کی بدعت پر رد کرنا	172
رد کرنے میں حکمت اختیار کرنا:	174
اہل بدعت سے مناظرہ کرنا	176
ا۔ ممدوح مناظرہ:	177

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مذموم مناظرہ:	177
مناظرے کی شرائط اور مقاصد	179
مناظرے کے اصول وضوابط	179
۲۔ مخالف کی ہدایت کی طمع کرنا:	180
۳۔ مناظرہ کا اسلوب	181
۴۔ مناظرہ کا مقصد حق کی نصرت	181
۵۔ مناظرہ بدعت کی شان وشوکت کا باعث نہ ہو۔	181
اہل بدعت (غیر مکفرہ) کی اقتداء میں نماز کا حکم	182
سوال: فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟	189
مستور الحال کی اقتداء میں نماز	190
اہل بدعت کے ساتھ مل کر جہاد کرنا	194
حکم کے لحاظ سے سنت کی مخالفت میں واقع ہونے والوں کی اقسام	197
1۔ مجتہد مخطی:	197
2۔ جاہل قابل عذر	200
3۔ ''ظلم'' اور ''عدوان'' کے مرتکب	201
5۔ منافق	203
6۔ مشرکین	205
اہل سنت سے اعتقادی اختلاف رکھنے والے فرقوں کے مراتب	209
''قدریہ''	209

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''نظریہ امامت''	212
شیعہ کا صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ	213
''اتحادیہ و وجودیہ''	214
''وحدت الوجود'' کے بارے میں دارالافتاء دارالعلوم دیوبند انڈیا کا موقف	215
قبر پرست	216
''خوارج''	218
''مرجئہ''	222
مرجئۃ السنۃ:	222
دیگر گروہ	223
'' اشاعرہ''	226
اللہ تعالیٰ کے علو کا انکار............جہمیہ اور اشعریہ کے مابین فرق	227
''اشاعرہ'' اور ''ماتریدیہ'' کی بابت علمائے امت کا موقف	231
معاصر تنظیموں سے تعامل کے حوالے سے چند ضوابط	237
کفر و شرک سے پاک معاصر جماعتیں اسلام سے خارج نہیں:	237
اجتہاد یا تاویل کرنے والے مسلمان عالم کے بارے میں اہلسنّت کا مسلک	239
اگر کوئی عالم دین بدعت کا مرتکب ہو یا کسی بدعتی کی موافقت کرتا ہو تو......؟	246
پاک و ہند کے احناف ''اشاعرہ'' و ''ماتریدیہ''	248
علامہ شمس الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ''ماتریدیہ'' کی درجہ بندی	248
پہلی قسم بدعت مکفرہ کے حاملین:	250

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

3۔مولوی زکریا صاحب فضائل حج میں لکھتے ہیں:	252
4۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے شیخ ابورضا محمد کے تصرفات	253
دوسری قسم: بدعت غیر مکفرہ کے حاملین	255
سلفی العقیدہ علماء احناف	259
مسئلہ ''وحدۃ الوجود'' کے بارے میں علمائے احناف کا موقف	261
مسئلہ تقلید	263
تقلید شرکیہ:	263
تقلید غیر شرکیہ:	264
تقلید کے جواز یا وجوب کی صورت	264
مولانا محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ نے تقلید کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے......	265
فقہی مسائل میں اختلاف کی شرعی حیثیت	270
فقہی اختلافات کی بنیاد پر افتراق کرنا درست نہیں	271
اجتہادی اختلاف کی بنا پر تکفیر نہیں کرنی چاہیے	275
ائمہ کے مابین اختلافات کے اسباب	277
1۔امام تک حدیث کا نہ پہنچنا	277
2۔حدیث کی صحت	278
3۔سند میں موجود راویوں کے حالات پر اختلاف	279
4۔راوی کا بھول جانا	279
5۔کسی حدیث سے غلط مفہوم لینے کا خوف	280

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

6۔غریب الاستعمال الفاظ	280
7۔حدیث کے الفاظ کے مفہوم میں اختلاف	281
8۔دو متعارض احادیث میں تطبیق	282
9۔حدیث مخالف کو منسوخ سمجھنا	284
علماء کا طرز عمل	285
جو شخص کسی حدیث پر عمل نہیں کرتا تو اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں۔	286
اختلافی مسائل میں مخالف پر رد کرنا	288
احناف کے پیچھے نماز	290
طالبان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کی شرعی حیثیت	302
طالبان کی قیادت میں جہاد کے واجب ہونے پر علمائے کرام کے فتاویٰ	310
خلاصۂ کلام	314
تصوف و بدعات کا وجود	314
رد شرک و مشرکین کا نہ پایا جانا	314
لادین سیاست میں شرکت	315
وطن پرستی کا شرک	315
تقلید جامد	316
ہمارے لیے درست طرز عمل	316
مراجع و مصادر	318

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

۱۔ والد محترم سید فیاض محمد زیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جنہوں نے ہمیشہ رزق حلال کھایا اور کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سفرِ حج کے بعد اپنے پاس بلا لیا۔ ۲۰۰۰ء میں حج سے فراغت کے بعد مکہ ہی میں اُن پر فالج کا حملہ ہوا واپسی میں جہاز پر کچھ افاقہ ہوا تو اُن کی زبان سے جاری ہونے والے الفاظ یہ تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

آج اُن کے پانچوں بیٹے (سید شفیق الرحمن، ڈاکٹر سید طالب الرحمٰن، حافظ سید طیب الرحمٰن، حافظ سید توفیق الرحمٰن، شیخ سید توصیف الرحمٰن) اور دونوں بیٹیاں اُن کے لیے صدقہ جاری بنے ہوئے ہیں۔ اے اللہ میرے ابو کی قبر کو جنت کا باغ بنا دے۔ آمین۔

۲۔ استاد محترم حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جن کی تربیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے سارے گھرانے کو توحید و سنت کا داعی بنا دیا حالانکہ والد زیدی اور والدہ نقوی خاندان سے تھیں۔ انہیں کی تربیت کا اثر ہے کہ الحمدللہ جس بات کو حق سمجھا اس کو بیان کرنے میں کبھی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کیا۔

۳۔ محترم ڈاکٹر شجاع اللہ حفظہ اللہ کے نام

جن کے ساتھ ۱۹۸۵ سے تعلق ہے۔ زندگی کے اس طویل سفر میں ہر موڑ پر ان کی فکری رہنمائی نے صراط مستقیم پر چلنے کا حوصلہ دیا اس دور میں آپ اللہ سے محبت، طواغیت سے دشمنی اور منہج سلف کی اتباع کا بہترین نمونہ ہیں۔ نَحْسَبُهٗ كَذٰلِكَ وَاللّٰهُ حَسِيْبُهٗ وَلَا نُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا۔

اے اللہ ہم سب کو جنت الفردوس میں انبیا، صدیقین اور شہدا کے ساتھ اکٹھا فرما اور ہمیں شہادت کی موت نصیب فرما۔ آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل علم کے تاثرات

شیخ الحدیث محمد رفیق اثری حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ڈاکٹر شفیق الرحمن حفظہ للہ منہج سلف صالحین پر گہری نظر رکھنے والے اسکالر ہیں، راقم نے بعض اہم مسائل پر ان کی نگارشات پڑھی ہیں وہ جس موضوع پر لکھتے ہیں اس کے مالہ و ماعلیہ کا استقصاء کرتے ہیں اور اس میں حق بات نکالنے کی سعی کرتے ہیں۔ ''اہل سنت کا منہج تعامل'' پر بھی ان کی اہم کتاب سامنے ہے جس میں بہت سے علمی اور فکری فتنوں کا تذکرہ کر کے فکرِ صحابہ کو ہی صائب اور درست قرار دیا ہے جس کے داعی امام ابن تیمیہ اور ان کے افکار سے متاثرین ہیں۔

ایمان کے بعد عصیان اور گناہ کے ارتکاب، بدعات میں ملوث افراد و جماعت کی تقسیم، صفات باری تعالیٰ کے بارے میں مختلف گروہوں کے نظریات کا تذکرہ، وحدت الوجود کے حوالے سے افراد امت پر تبصرہ اور اسی انداز کے دیگر مسائل میں فاضل مولف نے حد اعتدال میں رہنے کی کوشش کی ہے جبکہ فروعی مسائل میں ڈاکٹر صاحب کا یہ مقولہ کتنا مفید اور حقیقت کے قریب ہے لکھتے ہیں:

''حاصل کلام یہ ہے کہ ان مسائل میں راجح بات تو بیان کی جائے گی، مگر امت میں ان مسائل کی بنا پر دشمنی پیدا نہیں کی جائے گی جیسا کہ آج کل رکوع کی رکعت، امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا، نماز جنازہ سری یا جہری پڑھنا، غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا اور ایسے ہی بہت سے مسائل کی بنا پر ایک دوسرے کی تکفیر تک کر دی جاتی ہے۔ یقیناً یہ روش درست نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز لکھتے ہیں: ''اگر ہم کسی عالم کی رائے کی بنا پر قرآن حکیم یا صحیح حدیث کو ترک کرنا شروع کر دیں تو ہمارے پاس کوئی بھی شرعی دلیل باقی نہیں رہے گی۔ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حدیث رسول ﷺ کو چھوڑنے کا ان علماء کے پاس کوئی عذر ہوگا مگر ان کے کسی قول کی بنا پر حدیث کو چھوڑنے کا ہمارے پاس کوئی عذر نہیں۔البتہ ہمیں ان مسائل میں حسنِ ظن سے کام لینا چاہیے۔اپنے بھائیوں پر تنقید کرتے ہوئے بے جا شدت سے بچنا چاہیے۔

جارحانہ کلمات،عیب جوئی،طعنہ زنی اور جاہلانہ واحمقانہ انداز گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے،مخالف کو غلطی پر سمجھتے ہوئے بھی وہی رویہ اختیار کرنا چاہیے جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے لیے اختیار کیا۔

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٥١﴾﴾ الاعراف: 151

''موسیٰ نے دعا کی اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر،تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ امت کو پھر اسی فکر پر آنے کی توفیق دے جس کا اعلان رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور جسے صحابہ کرام نے اپنا کر اپنے رب کی رضا حاصل کی۔

وھو الموافق۔

محمد رفیق

دار الحدیث محمدیہ،جلال پور پیروالا،ضلع ملتان

۱۴۳۲/ ۵ /۱۳ھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شیخ القرآن ابوزکریا عبدالسلام عبدالرؤف الرستمی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''اہل سنت کا منہج تعامل'' میں عالم اسلام کی توجہ مختلف فتنوں کی طرف دلائی گئی ہے۔ میں نے ضعف و بیماری کی وجہ سے اس کے بعض مضامین مختصر پڑھیں ہیں، پیش نظر کتاب عقائد کا مختصر اور نہایت عمدہ مجموعہ ہے۔ یہ کتاب مؤلف کی انتھک کوششوں کی آئینہ دار ہے۔ جو عام فہم اسلوب کی وجہ سے جہاں علماء وطلباء کے لئے مفید ہے وہاں عوام الناس کے لئے بھی اس پُرفتن دور میں مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب ایک بلند مقام حاصل کرے گی۔ اس سے پہلے بھی مصنف کی کئی تالیفات منظر عام پر آ کر دادِ قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور مؤلف کے لئے باعثِ نجات بنائے۔ آمین۔

اَخوکم فی اللہ

اَبوزکریا عبدالسلام عبدالرؤف الرستمی

مدیر الجامعہ العربیہ، بدہ، پشاور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث ابو عمر عبد العزیز النورستانی حفظہ اللہ

الحمدللہ الذی خلق کل شیء ثم ھدیٰ والصلاۃ والسلام علی من ارانا الھدیٰ وعلی آلہ و صحبہ الذین اقتفوا اثارہ ﷺ فیما جاءھم من ربھم الھدیٰ اما بعد:

راقم الحروف نے محترم ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب کی کتاب ''اہل سنت کا منہج تعامل'' مکمل اول سے آخر تک پڑھی۔ الحمدللہ ڈاکٹر صاحب نے راہ اعتدال کو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ سے مزین کیا ہے، خاص طور پر اہل السنۃ والجماعۃ (اہل الحدیث) کیلئے جادہ مستقیم رسول اللہ ﷺ وسلف صالحین صحابہ وتابعین کی جو ہدایات بطون کتب میں منتشر تھیں انکو جمع کر کے ایک روشن چراغ ہاتھ میں دیا اور انہوں نے ان ہدایات کو جو ڈاکٹر صاحب نے ہر عنوان کے تحت نہایت عرق ریزی سے درج کی ہیں پر عمل کیا تو ان شاء اللہ ہر فرد حدیث ''اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہ'' کا مصداق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس اُمت کا تعارف یوں کروایا ہے۔

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ (البقرۃ:143)

اور اُمت کو رب کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (المآئدۃ:8)

''کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مشتعل نہ کردے کہ تم عدل کو چھوڑ دو، عدل کیا کرو یہی بات تقویٰ کے قریب تر ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔''

بہر حال کتاب مجموعی طور پر بہت ہی مفید ہے ان شاء اللہ اس کے بہتر اثرات سامنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئیں گے۔

گوکہ اگرچہ بندہ کوکسی فقرہ یا عنوان سے اختلاف ہوتو وہ کتاب کی افادیت پر اثر انداز نہیں ہوگی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی کاوش کوشرف قبولیت بخش کران کے لیے ذخیرہ آخرت اور قارئین کیلئے سبب ہدایت بنائے آمین

والسلام

ابوعمرعبدالعزیزالنورستانی

مدیرالجامعہ الاثریہ پشاور

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث پروفیسر محمد سعید کلیروی حفظہ اللہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على أشرف الانبياء والمرسلين وعلى اله وأصحابه أجمعين. أمّا بعد

راقم الحروف نے محترم ڈاکٹر سیّد شفیق الرحمن حفظہ اللہ کی کتاب و سنت کی تعلیمات سے مزین کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ قرآن و سنت کا مفہوم بھی واضح ہے اور رائے اور قول کی حیثیت بھی۔ جبکہ فہم دقیق اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمت کبریٰ۔ اسی طرح قول امام، قول شیخ اور فتویٰ بھی ایک سمت کا تعیّن کرتا ہے۔ مگر فائق تر بالآخر کتاب و سنت ہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ۝٣٢﴾ (النجم: ٣٢)

﴿إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝٩﴾ (الاحقاف: ٩)

فضیلۃ الشیخ نے راہ اعتدال کو دلائل و براہین سے پیش فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطاء فرمائے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ فہم دقیق اور فکر آخرت نصیب فرما دے اسے چاہیے کہ اپنے موقف، فتوے اور قول پر نظر ثانی فرمائے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے۔ کیونکہ فائق اور آخری فیصلہ اور فرمان تو کتاب و سنت کا ہی ہے۔ اپنی رائے پر غور کرنا اور پھر رجوع کرنا دلائل شرعیہ سے ہے۔ جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا: لو استقبلت ما استدبرت ما سقت الهدى (نسائی: ۲۷۱۲)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہر کے تعیّن کا اعلان فرمایا اور صحابیہ خاتون کے توجہ دلانے سے أصابت المرأة وأخطأ عمر کا اعلان فرما دیا۔ سب سے بڑا مسئلہ ہے اپنے موقف پر غور کرنے کا اور پھر دوسرے بزرگ کی علمی اور فقہی دلائل کی حیثیت کو پہچان جانے کا۔

وما اريد الا الاصلاح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّد صاحب کی خوبصورت کاوش ہے علم وفضل کی اور فکر واجتہاد کی عمدہ مثال بھی جبکہ اہل نظر کے لیے مشعل راہ بھی ہے اور دعوت فکر بھی۔

اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن جو شے کی حقیقت کو نہ سمجھے وہ نظر کیا ہے؟

محترم ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطاء فرمائے ان کی علمی راہنمائی اور مخلصانہ کاوش کی۔ کہ انہوں نے انتہاء کی خوبصورت دعوت فکر پیش فرمائی ہے۔

هذا ما أعرف عنه ولا أزكي على الله احدًا والله اعلم بالصواب

محمد سعید کلیروی بن عبدالرحمن
۲۸/۱۱/۱۴۳۲ھ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حافظ الیاس اثری حفظہ اللہ

(مرکز العلوم الاثریہ۔ مرکز الاصلاح۔ گوجرانوالہ)

جناب ڈاکٹر سید شفیق الرحمان حفظک اللہ و اجارک۔ السلام علیکم

عزیزی مولانا عبدالغنی محمدی صاحب نے آپ کی کاوش ''اہل سنت کا منہج تعا...
ناچیز کو پیش کی کہ ذرا اس کو پڑھوں اور پھر اپنی کوئی رائے قائم کرو، میں نے آپ کی تا...
من اولہ الی آخر پڑھی ہے۔ میں نے اس کتاب کو بڑا متوازن پایا ہے ممکن ہے کہ بع...
مسائل میں بعض علماء کو اختلاف ہو اور مجھے بھی ہو سکتا ہے مگر یہ چیز کتاب کی افادیت
لیے خطرہ نہیں ہے کیونکہ تفردات تو ہر آدمی کے ہوتے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ مجموعی حیثیت
یہ کتاب کتنی مفید ثابت ہوگی۔ اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ میرے خیال میں
کتاب کو پڑھنے سے اعتدال کی فضا قائم ہوگی اور رواداری کا احساس اجاگر ہوگا۔ فر...
بازی میں کمی واقع ہوگی، جب غیروں کے حق میں ہمارے دل میں نرم گوشہ پیدا ہوگا تو
ہمارے دلوں میں اپنے علماء کا احترام و اکرام بھی پیدا ہوگا کیونکہ یہ امر ہمارے ہاں کم
جاتا ہے ہم اپنے علماء کا بھی احترام نہیں کرتے کیونکہ جب ہم نے یہ کہنا ہے کہ کیا ہم نے ا...
بخاری کا کلمہ پڑھا ہے کہ اسکی بات تسلیم کریں تو ہم دیگر علماء کا کیسے احترام کریں گے؟ آ...
ہم اپنے علماء کا نام عزت سے لینا بھی گوارا نہیں کرتے خدارا اپنی گفتگو میں رسمی تیزی...
کرنے کی پوری کوشش فرمائیں۔ بارك الله

حافظ الیاس اثر...
۲۳ ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۱

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ

ڈاکٹر سید شفیق الرحمن صاحب حفظہ اللہ نے اس کتاب میں نہایت ہی احتیاط اور اعتدال کے ساتھ امت کو جو کہ فرقہ پرستی کی آگ کے شعلہ جوالہ میں جل رہی ہے' وحدت واتحاد کا جام شیریں پیش کیا ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو کافی حد تک یہ آتشِ سوزاں ٹھنڈی ہوسکتی ہے اور ہمارا ملک امن وآشتی کا گہوارا بن سکتا ہے۔ جناب سید صاحب کے قلم گہر بار نے شریعت وسلفیت کو بھی آشکارا کیا ہے اور خلاف شریعت کاموں پر اور نظریات پر جو نفرت ہونی چاہیے اس سے بھی روشناس کیا ہے۔ یعنی یہ کتاب اس دور کے لئے آئینہ حقیقت کشا ہے جس میں دیکھ کر امت کا جو شیرازہ بکھر چکا ہے' اسے یکجا کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو اس پر جزائے خیر دے۔ اور قارئین کے لئے مفید بنائے۔ آمین

محمد عباس انجم گوندلوی

جامع مسجد صدیقیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''الولاء والبراء'' اسلامی عقائد اور ایمانیات کا ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جسے سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اسکے مطابق لوگوں سے تعامل کرنا ہر صاحب ایمان کا فرض ہے، صحت مند اور مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے اسلامی تعلیمات مسئلہ الولاء والبراء کے ذریعے ہی ظہور پذیر ہو سکتی ہیں، ایک مومن اور مسلمان شخص کے ''الولاء والبراء'' کی بنیاد خالصتاً اسلام پر ہوتی ہے، مومن کی انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی وہ اپنے تعلقات میں ہر صورت اسلام اور اس کی تعلیمات کو ہی ترجیح دیتا ہے، یعنی جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، وہ جو بھی ہو اور جہاں بھی ہو، اس کے ساتھ موالات پر مبنی تعلق رکھنا مومن پر واجب ہے۔ ایسے ہی جو شخص اللہ اور اسکے رسول کا منکر اور کافر ہے، وہ جو بھی ہو جہاں بھی ہو اس سے لاتعلقی اور براءت کا اظہار فرض ہے۔ اور جس شخص میں بیک وقت ایمان اور فسق و فجور دونوں جمع ہوں، اس کے ساتھ اسکے ایمان کے مطابق موالات اور تعلق رکھنا اور جس قدر اس میں فسق و فجور ہے، اسی قدر اس سے اظہار براءت اور بیزاری واجب ہے۔ اور جو شخص ملت اسلام کی پرواہ کئے بغیر کفار سے موالاۃ اور مومنوں سے براءت اختیار کرتا ہے۔ اس کی توحید اور ایمان میں خلل ہے۔

اسی لیے یہ محدثین کرام کے عقائدی منہج کا ایک اہم باب ہے۔ اسکے دو اہم حصے ہیں:

(۱) الولاء (۲) البراء۔

الولاء: کا لفظ عربی زبان میں محبت، نصرت اور قرب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ایسے ہی ولی محبت کرنے والے، مددگار اور دوست کو کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں ''الولاء'' کا معنی ہے اہل ایمان کے ساتھ ان کے ایمان کی بنیاد پر

☆ محبت والفت۔

☆ کارِ خیر میں ان کے ساتھ تعاون۔

☆ بوقت ضرورت ان کی حسب استطاعت مدد۔

☆ اللہ کو خوش کرنے کے لیے ان سے میل ملاقات کا اہتمام اور صحبت و رفاقت۔

☆ ملاقات کے وقت سلام و مصافحہ۔

☆ کتاب و سنت میں مذکور ان کے حقوق عامہ و خاصہ کی ادائیگی کرنا، وغیرہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ ﴾ (المآئدة:٥٥،٥٦)

''تمہارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ، اس کے رسول اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے دوستی رکھے گا، تو یقیناً اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے۔''

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ (التوبة:٧١)

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ایمان کی حلاوت پانے والی تین باتوں میں ایک یہ ہے کہ:

''أَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ'' (بخاری:۱۶)

''آدمی کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے۔''

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ))

(ابوداؤد:۴۶۸۱،ترمذی:۲۵۲۱)

''جس شخص نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے کسی سے بغض رکھا، اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ ہی کے لیے ہاتھ کھینچا تو یقیناً اس نے ایمان مکمل کر لیا۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)) (ابوداود:۴۵۹۹)

''افضل ترین عمل اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے بغض رکھنا ہے۔''

اسکے برعکس قطع رحمی کو اللہ تعالیٰ نے موجب جہنم قرار دیا ہے۔ اہل ایمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلقات کو حرام ٹھہرایا ہے۔

۲۔البراء

براء: عربی لغت کی رو سے کسی شے سے دوری اختیار کرنے، اس سے جدا ہونے اور بیزاری کا اظہار کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا﴾ (البقرة:۱۶۶)

''جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی ان لوگوں سے اظہار بیزاری کر دیں گے جنہوں نے ان کی پیروی کی ہوگی''

شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں ''البراء'' کفار، مشرکین، منافقین اور اللہ اور اسکے رسول کے دشمنوں کے ساتھ اللہ کی رضامندی کے لیے بغض رکھنے اور ان سے دور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رہنے اور ان کے خلاف حسب ضرورت اور حسب طاقت جہاد کرنے یا اس کے لیے تیار رہنے کو کہتے ہیں۔

اہل کفر ونفاق کے ساتھ بغض، لاتعلقی اور ان سے بیزاری کا اظہار کرنا کتاب وسنت کی رو سے ایمان کا بنیادی جزو ہے۔

ارشاد فرمایا:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران:۲۸)

''مومنوں کو چاہیے کہ اہل ایمان کو چھوڑ کر کفار کو دوست نہ بنائیں۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ (الممتحنة:۱)

''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔''

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ﴾ (الممتحنة:۴)

''(مسلمانو!) تمہارے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

((أَوْثَقُ عُرَى الْإِيْمَانِ: الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ))

(مصنف ابن ابی شیبة، الطبرانی فی الکبیر، السلسلة الصحیحة:۱۷۲۸)

''اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے بغض رکھنا، ایمان کی سب سے مضبوط کڑی ہے۔''

لہٰذا اہل ایمان کا فرض ہے کہ کتاب وسنت سے ثابت اس عقیدہ ''البراء'' پر عمل پیرا ہوا اور:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

☆ ان کے دل میں کفار ومشرکین کے لیے کوئی محبت اور احترام نہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾(المجادلة:٢٢)

''اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہیں پائیں گے۔''

☆ یہود ونصاریٰ سے دوستانہ مراسم نہ رکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴿٥١﴾﴾(المائدة:٥١)

''اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک وہ انہی میں سے ہے۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔''

☆ ان کے مشوروں اور نصائح کو خاطر میں نہ لائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ﴿١٤٩﴾﴾(آل عمران:١٤٩)

''اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے (یعنی تمہیں مرتد بنادیں گے) پھر تم نامراد ہو جاؤ گے۔''

☆ اپنی نجی، قومی اور معاشرتی زندگی میں ان کی خواہشات کا احترام نہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴿١٢٠﴾﴾(البقرہ:١٢٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم کے آجانے کے پھر ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ مددگار۔''

☆ ان کی طرف کسی قسم کا میلان اور رجحان نہ رکھیں۔ فرمایا:

﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾(ھود:۱۱۳)

''دیکھو ظالموں کی طرف ہرگز نہیں جھکنا ورنہ تمہیں بھی جہنم کی آگ چھو لے گی، اور اللہ کے سوا کوئی اور تمہارا دوست نہیں ہوگا اور نہ تم مدد دیے جاؤ گے۔''

☆ کفریہ معاشروں کو استحسان کی نظر سے نہ دیکھیں، ان کی تعریف نہ کریں۔ ان کے ساتھ تعلقات میں مداہنت سے کام نہ لیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾(القلم:۹)

''وہ تو چاہتے ہیں کہ اگر آپ نرم رویہ اختیار کریں تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔''

☆ ان کے اعتقادات و افکار، عبادات، دینی شعائر، تہذیبی و ثقافتی روایات، عبادات و اطوار اور بود و باش، لباس، رہنے سہنے اور خورد ونوش کے طریقوں میں ان کی مشابہت اختیار نہ کریں۔ ان کی عیدوں (کرسمس وغیرہ) اور دیگر مذہبی رسوم و رواج اور تہواروں میں شرکت بھی اسی مشابہت کا حصہ ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾(آل عمران:۱۰۵)

''تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے اپنی پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، انہی لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔''

ہمارے ہادی و رہنما محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))(ابوداود:۴۰۳۱)

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆ کفار پر اعتماد، انہیں اپنے امور ومعاملات میں شریک کرنا، اپنی پالیسیوں میں ان سے رہنمائی حاصل کرنا، انہیں اپنا رازدان بنانا ان سب امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾ ﴾ (النسآء:٨٩)

''ان کی تو چاہت یہ ہے کہ جس طرح کے وہ کافر ہیں تم بھی ان کی طرح کفر کرنے لگو اور پھر سب یکساں ہو جاؤ، پس جب تک یہ اسلام کی خاطر وطن نہ چھوڑیں ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ، پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو انہیں پکڑو، اور جہاں بھی یہ ہاتھ لگ جائیں انہیں قتل کرو، خبردار ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ سمجھ بیٹھنا۔''

☆ بلاد کفار میں سکونت اختیار نہ کریں اور بلا ضرورت وہاں جانے سے پرہیز کریں۔ مجبوری اور دینی مصلحت اس سے مستثنیٰ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''میں ہر اس مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکین کے درمیان سکونت پذیر ہے، صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کی آگ ایک دوسرے کو نہ دیکھے۔'' (ان کے گھر ایک دوسرے سے دور ہوں)

(ابوداود:٢٦٤٥، ترمذی:١٦٠٤)

اہل بدعت کے ساتھ تعلقات میں محدثین کا منہج

حضرات محدثین کرام نے پوری وضاحت وصراحت کے ساتھ اہل بدعت سے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور کتاب وسنت کے دلائل سے اس کی حدود وقیود بیان کی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدِيثٍ غَيْرِهٖ ؕ﴾ (الانعام: ٦٨)

''اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں، یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں بحث کریں۔''

﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ﴾ (الجاثیہ: ٢٣)

''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے گا۔''

﴿ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ ﴾

(الکہف: ٢٨)

''اور اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔''

﴿ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿١٢١﴾ ﴾ (الانعام: ١٢١)

''اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں (شکوک وشبہات) القا کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اگر تم نے ان لوگوں کی بات مان لی تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔''

﴿ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ﴾ (النساء: ١٤٠)

''اور اللہ تعالیٰ تم پر اپنی کتاب میں یہ حکم اتار چکا ہے کہ تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں (ورنہ) تم بھی اس وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہی جیسے ہو۔''

بدعت اور اہل بدعت کی تقسیم

بدعت کبریٰ:

بدعت کبریٰ کے مرتکب اہل بدعت کے ساتھ تعلقات کا حکم عام اہل بدعت سے مختلف ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے عقائد وایمانیات میں طائفہ منصورہ کے ساتھ اختلاف کیا، کتاب وسنت کی صحیح وصریح نصوص کی من مانی تاویلیں کیں۔ ذاتی آراء اور خواہشات نفس کو سامنے رکھ کر ان کے معانی متعین کیے۔ انہوں نے سلفِ امت صحابہ وتابعین سے ماثور عقائد کو نہ صرف یہ کہ پس پشت ڈالا بلکہ ان کی اہانت اور گستاخی کا ارتکاب بھی کیا۔

بدعت کبریٰ صرف کبیرہ گناہوں میں ایک گناہ ہی نہیں ہے اور نہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی کوئی جزوی معصیت اور نافرمانی ہے بلکہ یہ بدعت اسلام اور دین وشریعت کے خلاف ایک متوازی دین اور خود ساختہ شریعت ہے، جس کے کئی رنگ ہیں، اور اس کا ہر اسلوب اور منہج الحاد کی مختلف شکلوں کا ترجمان ہے۔ اسلام کا لیبل تو اس پر صرف اسے مسلمانوں میں ترویج واشاعت کے لیے لگایا گیا ہے۔

ان اہل بدعت میں کوئی مشرکین کا ہمنوا ہے، تو کوئی یہودی افکار کا ترجمان، اور کوئی نصاریٰ کے عقائد سے متاثر جبکہ اکثر کے اصول ضوابط یونان اور فارس کے فلاسفہ، ملحدین اور مجوس کے افکار وخیالات کا چربہ ہیں۔ مثلاً:

''قدریہ'' کی طرف سے الٰہ العالمین اور رب کائنات کے قائم کردہ تقدیری نظام کا انکار اور اس کی تدبیر اور انتظام پر حرف گیری۔

''جبریہ'' کا خلق افعال العباد کا انکار۔

''روافض'' کا خلفاء ثلاثہ سے اظہار براءت اور صحابہ کے بارے میں نفاق کا عقیدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور مسلمانوں کی متفق علیہ کتب حدیث کے بالمقابل اپنی اصول اربعہ اور قرآن کے بارے میں تحریف وتشکیک کے نظریات۔

''جہمیہ، معتزلہ اور غالی مرجئہ'' وغیرہ کا قرآن وسنت کی بے شمار ایسی نصوص کا انکار یا ان کی تحریف وتاویل اور اس باب میں ہوائے نفس کی پرستش۔ وغیرہ وغیرہ

اس صورت حال میں کفر تک پہنچنے والے اہل بدعت کے بارے میں یہ رائے قائم کرنا کہ ان کے ساتھ ولاء و براء کا حکم کفار کے ساتھ ولاء و براء کی طرح ہے، اور یہ کتاب وسنت میں مذکور حقیقی اسلام کے خلاف ایک متوازی دین ہے۔ اس لیے ان سے اختلاط نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ ان سے الگ تھلگ رہنا چاہیے۔ کیا اس میں کوئی مبالغہ ہے؟ حضرات محدثین کا ان اہل بدعت کے بارے میں یہی نظریہ ہے۔

محدثین کے اس منہج تعامل مع الناس کے بارے میں امیر المؤمنین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی چند تصریحات بطور اصول اور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

بَاب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ وَالْبِدَعِ (بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

''علم میں باہم اختلاف اور تعمق کی کراہت کے بارے میں اور دین میں غلو اور بدعتوں کی کراہت کے بارے میں۔''

اس باب میں امام صاحب نے بنیادی دلیل وہی آیت پیش فرمائی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کو مخاطب کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ﴾(النساء:۱۷۱)

''اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ اور اللہ پر سوائے حق کے کچھ نہ کہو۔''

ایک اور باب میں فرمایا: ''اِثْمُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا'' ''بدعتی کی پذیرائی کا گناہ'' اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بدعتی پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت کی حدیث ذکر کی۔

ایک اور باب میں فرمایا: ''اِثْمُ مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَیِّئَةً''

''اس (بدعتی) شخص کے گناہ کا بیان جس نے گمراہی کی دعوت دی یا برا طریقہ اختیار کیا۔''

اس میں قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

﴿لِيَحْمِلُوٓا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَآءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾﴾ (النحل:٢٥)

''اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ان کے بوجھ اٹھانے میں بھی حصہ دار ہوں گے، جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے رہے، دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔''

ان مثالوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ محدثین کا منہج اہل بدعت کے ساتھ تعلقات اور ان کے بارے میں رائے قائم کرنے کے سلسلے میں کیا ہے؟ اور اس کی بنیاد کتنے واضح اور صحیح دلائل ہیں؟

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''احذروا من الناس صنفين : صاحب هوى فتنته هواه و صاحب دنيا أعجبته دنياه'' (اعلام الموقعين، ١/١٣٦)

''دو قسم کے لوگوں سے بچیں، ایک ہوا و ہوس کا پجاری جسے اس کی خواہشات نے فتنے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دوسرا دنیا پرست جو اپنی دنیا پر ہی خوش ہے۔''

عصر حاضر میں اسلام کا نام استعمال کرنے اور اس کے پردے میں کفر کی نشر واشاعت کرنے والے باطل فرقوں کا حکم کفار کا ہے۔ جیسے البابیہ، بہائیہ، قادیانیت، اشتراکیت، سوشلزم، علمانیت، قومیت، استشراق، وحدۃ الوجود، حلول واتحاد، مادیت پرستی، روشن خیالی، وحدت ادیان، برابری کی بنیاد پر مکالمہ بین المذاہب وغیرہ۔ یہ اہل بدعت نام کی حد تک بدعتی ہیں، اصلاً یہ سب کفر کی شکلیں ہیں۔ جیسے نفاق اور کفر میں لفظی فرق ہے،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اصل میں دونوں ایک ہی ہیں۔ان تمام بدعتوں کے دُعاۃ شر کھلے بندوں ہر قسم کے ذرائع ابلاغ میں کفر کی نشر واشاعت میں مصروف ہیں۔بدعت کی اس نوع کے کفر اور اس کے مرتکبین کے کفار ہونے میں کسی تردد کی ضرورت نہیں ہے۔اہل ایمان کو ان کے فریب سے نکالنا، ان کی سازشوں سے آگاہ رکھنا، ان کا حکم بیان کرنا، ممکن ہو تو انہیں نصیحت کرنا اور حق کی دعوت دینا، استطاعت ہو تو ان سے بحث کر کے حق واضح کرنا، بصورت دیگر ان سے مکمل قطع تعلقی اور اظہار بیزاری حضرات محدثین کا عقائدی منہج ہے، جس کی پیروی ان کی جماعت اہل الحدیث والسنہ کا فرض منصبی ہے۔

بدعت صغریٰ:

بدعت صغریٰ اور اس کے ارتکاب کرنے والے اہل بدعت کا حکم مختلف ہے۔یہ وہ بدعت ہے جو کفر تک نہیں پہنچتی۔اس میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو فہم کتاب وسنت میں اجتہادی غلطیوں کا شکار ہیں۔کفر کے آلہ کار نہیں ہیں۔کتاب وسنت کی پیروی کی کوشش کرتے ہیں مگر حق وصواب تک رسائی میں لغزش کا شکار ہیں۔یہ لوگ فاسق وفاجر اور اہل معاصی مسلمانوں کی طرح ہیں۔ان سے محبت وبغض ان کے ایمان واتباع کے مطابق ہوگا انہیں خارج عن الملۃ کا فرقرار دینا، ان سے قطع تعلقی کرنا، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے فتوے دینا اہل السنہ والجماعۃ کا طریقہ نہیں ہے۔اہل علم نے ان کے ساتھ ہمیشہ افہام وتفہیم، مکالمہ بالدلیل اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا راستہ اختیار کیا ہے۔ان کی نصیحت اور خیر خواہی کو اپنا فرض سمجھا ہے، فقہی مذاہب اور مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر اور مدارسِ فقہ کی اجتہادی غلطیاں، ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بدعات صغریٰ کا یہی حکم ہے۔کلمہ اخلاص پر اجتماع اور وحدت امت کا یہی تقاضا ہے۔

اہل بدعت کے متعلق اہلِ علم وفضل کے فتاویٰ میں بعض اوقات جو تضادات نظر آتے ہیں اس کی وجہ اہلِ علم کا فکری اختلاف نہیں ہے بلکہ بدعت اور اہل بدعت میں تفاوت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرق ہے۔

جیسے ایمان کے کچھ بنیادی اور اساسی اجزاء ہیں جن کے بغیر ایمان کا وجود ہی معدوم ہو جاتا ہے۔ اور کچھ تحسینی اعمال ہیں جن کے عدم وجود سے عدم ایمان لازم نہیں آتا۔ ایسے ہی کچھ اعتقادات اور اعمال اصل کفر ہیں اور کچھ کفر دون کفر ہیں۔ ان کی تفصیلات ائمہ حدیث کی کتب الایمان بالخصوص صحیح بخاری کی کتاب الایمان میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

توجہ طلب نکتہ!

جہاں تک کفر ساز، تکفیر کے شائقین، اجتہادی خطاؤں پر مبنی بدعات اور معاصی کے بارے میں کفر کے فتوے لگانے والے اور ان کے مرتکبین کو خارج عن الملۃ کا فرقرار دینے والے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرنے والے جاہل مفتیوں کا تعلق ہے، تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بزم علم میں ایسے لوگوں کا تذکرہ اہل علم کے وقار اور شرف کے منافی ہے۔ اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں۔ حماقت یا تجارت۔ اس قسم کے احمق اور تاجر تمام دینی گروہوں اور فقہی مذاہب میں موجود ہیں۔ ایسے لوگوں کا وجود خود ایک فتنہ اور اہل ایمان کی آزمائش ہے۔

بدعات کی یہ تقسیم محدثین کرام کی تصریحات کے استقراء پر مبنی ہے، جسکی وضاحت علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان الاعتدال کے شروع میں رواۃ کی جرح وتعدیل کے اصول کے ضمن میں کی ہے جو نہایت معقول اور معتدل ہے، اور کبار آئمہ حدیث کے طرز عمل کی آئینہ دار اور ترجمان ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی آراء وفتاویٰ میں اعتدال کا یہی اسلوب نمایاں ہے۔ جبکہ کتاب وسنت کے صحیح فہم اور نصوص سے تمسک اور حق کے لیے غیرت میں وہ ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان کے فتاویٰ اور فیصلے اہل بدعت کے لیے خوفناک میزائلوں سے کم نہیں ہیں۔

طلبہ علم اگر محدثین کرام کے اس منہج اعتدال کا تتبع کریں، اور سلف صالحین سے منقول سلیقہ اختلاف کو اپنائیں تو بزم علم وفکر میں بہار آسکتی ہے، اور اس خزاں رسیدہ شجرۂ علم کی کونپلیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھوٹ سکتی ہیں، اور الفت ومحبت کے پھول مہک سکتے ہیں، اہل علم کو معاشرے میں ان کا صحیح مقام مل سکتا ہے اور دعوت وتبلیغ کا دائرہ وسیع تر ہو سکتا ہے۔

محترم جناب ڈاکٹر سید شفیق الرحمن زیدی حفظہ اللہ کی زیر مطالعہ کتاب ''اہل سنت کا منہج تعامل'' بھی اس موضوع پر ایک قابل قدر علمی دستاویز ہے۔ جس میں انہوں نے مسئلہ پر روشنی ڈالنے اور صحیح منہج تک رسائی کے لیے بھرپور کوشش کی ہے، میں نے چیدہ چیدہ مقامات سے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ موصوف نے مسئلہ کے مالہ وماعلیہ پر بحث کے ساتھ ساتھ اعتدال وتوازن اور عدل کا پہلو بھی پیش نظر رکھا ہے۔

کتاب میں حسن سلیقہ تصنیف بھی نمایاں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کو اپنے بندوں کے لیے الفت ومحبت کا سبب بنائے اور یہ محنت اہل ایمان کیلئے عقیدہ الولاء والبراء کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں مددگار اور مفید ثابت ہو وباللہ توفیق۔

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر

مکتب الدعوۃ، اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ﴾ (النحل ۹۰)

''بیشک اللہ تعالیٰ عدل، احسان اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔''

﴿وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝﴾ (الحجرات:۹)

''اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

یہ دونوں آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ عدل وانصاف ایک مومن کی طبعی صفت ہے جو اس سے جدا نہیں ہوتی وہ اپنے مخالفین کے بارے میں عدل وانصاف سے فیصلہ کرتا ہے، ظلم وزیادتی سے دور رہتا ہے، افراط وتفریط کے درمیان اعتدال کا راستہ اپناتا ہے۔ اعتدال کا راستہ صراط مستقیم ہے۔ افراط وتفریط دونوں مذموم ہیں۔ شیطان افراط وتفریط کے ذریعے صراط مستقیم سے ہٹانا چاہتا ہے۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کرتے ہوئے کہا تھا:

﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝﴾ (الاعراف:۱۶،۱۷)

''کہنے لگا تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے لہذا اب میں تیری صراط مستقیم پر انکو گمراہ کرنے کے لیے بیٹھوں گا پھر انسانوں کو آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے غرض ہر طرف سے گھیر لوں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا''

گویا اس نے اپنی زبان سے اعلان کیا کہ وہ ہر سمت اور ہر پہلو سے انسان پر حملہ کرے گا۔ وہ اسکے مشاہدات، احساسات، جذبات اور خواہشات کے ذریعے اس کے اندر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گھسنے کی کوشش کرے گا البتہ ہمارے لیے یہ بہت بڑی خوشخبری ہے کہ اگر ہم صراط مستقیم پر قائم رہنے کا عزم کر لیں اور شیطان کے پیدا کردہ شبہات و شہوات کا اللہ کے فضل سے مقابلہ کریں تو وہ ہمیں گمراہ نہیں کر سکتا۔

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ﴾ (بنی اسرائیل:٦٥)

''بلاشبہ میرے بندوں پر قطعاً تیرا بس نہیں چلے گا''

آج ''اہل سنت کے منہج تعامل'' کے بارے میں بعض دعاۃ و مبلغین افراط و تفریط کا شکار ہیں اس سے بچتے ہوئے صراط مستقیم واضح کرنا مجھ جیسے طالب علم کے لیے ایک انتہائی مشکل کام تھا لیکن الحمد للہ سعودی عرب کے دار الافتاء کی اللجنۃ الدائمہ کے فتاوی و بحوث، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے فتاویٰ پر مشتمل کتاب ''اہل سنت فکر و تحریک'' اور دار التربیہ فیصل آباد کی شائع کردہ ''مقالات تربیت'' شیخ مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ کی ''وفاداری یا بیزاری'' سمیت جید علمائے کرام کی کئی کتابوں میں اس مسئلے کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ میں نے علمائے کرام کے انہی حوالہ جات کو جمع کیا ہے۔ میں ان تمام معزز و محترم علماء کرام کا ممنون ہوں جنھوں نے اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر میری کتاب کا مطالعہ کیا اور ان کے تبصروں سے مجھے حوصلہ ملا اور یقیناً ان کی تائید سے عامۃ المسلمین صحیح معنوں میں اس کتاب سے استفادہ کر سکیں گے۔ خصوصاً شیخ الحدیث محمد رفیق اثری، شیخ القرآن عبدالسلام رستمی، ڈاکٹر عبدالرشید اظہر، شیخ عبدالعزیز نورستانی حفظہم اللہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نے ایک طالب علم کی دقیق مباحث پر مشتمل کتاب کا مطالعہ کیا اور تبصرہ کیا کہ کتاب ھذا میں اعتدال و توازن اور عدل کا پہلو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ میں شیخ عبدالغنی محمدی حفظہ اللہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی زیدی برادران سے محبت کی بنا پر میں شیخ حافظ الیاس اثری، پروفیسر محمد سعید کلیروی اور محمد عباس انجم گوندلوی حفظہم اللہ کی تائید حاصل کر پایا ہوں۔ میں شیخ الحدیث عبدالرحمن چیمہ اور شیخ محمد زکریا زکی حفظہما اللہ کا بھی مشکور جنھوں نے کتاب کی تائید فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ برادرم حافظ سید طیب الرحمن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفظہ اللہ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کے تنقیدی تبصرہ کی بدولت مجھے کتاب کے کئی مقامات پر اصلاح کرنے کا موقعہ ملا۔ برخوردار سید عبدالعلام اور سید عبدالسلام نے تعامل مع المخالف پر عرب علماء کرام کے بہت سے فتاویٰ جمع کر کے کتاب کے حسن میں اضافہ کیا اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی زاد آخرت بنائے اور انہیں جزائے خیر دے۔ اور اس کتاب کو زوال پذیر امت مسلمہ کی اصلاح کا باعث بنائے۔ آمین۔

علمائے کرام سے گزارش ہے کہ اگر اس میں منہج اہل سنت یعنی منہج صحابہ وسلف صالحین سے ہٹی ہوئی کوئی بات ہو تو اصلاح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ڈاکٹر سید شفیق الرحمن

32 سی، نور الحق کالونی، بہاولپور

03036737672

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہج سلف کا مفہوم اور اہمیت

سلف اور منہج سلف کا مفہوم ومعنی

منہج سلف سے مراد دین کو سمجھنے کا وہ منہج ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور تبع تابعین رحمہ اللہ علیہم کے ہاں پایا گیا۔ جسے ائمہ اہل سنت نے اپنی کتب میں محفوظ کرتے ہوئے ہم تک منتقل کیا۔ اس منہج پر چلنے والے گروہ کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں اور اس کو ترک کرنے والے گروہ اہل بدعت کہلاتے ہیں۔ علامہ خلیل ہراس رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جماعت کا مطلب ہے اجتماع، اس کی ضد فرقہ ہے۔ جب ''جماعت'' کا لفظ ''سنت'' کے ساتھ بولا جائے مثلاً ''اہل السنۃ والجماعۃ'' تو وہاں اس امت کے سلف مراد ہوتے ہیں یعنی صحابہ، اور تابعین جو اللہ کی کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ سے ثابت شدہ حق صریح پر رہے ہوں''۔ (شرح الواسطیۃ از ہراس ص: ۱۶) منہج سلف کے دو اساسی بنیادیں مصدر تلقی اور منہج تلقی ہیں

مصدر تلقی

دین کہاں سے لینا ہے اسے مصدر تلقی کہتے ہیں۔ دین کے مصدر صرف اور صرف کتاب وسنت ہیں، اس کے علاوہ کوئی چیز دین کا مصدر نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب دوسری اس کے رسول کی سنت۔ (المستدرك على الصحيحين كتاب العلم ۱/۹۳)

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ذریعہ ہے جس سے ہمارے ایمان اور عمل کی اصلاح ہوتی ہے۔ کتاب وسنت وہ ذخیرہ ہے جس کی تازگی کا کوئی بدل نہیں۔ کوئی چیز ان کا متبادل نہیں، ہر دور میں ایمان کی پیاس صرف اور صرف کتاب وسنت سے بجھ سکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ ایک مومن کا اصل نصاب ہے ایک طالب علم قرآن وسنت سے فائدہ اٹھانے کے لیے منطق اور فلسفہ کا محتاج نہیں۔

اس لیے ہر وہ شخص اور گروہ جو دین لینے کے لیے کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور چیز کو مصدر تسلیم کرتا ہے گمراہ اور بدعتی ہے۔جیسے رافضہ اپنے ائمہ کے اقوال کو، معتزلہ ''عقل'' کو، صوفیہ ''کشف والہام'' کو، سیکولر ''خواہشات نفس'' کو دین کے مصدر کی حیثیت دیتے ہیں۔ یہ تمام گروہ ہلاکت کی طرف بلانے والے ہیں، عقیدہ کی اصطلاح میں انہیں اہل بدعت کہتے ہیں۔اہل سنت کے ہاں دین کے مصادر کے حوالے سے اتفاق پایا جاتا ہے کہ یہ کتاب وسنت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔جس طرح کتاب اللہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وحی ہے اسی طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی وحی ہے۔ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔

منہج تلقی

دین کیسے لینا ہے؟ اسے ''منہج تلقی'' کہتے ہیں۔منہج کے حوالے سے اہل سنت کی طرف منسوب گروہوں اور افراد میں کئی ایک خامیاں پائی جاتی ہیں۔

مصدر تلقی اور منہج تلقی میں فرق نہ کرنا

بہت سارے لوگ مصدر تلقی اور منہج تلقی میں فرق نہیں کرتے۔چنانچہ اگر انہیں کہا جائے تم نے دین کا فہم کہاں سے حاصل کیا ہے؟ وہ جواباً کہتے ہیں ''قرآن وحدیث'' سے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ رہتی دنیا تک حق کا پیمانہ قرآن وحدیث کے سوا اور کوئی نہیں ہے مگر یہاں سوال کی نوعیت مختلف ہے۔زیادہ واضح کرنے کے لیے ہم سوال یوں رکھ دیتے ہیں کہ: ''آپ نے قرآن وحدیث کو کہاں سے سمجھا ہے؟''

آخر قرآن وحدیث کو سمجھنے کا بھی تو کوئی ذریعہ ہوگا؟

یہ ذریعہ یہاں کے درسی نصاب ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنظیمی لٹریچر ہے؟

اسٹال پر فروخت ہونے والی کتب اور رسائل ہیں؟

جلسے اور پروگرام ہیں؟

تقریری اور تحریری مناظرے ہیں؟

ادیبوں اور شاعروں کا کلام ہے؟

''ذاتی مطالعہ'' ہے؟

ریڈیو اور ٹی وی کی دینی نشریات ہیں؟

اخبارات کے ''روحانی ایڈیشن'' ہیں؟......یا پھر منہج سلف؟

جو صرف علمائے اہل سنت کے ہاں سے ہی ملتا ہے۔ یاد رہے ہمارا مقصد کسی ''لٹریچر'' یا ''تقریر و تحریر'' کی افادیت کم کرانا نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لٹریچر، نصاب، پروگرامز جن سے ہم جڑیں ہیں اُن کے بارے میں یہ دیکھنا ہے کہ وہ 'سلف' سے کس قدر جوڑتے ہیں اور اپنے آپ سے کس قدر۔؟

قرآن و حدیث دین کا اصل مصدر ہیں۔ بلکہ دین ہیں۔ یہ بات ہر بحث اور شبہ سے بالاتر ہے۔اس کے سوا رب تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے رسول ﷺ پر کچھ نہیں اتارا۔دین کا یہ منبع محکم ہے اور اپنے آپ میں انتہائی واضح۔ مگر پھر بھی اس کی ''تفسیر'' اور ''بیان'' ایک باقاعدہ علم ہے اور اس علم کو درست طور پر جاننے اور سمجھنے والے تاریخی طور پر کچھ متعین لوگ ہیں۔

کیا سب لوگ قرآن و حدیث کو ایک ہی طرح سمجھ سکتے ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ درست مراجع اور صحیح ضوابط نہ ہوں تو قرآن و حدیث کو صحیح معنوں میں سمجھا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ درست مرجع اور علم فہم سلف کا نام ہے جس کے بغیر اس دین کو سمجھنا گمراہی کے دروازے کھولنا ہے۔ آیات اور احادیث کے فہم اور تطبیق کے بارے میں جب بعض لوگوں کو صحابہ اور سلف کے راستے کی پابندی کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں: ''ہم ان کی بات کیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مانیں، وہ کوئی نبی تو نہیں ہیں؟'' حقیقت یہ ہے کہ سلف اور ائمہ کے اقوال کا اللہ اور اس کے رسول کے قول سے مقابلہ نہیں بلکہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کا فہم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اس بات کو خود اللہ اور اُس کے رسول نے بیان فرمایا ہے۔

نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا اسی حقیقت کو بیان کرتی ہے:

﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾

(الفاتحة:۷)

''ہمیں اُن کی راہ چلا جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان کی جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کی۔''

سلف امت...... نہ کہ اکابرین جماعت

ایک طرف وہ لوگ ہیں جو سلف کے فہم سے آزاد ہو کر قرآن و سنت کو اپنی، اپنی جماعتوں اور گروہوں کی تحقیق سے دیکھتے ہیں تو دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو سلف کی اتباع کے نام سے اُن متاخرین سے جڑے ہیں کہ جن میں بدعات بلکہ بسا اوقات شرک تک پایا جاتا ہے۔ وہ انہیں سلف کے اُس مقدس مقام پر فائز کیے ہوئے ہیں کہ جو مقام صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کا ہے۔ یہ بھی سیدھی راہ سے ہٹی ہوئی سوچ اور فکر ہے۔

ہمارے معاشرے میں 'اکابرین' اور 'بزرگوں' کی اصطلاح بکثرت استعمال ہوتی ہے۔ اپنے بڑوں کا احترام کرنا اور ان کے علمی ورثہ کو قیمتی جاننا بے حد مستحسن امر ہے مگر انہیں قرآن وسنت کے فہم کا معیار سمجھنا اور جو کچھ انہوں نے کہہ دیا اسے نا قابل تنقید جاننا نہایت غلط روش ہے۔ یہ حیثیت تو صرف پہلے تین زمانوں کے سلف صالحین کو حاصل ہے کہ کتاب سنت کی تشریح میں جس بات پر وہ متفق رہے اُسے نا قابل تنقید جانا جائے۔ باقی جو کچھ ان کے بعد وجود میں آیا ہے بہر حال اس کی تحقیق کرنا اور اسے کتاب وسنت کے سلفی مفہوم پر پرکھنا بے حد ضروری ہے۔

آج سے سو دو سو سال پہلے آنے والے 'بزرگوں' اور 'بڑوں' کو سلف کا مقام دینا نہایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غلط ہے۔صفات باری تعالیٰ میں اشعریت و ماتریدیت کی تاویلات،صوفیاء کے چشتی،نقشبندی،سہروردی اور دیگر سلسلے،علم کلام اور علم تصوف کیا ابوبکر وعمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم ایسی اسلام کی نسل اول کے ہاں پائے گئے ہیں؟ یا عمر بن عبدالعزیز،مجاہد اور عکرمہ رحمۃ اللہ علیہم ایسی اسلام کی نسل دوئم سے منقول ہیں؟ یا یہ سب کچھ امام ابوحنیفہ،مالک،ثوری،شافعی،ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہم ایسی نسل سوئم کے علمی ذخیروں میں پایا جاتا ہے؟...... یا پھر یہ پہلے تین زمانے گزر جانے کے بعد امت میں دیکھی جانے لگیں؟

کسی چیز کی تعظیم میں خاموش ہوا جا سکتا ہے تو وہ کتاب اللہ،سنت رسول اللہ اور خیر القرون کا فہم اسلام ہے۔اس کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جس پر بات نہ ہو سکے۔ یہ سوچ کہ بزرگوں نے کتاب وسنت سے جو نچوڑ نکالنا تھا وہ نکال لیا ہے اور ہمیں بس بزرگوں پر ہی انحصار کرنا ہے نسل درنسل اب قیامت تک انہی کی دہرائی ہوئی عبارتوں کو دہرانا ہے ...... ہلاکت خیز سوچ ہے۔کتاب وسنت کا نچوڑ نکالنے کا کیا مطلب؟ یہ تو وہ چشمہ ہے کہ اس سے جتنا بھی نکالا جائے اس کی سطح ذرہ بھر بھی نیچی نہ ہو۔زمانے اس سے سیراب ہو لیں اس میں کچھ کمی نہ آئے۔ پھر اس نچوڑ کے حق ہونے کے لیے بھی لازم ہے کہ یہ 'سلف صالحین' سے سند یافتہ ہو۔

''فہم سلف'' کتاب وسنت کا متبادل نہیں بلکہ وہ وحی کے چشمہ سے سیراب ہونے کا ہی وہ ادب اور طریقہ ہے جس کے بغیر انسان کو شفا اور سیرابی ہونے کی بجائے کوئی روگ لگ سکتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

﴿يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ ﴾(البقرۃ:۲۶)

''بہتوں کو وہ اس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے اور بہتوں کو گمراہی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''فہم سلف'' کسی ایک امام کی فقہ میں مقید نہیں

''فہم سلف'' کے حوالے سے یہ ایک اور انحراف ہے جو تقلید جامد کی صورت میں امت میں بڑے عرصے سے پایا جا رہا ہے جسے اہل سنت کے تمام مکاتب فکر اہل حدیث، حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ، اہل ظاہر نے ہمیشہ رد کیا ہے۔ اپنے ''ائمہ'' اور اپنی کتب فقہ کے علاوہ کہیں اور سے رجوع کیے جانے کو باطل سمجھنا اور انہی کے اندر وارد ہونے والے مسائل کو قیامت تک کے لیے حرف آخر جاننا۔ اس سے اختلاف کو برداشت نہ کرنا چاہے وہ کتنی ہی علمی بنیاد پر کیوں نہ کیا گیا ہو اور دیگر مستند ائمہ دین سے اس کا ثبوت کیوں نہ ملتا ہو ایسی گمراہی ہے جس نے امت کو تفرقہ اور فساد میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہ وہ عمل شر ہے جس کا سلف نے ہمیشہ ہی رد کیا ہے۔ ائمہ کے اقوال اس کے بہترین شاہد ہیں:

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:۔

"إذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلک مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عن ابي حنيفة أنه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي۔" (شرح عقود رسم المفتی لابن عابدين ص ١٩)

''جب صحیح حدیث ملے اور وہ حدیث ہمارے مذہب کے خلاف ہو پھر حدیث ہی پر عمل کیا جائے گا اور وہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہوگا اور اس صحیح حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے کوئی حنفیت سے نہیں نکلے گا کیونکہ امام صاحب کا فرمان ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہج سلف کی اہمیت

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معیار اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلفِ امت ہیں:

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کی یوں تعریف فرماتا ہے:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ﴾ (الفتح:۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت (مگر) آپس میں رحم دل ہیں تم انہیں رکوع اور سجود کرتے ہوئے اور اللہ کا فضل و رضا تلاش کرتے ہوئے دیکھو گے (کثرت) سجدہ سے ان کی پیشانیوں پر امتیازی نشان موجود ہیں ان کی یہی صفت تورات میں بیان ہوئی ہے۔''

صحابہ وہ مومن تھے کہ جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے چنا تھا اور انہیں لوگوں پر اپنا گواہ بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۚ﴾ (النمل:۵۹)

''آپ کہہ دیجیے سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور اُسکے بندوں پر سلامتی ہو جنہیں اُس نے منتخب کیا''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''یہاں مراد اصحاب محمد ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر 381/3)

اور اللہ نے فرمایا:

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۚ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۚ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ﴾

(الحج:۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اُس نے تمہیں (اپنے دین کے لیے) چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، یہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اللہ نے اس سے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (مسلم ہی رکھا ہے) تا کہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔"

صحابہ امت کے وہ مبارک لوگ ہیں جن کے علم و دیانت کی گواہی اللہ نے اپنی کتاب میں دی ہے۔

﴿وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ﴾ (سبا:٦)

"اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے خوب سمجھتے ہیں کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپکی طرف نازل ہوا وہ حق ہے"۔

جو لوگ محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لائے وہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کرنے والے اور دین کی اتباع میں سبقت لے جانے والے لوگ تھے۔ انہوں نے اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ انہوں نے قرآن مجید کو رسول اللہ ﷺ سے سیکھا نزول قرآن، نزول کے اسباب اور قرآن کی تفسیر سے براہ راست مستفید ہوئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جہاں قرآن حکیم کے الفاظ سیکھے وہاں قرآن کے معانی بھی سیکھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قران کے حفظ کے ساتھ اس کا فہم بھی حاصل کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے قرآن کی تفسیر سنی آپ کے حالات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا آپ کی دعوت کو اپنے دلوں میں محفوظ کیا۔

اس لحاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو فضیلت حاصل ہوئی وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ علم حاصل کیا اور آپس میں ایک دوسرے سے سیکھا چنانچہ سب صحابہ "عدالت" کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے' یہی وجہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسناد، راویوں کے حالات، سند کی جرح و تعدیل کی ضرورت ہی نہ تھی۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کتاب اللہ کو سمجھنے والا، سنت کا علم رکھنے والا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ بات جاننا ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جس طرح قرآن کے الفاظ بیان فرمائے ویسے ہی اس کے معانی بھی واضح فرمائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل:۴۴) ''تاکہ تم لوگوں کے سامنے وہ تعلیم جو تم پر اتاری گئی کھول کھول کر بیان کر دو'' میں جہاں الفاظ کے پہنچانے کا حکم ہے وہیں اس کے معانی کھول کھول کر بیان کرنے کا بھی حکم ہے۔

''ابو عبدالرحمن السلمی (جو معروف تابعی ہیں) کہتے ہیں: وہ لوگ جو ہمیں قرآن پڑھایا کرتے تھے، مثلاً: عثمان بن عفان اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ، وہ ہمیں بتایا کرتے تھے کہ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات سبق میں لے لیتے تو اس وقت تک اگلے سبق پر نہ جاتے جب تک وہ ان دس آیات میں علم و عمل کی ہر بات سیکھ نہ لیتے کہا کرتے تھے: سو یوں ہم نے قرآن سیکھا تو اس کا علم اور عمل ایک ساتھ سیکھا۔''

یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ ایک سورت کے حفظ میں مدت گزار دیا کرتے تھے۔''
(مقدمۃ فی اصول التفسیر:۳۵)

بنیادی طور پر یہ ایک مدرسہ ہے جس میں صحابہ پڑھے اور آگے پڑھاتے رہے اور پھر صحابہ سے پڑھنے والے اپنے بعد والوں کو پڑھاتے رہے۔ دین کی حقیقت، دین کی فطرت، دین کا مزاج، دین کے اصول و فروع کی حدود، اتفاق اور اختلاف کے حدود اور آداب، اتباع اور اجتہاد کے میدانوں کا تعین، اتحاد و اجتماع کا طریقہ، بدعات و محدثات سے نمٹنے کا طریقہ۔ غرض نصوص وحی کے ساتھ تعامل اختیار کرنے کی سب تفصیلات ہمیں اسی مدرسہ سے لینی ہیں جس میں صحابہ نے پڑھا اور پڑھایا پھر صحابہ سے پڑھے ہوئے پڑھاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو تمام مسلمانوں کے لیے نمونہ قرار دیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اُن کی طرح ایمان لانے کا حکم دیا:۔

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ﴾ (البقرۃ:۱۳۷)

''پس اگر وہ ایسا ایمان لائیں جیسے تم لائے ہوتو وہ ہدایت پالیں گے اور اگر وہ اس سے پھریں تو وہ ہٹ دھرمی پر ہیں لہذا اللہ ان کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے''۔

پس جو کوئی ہدایت کا طلبگار ہے اور آخرت میں نجات چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ویسے ایمان لائے جیسے صحابہ لائے تھے' کیونکہ حق وہی ہے جس پر وہ گامزن تھے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی اتباع کا حکم دیا ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾﴾ (التوبة:۱۰۰)

''اور جو مہاجر و انصار ایمان لانے میں سبقت کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن میں نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔یہی بہت بڑی کامیابی ہے''۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

''چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے پیچھے چلنے والوں کو بھی اپنی خوشنودی اور جنت کی نعمتوں میں شریک کر دیا......اس لئے جو لوگ سابقینِ اولین کی اتباع کریں گے وہ انہی میں شمار ہوں گے جبکہ یہ لوگ انبیاء کرام کے بعد افضل ترین ہیں ، کیونکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ترین امت ہے جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے اور یہ لوگ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں افضل ترین ہیں۔

اس لئے علم اور دین میں ان کے اقوال و اعمال کی معرفت رکھنا، دین کے جملہ علوم اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال میں متاخرین کے اقوال واعمال کی معرفت سے صد مرتبہ افضل اور مفید تر ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے بعد والوں سے افضل ہیں جیسا کہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، پھر جب ایسا ہے تو ان لوگوں کی اقتداء بعد والوں کی اقتدا سے بہتر ہے۔ علم دین کے سلسلے میں دوسروں کے اجماع واختلاف کی نسبت صحابہ کے اجماع اور اتفاق اور انہی میں ہونے والے اختلاف کی معرفت ودریافت زیادہ بہتر ہے...... اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اجماع بہرحال معصوم ہوتا ہے، صحابہ نے اگر اختلاف کیا تو بھی حق ان کے اقوال میں سے کسی ایک میں ہوتا ہے۔ ان کے اقوال میں سے کسی قول کو اس وقت تک غلط نہیں کہا جا سکتا جب تک کتاب وسنت سے اس کا غلط ہونا ثابت نہ ہو جائے......

اسی طرح دین میں کوئی بھی ایسا مسئلہ نہیں رہ جاتا جس کے بارے میں سلف نے کلام نہ کیا ہو اس لئے اس کی مخالفت یا موافقت میں سلف سے ضرور کوئی نہ کوئی قول مل جاتا ہے۔"

(مجموع الفتاوی ص ۱۳، ۲۳، ۲۷)

رب تعالیٰ نے ہمیں پہلوں کے راستے پر چلنے کی نصیحت فرمائی ہے:۔

﴿وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ﴾ (لقمٰن:۱۵)

"اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو"

اور فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝﴾ (التوبۃ ۱۱۹)

"اے ایمان والوں اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کا ساتھ دو۔"

ایک سے زائد سلف نے یہاں صادقین سے مراد "اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم" لیے ہیں۔

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ اللہ نے کسی کو سچ کہنے کی توفیق دے کر اس پر اتنا احسان کیا ہو جیسا مجھ پر کیا ہے۔ میں نے اس وقت سے لے آج تک قصداً کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت اتاری۔"

(بخاری: ۴۶۷۸) (تفسیر ابن کثیر: 414/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے اعلان کرواتا ہے کہ وہ اور اس کے اصحاب بصیرت کے ساتھ حق پر گامزن ہیں:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣعَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ﴾ (یوسف:۱۰۸)

''کہہ دیجیے میرا راستہ یہی ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور میں خود بھی اس راہ کو پوری بصیرت کے ساتھ دیکھ رہا ہوں اور میرے پیروکار بھی۔''

رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہج اور فہم کو جماعت حقہ کی پہچان قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سوائے ایک جماعت کے سب دوزخ میں جائیں گے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول وہ کونسا گروہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((ما انا علیه واصحابی)) ''یہ وہ جماعت ہوگی جو اس راستے پر چلے گی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں''

(ترمذی:۲۵٦۵)

اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ سنت رسول کے ساتھ طریق صحابہ بھی قیامت تک محفوظ رہے گا کیونکہ جو چیز محفوظ نہ ہو وہ قیامت تک نجات پانے والے گروہ کی نشانی کیسے بن سکتی ہے؟۔ اسی لیے آپ ﷺ نے صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اسلاف کی پیروی کی تلقین فرمائی ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا'' تم میرے بعد شدید اختلاف دیکھو گے۔ اس وقت تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔ اس پر مضبوطی سے جمے رہنا، دین میں نئے پیدا ہونے والے امور سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے'' (ابن ماجۃ:۴۲)

معلوم ہوا فتنوں کے ظہور کے وقت بچاؤ صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین کی سنت اختیار کرنے میں ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا'' میرے صحابہ کے طریقہ پر عمل کر کے میری سنت کی حفاظت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرو پھر تابعین اور تبع تابعین کے طریقہ پر چلو پھر اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا''۔
(ابن ماجہ کتاب الاحکام: ۲۳۶۳)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری امت میں بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر اس کے بعد والا (تابعین کا) زمانہ پھر اس کے بعد والا (تبع تابعین کا) زمانہ پھر ایسی قومیں پیدا ہونگی جو بغیر مطالبے کے جھوٹی گواہیاں دیں گی اور خیانت کریں گی اس لیے انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا''۔

(مسلم: ۲۵۳۵۔ ترمذی: ۱۸۱۰)

ان آیات واحادیث سے یہ بات واضح ہے کہ فہم دین کے حوالے سے پہلے ابتدائی تین زمانوں میں جو کچھ سمجھا اور سمجھایا گیا وہ بالکل حق ہے۔ بعد والوں کو اب انہی کے پیچھے کھڑے ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ③﴾ (الاعراف: ۳)

''لوگو جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو اور اس کے علاوہ دوسرے سرپرستوں کی اتباع نہ کرو۔ تھوڑی ہی تم نصیحت مانتے ہو۔''

اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ صحابہ کرام کا فہم حجت نہیں ہے۔ یاد رکھئے قرآن وسنت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا اور تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیکھا۔ صحابہ و تابعین سے زیادہ بہتر کیا کوئی اور قرآن وسنت کو سمجھ سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ لہٰذا قرآن وسنت کا وہی مفہوم معتبر ہوگا جو صحابہ و تابعین نے متعین کیا۔ سلف کے مقابلے میں بعد والوں کے فہم کی کوئی حیثیت نہیں۔ سلف کا فہم ہی وہ سبیل المومنین ہے جس پر چلنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ⑮﴾ (النسآء: ۱۱۵)

''جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر اور راہ اختیار کرے۔ تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا اس نے رخ کیا پھر اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔''

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے ساتھ مؤمنوں کی راہ پر نہ چلنا بھی جہنم میں جانے کا سبب بتایا۔

محدث البویطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ اصحاب الحدیث کا دامن مت چھوڑو اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ درست بات کہنے والے ہیں (تاریخ حدیث ومحدثین ص ۴۰۱)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''سنت کے اصول ہمارے ہاں یہ ہیں کہ ہر وہ امر جس پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اس سے چمٹ کر رہا جائے۔ ان کی اقتدا کی جائے اور نئی ایجادات کو ترک کیا جائے کیونکہ ہر نئی ایجاد بدعت وضلالت ہے''۔ (شرح اصول السنۃ والجماعۃ للالکائی ۱/۱۵۶)

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سنت کی راہ پر جمے رہو۔ ان پہلوں کے قدم جہاں رک گئے ہوں وہاں تم بھی ضرور رک جاؤ۔ جس بات کے وہ قائل ہوئے ہیں تم بھی اسی بات کے قائل رہو۔ جس بات سے وہ خاموش رہے ہوں تم بھی اس سے خاموش رہو۔ چلو تو اپنے ان سلف صالحین کی راہ پر چلو''۔

(شرح اصول السنۃ والجماعۃ للالکائی ۱/۱۵۴)

قوام السنہ، امام اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''علم کثرت روایت کا نام نہیں، بلکہ علم تو اتباع اور اقتداء کا نام ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی پیروی کرو، اگرچہ علم تھوڑا ہی ہو اور جو شخص صحابہ وتابعین کی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے اگرچہ زیادہ علم والا ہی ہو''

(الحجۃ فی بیان المحجۃ لابی القاسم الاصبہانی ۴۶۹۔۲)

ابو محمد عبداللہ بن زید قیروانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''سنتوں کو تسلیم کرنا عقل وقیاس کے خلاف نہیں۔ سنن کی جو تفسیر سلف صالحین نے کی ہے ہم وہی کریں گے اور جس پر انہوں نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عمل کیا، اسی پر ہم عمل کریں گے اور جس کو انہوں نے چھوڑا ہم بھی چھوڑ دیں گے۔ ہمیں یہی کافی ہے کہ وہ جس چیز سے رک گئے اس سے ہم رک جائیں اور جس چیز کو انہوں نے بیان کیا، اس میں ہم ان کی پیروی کریں اور جو انہوں نے استنباط اور اجتھاد کیا اس میں ان کی اقتداء کریں، جس چیز میں ان کا اختلاف ہے اس میں انکی جماعت سے نہ نکلیں (کوئی نیا مذہب نہ نکالیں، بلکہ اختلافی صورت میں ان میں سے ہی کسی ایک کا مذہب قبول کریں)۔تمام وہ چیزیں جو ہم نے ذکر کی ہیں وہ اہل سنت اور فقہ وحدیث کے ائمہ کے اقوال ہیں۔ (الجامع:۱۱۷)

حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (ابن ابی زمنین) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جان لیں کہ سنت قرآن کریم کی دلیل ہے۔سنت کو قیاس اور عقل کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ تو ائمہ کرام اور جمہور امت کے طریقے کی اتباع کا نام ہے (کتاب اصول السنۃ لابی ابن زمنین:۱)

امام آجری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

''جن لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے، ان کی علامت اللہ عزوجل کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں اور آپ کے صحابہ اور ان کے پیروکاروں کے آثار کی اتباع کرنا ہے' نیز وہ اس راستے پر چلتے ہیں جس پر ہر علاقے کے ائمہ مسلمین اور اب تک کے علمائے کرام، مثلاً امام اوزاعی، امام سفیان ثوری، امام مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام قاسم بن سلام رحمہ اللہ علیہم اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے اہل علم چلے اور وہ ہر اس طریقے سے بچتے ہیں جسے ان علمائے کرام نے اختیار نہیں کیا۔'' (الشریعۃ للآجری:۱۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ہر وہ قول جس میں بعد والا متقدمین سے منفرد ہو، اس سے پہلے وہ قول کسی نے نہ کہا ہو وہ یقیناً غلط ہوگا۔'' (مجموع فتاویٰ لابن تیمیہ ۲۱۔۲۹۱)

''حافظ عبداللہ روپڑی محدث رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۴ھ) فرماتے ہیں: خلاصہ یہ کہ ہم تو ایک ہی بات جانتے ہیں وہ یہ کہ سلف کا خلاف جائز نہیں'' (فتاویٰ اہل حدیث ج ا ص ۱۱۱)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

منہج سلف......اسلامی اجتماعیت کی بقا کا ضامن

اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ یہ دین صرف ''افراد'' اور جماعتوں کو چلانے کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ یہ ایک ''امت'' بنانے اور ایک ''امت'' چلانے کے لیے اترا ہے۔اس کا یہی قد کاٹھ ذہنوں میں رہنا ضروری ہے اور اس کا یہی مرتبہ دلوں میں جانشین کروانا چاہیے۔ ضروری ہے کہ دین کے فہم کے بارے میں ایسے مستند مراجع اختیار کیے جائیں جو نہ صرف صحیح ہوں بلکہ وہ 'امت' کی سطح کے ہوں۔ایک فرد یا جماعت اپنی بات چھوڑ کر ان پر آنے کی پابند ہو۔ان کو اپنا کر ایک جماعت امت کی سطح پر آئے نہ کہ امت کو جماعت کی سطح پر لانے کی کوشش کرے۔ایک بڑی چیز اپنے سے چھوٹی چیز میں فٹ نہیں ہو سکتی۔اس عمل کے جہاں اور بہت سے تقاضے ہیں وہاں فہم دین کے لیے کچھ ایسے مراجع کا اختیار کیا جانا از حد ضروری ہے جو بیک وقت مستند بھی ہوں اور مشترک بھی۔

وہ اصول وضوابط جو اہل سنت کے مختلف گروہوں مثلاً مذاہب اربعہ، اہل حدیث اور اہل ظاہر کو اپنا تنوع برقرار رکھتے ہوئے ایک ساتھ چلنے میں مدد دے سکیں۔ان کے لیے اجتماع کی ایک معقول بنیاد فراہم کر سکیں اور ان کے اتفاق واختلاف کی حدود وآداب متعین کر کے انہیں ایک مضبوط امت بنا سکیں اصول اہل سنت کہلاتے ہیں جنہیں سلف صالحین نے امت کے لیے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔

''فہم سلف'' سے ہی ہم یہ سیکھتے ہیں کہ دین کے کچھ امور ایسے ہیں جن میں اختلاف کیا ہی نہیں جا سکتا ہے، انہیں [illegible] دین یا مسلمات کہتے ہیں، اور کچھ امور ایسے ہیں جن میں اختلاف برداشت کرنے کا حکم دیا گیا ہے انہیں فروع دین کہتے ہیں۔جو لوگ سلف کے منہج سے ناواقف ہیں وہ یا تو دین کے بنیادی امور تک میں اختلاف کی گنجائش دیتے ہوئے دین کی بنیادیں ڈھاتے نظر آتے ہیں یا پھر اس قدر شدت اختیار کرتے ہیں کہ دین کے ہر مسئلہ کو کفر واسلام کا مسئلہ بنا کر فقہی باتوں میں [illegible] اف تک پر کفر کے فتوے لگا دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ طرز عمل اسلام کی اجتماعیت کو توڑنے اور تفرقہ کو ہوا دینے کا سبب ہے بلکہ یہی تفرقہ ہے۔ اس لیے اسلامی اجتماعیت کے لیے منہج سلف کو اپنانا بے حد ضروری ہے۔

ذیل میں ائمہ کے اقوال اسلام کی اسی سچی تعبیر کو بیان کرتے ہیں:

امام حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''سلف نے اس بات سے ممانعت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے اسماء وصفات کے بارے میں بحث اور اختلاف ہو۔ البتہ جہاں تک فقہی مسائل کی بات ہے تو سلف کا اتفاق ہے کہ ان امور میں بحث اور اخذ ورد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ (فقہ) ایسا علم ہے جس میں قیاس کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ جبکہ اعتقادات کا معاملہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک اللہ عزوجل کی بابت کوئی بات کی ہی نہیں جا سکتی سوائے اس بات کے جو وہ خود ہی اپنی ذات کے بارے میں بیان کر دے، یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بابت بیان کر دے، یا جس پر امت نے اجماع کر لیا ہو اللہ کی مثل کوئی چیز ہے ہی نہیں جس کا قیاس یا گہرے غور وخوض کے نتیجے میں، ادراک ہونا ممکن ہو......

''دین اس معنی میں کہ وہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور بعث بعد الموت اور یوم آخرت پر ایمان ہے تو اس تک رسائی اللہ کے فضل سے اس کنواری دوشیزہ کو بھی حاصل ہے جس کو کبھی گھر سے باہر کی ہوا تک نہ لگی ہو۔ (دین کے اسی پہلو، یعنی ''اصول دین'' کے بارے میں) عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے: جو شخص اپنے دین کو بحثوں کا موضوع بناتا ہے پھر وہ اکثر نقل مکانی کرتا ہے۔'' (صحیح جامع بیان العلم وفضلہ ۳۸۳)

''دین کے اصول ومسلمات'' دین کا وہ حصہ ہیں جس پر سمجھنا سمجھانے کے لیے گفتگو تو ہو سکتی ہے مگر یہ کسی کی ہار جیت سے بدلے نہیں جایا کرتے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور دین کے کچھ بنیادی امور میں آپ کو بحث و گفتگو کی دعوت دی۔ اُس نے امام مالک کو کہا: ''آؤ بات کر کے دیکھتے ہیں۔ اس شرط پر کہ میں جیتوں تو تم میرے ہم خیال ہو جاؤ گے اور تم جیتو تو میں تمہارا ہم خیال ہو جاؤں''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس تجویز پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا: ''اور اگر کوئی تیسرا شخص ہم دونوں کو خاموش کرادے؟''

اُس شخص نے جواب دیا: ''تو ہم اُس کی بات تسلیم کرلیں گے۔''

بظاہر دیکھیے تو اس شخص کی بات سے بڑی ہی انصاف پسندی اور حق پرستی جھلکتی ہے، بظاہر بہت اصولی پیش کش ہے۔ مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کا جو جواب دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ آپ جیسے آئمہ سلف کی ہی شان ہے، فرمایا:

''تو کیا جب بھی کوئی نیا شخص میدان میں آئے اور پہلے والے سے بڑھ کر دلیل دے لینے کی مہارت دکھائے تو ہم اپنا دین اور راستہ تبدیل کرلیا کریں؟ سنو، میں اپنا دین یقینی طور پر معلوم کر چکا ہوں کہ وہ کیا ہے۔ تمہیں اپنا دین تا حال معلوم نہیں تو جہاں چاہو تلاش کرتے پھرو''۔ (اللالکائی 144/1)

یہ ہیں ہمارے ائمہ جو ایسا راستہ بتلا گئے کہ جس پر چلنے والا ایک روشن اور مضبوط راہ پر ہے۔ وہ اس راہ کا ہر پہلو امت کے سامنے رکھ گئے۔ اللہ اُن پر رحمت فرمائے۔

رہے ''دین کے فروع'' تو اُس میں یہ شدت اور سختی نہیں ہے، مگر وہاں بھی ہرا یرے غیرے کو اجتہاد کرنے اور فتوی دینے کی اجازت نہیں ہے۔ اس میں بھی استدلال اور مسائل اخذ کرنے کے باقاعدہ اصول اور قواعد ہیں۔ دین کے اس حصہ میں بات کرنے اور رائے دینے کے لیے بھی ضروری ہے کہ آدمی نہ صرف استدلال کے ان فقہی اصولوں سے واقف ہو بلکہ نصوص شریعت کا علم بھی رکھتا ہو۔

امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص کتاب وسنت کا علم رکھتا ہے، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے واقف ہو اور فقہائے مسلمین کے اقوال سے آگاہ ہو وہی اس بات کا مجاز ہے کہ کوئی مسئلہ اس کے سامنے پیش آئے تو وہ اجتہاد کر کے کوئی رائے اختیار کرے اور اپنی اس رائے کو اپنی نماز، روزے یا حج یا شرعی اوامر و نہی کے کسی معاملے میں قابل عمل جانے۔'' (جامع بیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العلم وفضله)

رہا عام آدمی تو وہ اہل علم سے کسی مسئلہ کو سن کر یا ان کے فتاویٰ کو آگے بیان کر سکتا ہے۔اس سے بڑھ کر اُسے اجتہاد کرنے کا حق نہیں ہے۔

سلف کے ان اصول وضوابط سے یہ بات بخوبی جانی جاسکتی ہے کہ وہ کس طرح اسلام کی حفاظت کرتے رہے اور یہ کہ مسلم معاشرے کی علمی پاسداری کا حق صرف انہی کو ہے۔منہج سلف سے جس گروہ نے بھی انحراف کیا اُس نے مسلم اجتماعیت کو پارہ پارہ کیا اور اسلام کے صاف ستھرے عقیدے کو خراب کیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:۔

"لن يصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها"(الشفا للقاضی عیاض:ج:۲،ص:۸۸)

''اس امت کے آخری دور کی اصلاح بھی اسی طرح سے ممکن ہے جس طرح اس امت کے اول حصے (صحابہ) کی ہوئی تھی''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہج سلف کا انکار......گمراہی کی بنیادی وجہ

گمراہی کی ایک بنیادی وجہ فہم سلف کو اختیار نہ کرنا اور قرآن وسنت کی من مانی تفسیر کرنا ہے۔فہم سلف کے انکار سے ہی مسلمانوں میں گمراہی کی ابتداء ہوئی اور پہلا بدعتی فرقہ جسے خوارج کہا جاتا ہے وجود میں آیا۔اس گمراہی کا کچھ لوگوں نے مقابلہ کیا مگر انہوں نے بھی فہم سلف کو اختیار نہ کیا جس کے نتیجے میں وہ بھی گمراہ ہوئے انہیں مرجئہ کہا گیا ہے۔البتہ وہ لوگ جو سلف کے طریق پر گامزن رہے اور انہی کے فہم سے چمٹے رہے وہ ہدایت ورشد کے وارث بنے جنہیں اہل سنت والجماعت کہا جاتا ہے۔صحابہ وتابعین کے فہم کا انکار کس طرح گمراہی میں دھکیل دیتا ہے اس کے لیے ہم مسئلہ ایمان پر اہل سنت اور اہل بدعت کے اختلاف کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔

خوارج

سب سے پہلے خوارج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کو چھوڑ کر قرآن وسنت کی اتباع کرنے پر گمراہ ہوئے:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ان کی بدعت زندقہ اور الحاد کی وجہ سے نہ تھی بلکہ کتاب اللہ کے معنی کے فہم میں جہالت اور ضلالت کی وجہ سے تھی۔''(منھاج السنۃ فی کلام الشیعۃ والقدریۃ ۱/ ۱۵)

ان کی گمراہیوں میں بنیادی گمراہی یہ تھی کہ وہ ہر گناہ گار کو کافر سمجھتے تھے خواہ گناہ ارادۃً ہو، غلط فہمی سے ہو یا اجتہادی خطا سے ہو۔

علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ایک فرقے ازارقہ کے متعلق فرماتے ہیں:

''ازارقہ'' کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا وہ ایسے کفر کا مرتکب ہوا جس سے آدمی مکمل طور پر اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور وہ تمام کفار کے ساتھ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔(الملل والنحل از عبدالکریم شہرستانی ۱/ ۱۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند ایسی روایات ملاحظہ فرمائیں: جن میں کبیرہ گناہ کے مرتکبین کو یہ وعید سنائی گئی ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے، یا انہیں جہنمی قرار دیا گیا ہے۔

تکبر کرنا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا'' (مسلم: 91)

اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنا: انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''۔ (بخاری: 108، مسلم: 2)

کسی مومن کو ناحق قتل کرنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝﴾ (النسآء: 93)

''اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

غیر مسلم معاہد کا قتل: سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی غیر مسلم کو جو سلطنت اسلامیہ میں عہد و پیمان کے ساتھ رہ رہا ہو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتا جب کہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت کی دوری سے سونگھی جا سکتی ہے'' (بخاری: 6914)

خودکشی: جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے گذرے ہوئے لوگوں میں ایک زخم خوردہ آدمی تھا جس نے تکلیف سے گھبرا کر چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا جس سے اس قدر خون نکلا کہ وہ مر گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بندے نے میرے حکم (موت) سے پہلے اپنے بارے میں جلدی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کی میں نے اس پر جنت حرام کر دی‘‘۔(بخاری 3463. مسلم: 113)

والدین کی نافرمانی کرنا: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا اور شراب پینے کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا‘‘۔(النسآئی:5675)

باپ کی بجائے دوسرے کی طرف نسبت کرنا: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص جان بوجھ کر (اپنے باپ کو چھوڑ کر) غیر کی طرف نسبت کرے اس پر جنت حرام ہے‘‘۔(بخاری: 4326،مسلم:63)

قریبی رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لینا اور صلہ رحمی نہ کرنا: جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی (قطع رحمی) کرنے والا جنت میں داخل نہیں گا‘‘۔(بخاری:5984. مسلم: 2556)

پڑوسی کو تکلیف دینا: ابوشریح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں۔ اللہ کی قسم وہ مومن نہیں۔ اللہ کی قسم وہ مومن نہیں‘‘۔عرض کیا گیا کون یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ آپ نے فرمایا: ’’جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں‘‘ (بخاری: 6016)

مسلمانوں سے قطع تعلق کرنا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ پس جو شخص تین دن سے زائد تعلق منقطع رکھے گا اور اگر اسی حالت میں اسے موت آ گئی تو وہ جہنم میں جائے گا‘‘ (ابوداود: 4914)

یتیم کا مال کھانا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ⑩﴾(النسآء:10)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔''

واپس نہ کرنے کی نیت سے قرض لینا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سبحان اللہ قرض کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر زیادہ سختی فرمائی ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی آدمی اللہ کے راستے میں شہید کر دیا جائے پھر دوبارہ زندہ ہو پھر شہید ہو پھر زندہ ہو پھر شہید ہو اگر وہ مقروض ہے تو جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا''۔(النسائی:4688)

مال فروخت کرنے کے لیے جھوٹی قسم کھانا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: ''جس نے عصر کے بعد سودا بیچا اور اللہ کی قسم اٹھا کر گاہک سے کہا کہ میں نے تو خود اتنے کا خریدا ہے حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا تھا لیکن گاہک نے اس کی قسم کا اعتبار کیا اور اس کو سچا جان کر اس سے وہ چیز خرید لی۔ تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ نہ اس سے کلام کرے گا اور نہ اس کو گناہوں سے پاک کرے گا بلکہ اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا'' (بخاری:2369،مسلم:108)

چوری کرنا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''زانی جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا اور شراب پینے والا جس وقت شراب پیتا ہے مومن نہیں ہوتا۔ اور چوری کرنے والا جس وقت چوری کرتا ہے مومن نہیں ہوتا۔ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ڈاکہ ڈالنے والا مومن نہیں رہتا''۔(بخاری:2475،مسلم:57)

سودی لین دین کرنا: سود خور کا برا انجام اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾(البقرۃ:275)

''جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ وہ سود خوری سے باز آجائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا سو کھا چکا۔ اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو اس کے حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔"

دنیا کے لیے دین کا علم حاصل کرنا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ایسا علم حاصل کرتا ہے جس سے اللہ کی رضا مقصود ہونی چاہیے تھی لیکن وہ اسے اس لیے حاصل کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے اسے دنیا کا سامان مل جائے۔ ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا" (ابن ماجة: 252)

"خوارج" نے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہوئے اس بات کی بالکل پرواہ نہ کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان احادیث کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس طرح وہ گمراہ ہوئے۔

مرجئہ

"خوارج" کی طرح مرجئہ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے فہم کو کوئی حیثیت نہ دی اور براہ راست قرآن وحدیث کو اپنی عقل سے سمجھا اور کہنے لگے کہ جس طرح کسی کافر کو کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی ایسے ہی کسی مسلمان کو کوئی گناہ نقصان نہ دے گا۔ اگر خوارج نے مرتکب کبیرہ کو کافر قرار دیا تو مرجئہ نے ان کے بارے میں یہ عقیدہ گھڑا کہ گناہ سے ان کے ایمان میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا:

(۲) سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ نے جہنم کی آگ ہر اس شخص پر حرام کر دی ہے جس نے اللہ کی رضامندی کے حصول کے لیے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا" [بخاری:425، مسلم:33۔ک5ح263]

(۳) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ اور کسی چیز کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جو کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے وہ اس کو عذاب نہ دے۔ (بخاری:۲۸۵۶، مسلم:۳۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل آئے اور مجھے خوشخبری دی کہ جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگر چہ اس نے چوری کی اور زنا کیا؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر چہ اس نے چوری کی ہو یا زنا کیا ہو۔ (بخاری ۷۴۸۷، مسلم ۹۴)

اہل سنت والجماعت

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے کتاب وسنت کو اپنے فہم کی بجائے سلف کے فہم کے ساتھ سمجھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کا طرز فکر خوارج اور مرجئہ کے الٹ تھا انہوں نے ان دونوں قسم کی روایات کو جمع کیا اور یہ بتلایا کہ کبیرہ گناہ پر عذاب کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے اگر چاہے تو بخش دے اور جنت میں داخل کر دے، اور اگر چاہے تو عذاب دے کر جنت میں داخل کر دے۔ کفر اکبر، شرک اکبر اور نفاق اکبر کے علاوہ دیگر گناہوں کے مرتکب کو جہنم کا عذاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں ہوگا۔ آخر کار اس کا انجام جنت ہوگا۔ چنانچہ اہل کبائر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش سے جہنم سے نکلیں گے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں جو لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے میری شفاعت ان کے لیے ہوگی''۔ (ترمذی:2435)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''محمد کی شفاعت سے ایک قوم جہنم سے نکلے گی اور جنت میں داخل ہوگی۔ انکا نام جہنمی ہوگا''۔

(بخاری:6566)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن میں اپنے رب سے (شفاعت کی) اجازت چاہوں گا، مجھے اجازت ملے گی میں سجدے میں گر جاؤں گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا، مانگو دیا جائے گا، شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت حکم ہوگا جاؤ جس کے دل میں ایک جو کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برابرایمان ہے اسے نکال لو...... میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا پھر لوٹ کر آؤں گا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا پھر میں سجدے میں گر جاؤں گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا، مانگو دیا جائے گا، شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت حکم ہوگا جاؤ جس کے دل میں ایک ذرہ یا رائی کے برابر ایمان ہے اسے نکال لو میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا پھر لوٹ کر آؤں گا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا۔ میں سجدے میں گر جاؤں گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا، مانگو دیا جائے گا، شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت حکم ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم ایمان ہے اسے نکال لو میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا۔۔۔ پھر لوٹ کر آؤں گا' اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا اور کہوں گا اے میرے رب مجھے ان لوگوں کی اجازت دے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اللہ تعالیٰ فرمائے گا قسم ہے میری عزت وجلال کی اور عظمت وکبریائی کی کہ میں دوزخ سے اس کو نکال دوں گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ (بخاری:۷۵۱۰، مسلم:۱۹۳)

اہل سنت اور اہل بدعت کے مابین اختلاف کی اس مثال سے مقصود یہ ہے کہ قرآن و سنت کو محنت، ذہانت یا عربی زبان کی مدد سے سیکھنا کافی نہیں' بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ کتاب وسنت کے اپنے فہم کو سلف کے منہج پر پیش کیا جائے۔ اس طرح ہم اس راستے پر چل سکیں گے جس کے درست ہونے کی ضمانت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے گویا ہمیں راستہ بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ سلف کے راستے پر چلنے کی ضرورت ہے۔ دین کی وہ باتیں جن کے بارے میں سلف صالحین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ان کی ازسرنو تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو کچھ سلف نے کیا وہی حق ہے اور اس کو ماننا واجب ہے اور جہاں ان کا اختلاف ہوا تو حق بھی ان کے اقوال میں سے کسی ایک میں ہوتا ہے۔ اختلاف کی جتنی گنجائش ہمارے سلف کے ہاں پائی گئی ہماری تحقیق کا دائرہ بھی اسی کے اندر رہے گا اور یہ کام بھی وہی کریں گے جو دین کے معاملے میں سلف کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیروکار ہیں اور خود بھی دین کو خوب سمجھنے والے عالم ہوں۔

سلف صالحین کے فہم کی پابندی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کسی کو کتاب و سنت سے کھیل کھیلنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ آج امت کا ایک بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ کوئی بھی شخص چند آیات اور چند احادیث کا ترجمہ پڑھ کر اور چند دلائل جمع کر کے اسلام کی ایک نئی تعبیر متعارف کرواتا نظر آتا ہے۔ پھر قرآن و حدیث سے جو بات اس کی سمجھ میں آ جائے اسے وہ حق قرار دیتا ہے اور جنہوں نے اسے مختلف انداز میں سمجھا انہیں باطل اور گمراہ۔ کچھ لوگ اس کی دعوت کو کتاب و سنت سمجھ کر ساتھ مل جاتے ہیں اور باقی اس کی تعبیر کو رد کر دیتے ہیں اس طرح وہ ساری زندگی لوگوں کو اپنی فکر کے ساتھ جوڑتا رہتا ہے اور اخلاص کے ساتھ امت کے اندر توڑ پھوڑ کا عمل جاری رکھتا ہے۔

تفرقہ سے بچنے کی واحد سبیل

''جماعت'' کے ساتھ حق پر گامزن رہنا اور تفرقہ سے بچنا تبھی ممکن ہے کہ جب انسان اپنے خود ساختہ نظریات چھوڑ کر سلف کا منہج اختیار کرے۔ اصول دین میں ان میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اللہ عزوجل نے اس ملت اور اہل ملت کو حق پر مجتمع رہنے کا حکم دیا ہے، ساتھ ساتھ فرقہ بندی اور اختلاف سے ڈرایا ہے، جس میں پہلی امتیں پڑتی رہی ہیں۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران:۱۰۳)

''اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام رکھو اور فرقے نہ بنو۔''

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۵﴾ (آل عمران:۱۰۵)

''ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ بندی اور اختلاف میں پڑ گئے جبکہ ان تک روشن دلیلیں پہنچ چکی تھیں، انہی لوگوں کے لیے عذاب عظیم ہے۔''

ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''جہاں جماعت سے وابستگی اور لزوم کا حکم آیا ہے وہاں اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مراد حق سے وابستگی اور اس کی اتباع ہے، چاہے حق پر جمے رہنے والے لوگ کم اور اس کے مخالف زیادہ ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ حق وہ ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والی جماعت تھی اب ان کے بعد اہل باطل کی کثرت ہو جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے؟ (الباعث لابی شامہ ص: ۲۲)

''اہل الحدیث'' سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو حدیث رسول سے روایت یا درایت کے لحاظ سے شغف رکھتے ہیں، احادیث نبویہ کو پڑھنے پڑھانے، ان کی روایت کرنے میں مشغول رہے ہیں اور علم وعمل دونوں لحاظ سے ان پر عمل کرنے میں محنت صرف کرتے ہیں ،سنت کی پابندی اور بدعت سے اجتناب کرتے ہیں اور ان اہل خواہشات وشہوات سے قطعی امتیاز رکھتے ہیں جو اہل ضلال وگمراہی کے اقوال وآراء کو اقوال رسول اکرم پر فوقیت دیتے اور اپنی فاسد عقل، بوسیدہ منطق اور متناقض کلام کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی تعلیمات پر مقدم ٹھہرا لیتے ہیں۔ حاملین حدیث، اس لحاظ سے، لوگوں میں سب سے زیادہ صحیح عقیدہ، سنت کی پابندی اور ''جماعت'' اور فرقہ ناجیہ سے وابستگی کے حامل ہوتے ہیں۔ اسی لئے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''جماعت'' کے بارے میں فرمایا ہے؛ اگر وہ اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ کون ہوں گے۔ (شرف اصحاب الحدیث ص ۲۵)

اہل حدیث اور اہل سنت باہم قریب اصطلاحیں ہیں۔ جب یہ دونوں اکٹھے مذکور ہوں تو اہل حدیث کا اطلاق علم حدیث کے متخصص اصحاب فن پر ہوگا اور ''اہل سنت'' کا اطلاق باقی اصناف اہل الخیر پر ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہم سلف اپنانے کا عملی طریقہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (المجادلۃ:۱۱)

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم ملا اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی جو تم کرتے ہو خبر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین اور شریعت کے عالم کو عظمت اور شرف عطا کیا ہے جب کہ علم نہ رکھنے والوں کو یہ عظمت اور شرف حاصل نہیں۔

نافع بن عبدالحارث نے عسفان میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی جن کو عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ پر امیر مقرر کیا ہوا تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے وادی والوں پر کس کو امیر بنایا؟ انہوں نے کہا ابن ابزیٰ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ابن ابزیٰ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے غلام کو ان پر امیر بنایا ہے انہوں نے کہا کہ وہ کتاب اللہ کے قاری ہیں اور ترکہ (علم وراثت) کو خوب بانٹنا جانتے ہیں سیدنا عمر نے کہا کہ سنو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب سے کچھ لوگوں کو بلند کرے گا اور کچھ کو گرا دے گا (مسلم)

طائفہ منصورہ کے علماء کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت ہے بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ علماء درہم و دینار نہیں چھوڑتے وہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں تو جس نے اس علم کو حاصل کیا اس نے بہت بڑا حصہ پالیا'' (ابوداود:۳۶۴۱)

یہ علماء کرام ہی ہیں جو لوگوں کو اسلامی احکام سے آگاہ کرتے ہیں اور جب لوگوں میں اسلام اجنبی ہو جائے تو یہ لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسلام اجنبی شروع ہوا اور عنقریب اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جس طرح ابتداء میں اجنبی تھا ان پردیسیوں کے لیے خوشخبری ہے (مسلم:۱۴۵)

یہ وہی پردیسی ہیں جو لوگوں کو اصل اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں۔امام احمد بن حنبل ،امام ابوحنیفہ، امام مالک ،امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم ،امام ابن العز حنفی ،امام محمد بن عبدالوہاب اور انکے شاگرد رحمۃ اللہ علیہم اسی طائفہ منصورہ کے وہ چمکتے ہوئے ستارے ہیں جن کو علماء حقہ اپنا امام مانتے ہیں، لہذا اس فہم کو بیان کرنا جو انہوں نے قرآن وسنت سے حاصل کیا ضروری ہے۔ ہم ان علماء کی وضاحت اس لیے بیان نہیں کرتے کہ ہم قرآن وسنت کو ناکافی سمجھتے ہیں بلکہ اس لیے بیان کرتے ہیں کہ قرآن وسنت کے اس مفہوم کو ہر دور میں طائفہ منصورہ کے علمائے کرام نے بیان کیا ہے اور یہی بیان حق ہے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا

اہل سنت کے عمومی خصائص

طائفہ منصورہ کے علماء کرام نے اہل السنۃ والجماعۃ کی جو خصوصیات بیان کی ہیں وہ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ان میں چند ایک کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ ولاء اور وفاداری صرف حق کے لئے

اللہ تعالیٰ فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط﴾ [البقرة:١٦٥]

”اور اہل ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں“۔

اہلسنّت والجماعت کی محبت، تعلق اور وفاداری صرف اور صرف حق سے ہوتی ہے۔وہ حق سے محبت کی بنیاد پر ہر شخص اور گروہ سے اپنا رویہ، سلوک اور موقف طے کرتے ہیں اور جاہلیت پر مبنی کسی تعصب مثلاً قبیلہ ،وطن ،علاقہ ، جماعت ، یا شخصیت وغیرہ کی بنا پر اپنا موقف اختیار نہیں کرتے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((ولیس لأحد أن یعلق الحمد والذم، والحب والبغض، والموالاۃ والمعاداۃ والصلاۃ واللعن، بغیر الأسماء التیی علق اللہ بھا ذلک: مثل أسماء القبائل، والمدائن، والمذاھب، والطرائق المضافۃ الی الأئمۃ والمشایخ، ونحو ذلک مما یراد بہ التعریف...... فمن کان مؤمناً وجبت موالاتہ من أي صنف کان۔ ومن کان کافرًا وجبت معاداتہ من أي صنف کان...... ومن کان فیہ ایمان وفیہ فجور أعطي من الموالاۃ بحسب ایمانہ: ومن البغض بحسب فجورہ، ولا یخرج من الایمان بالکلیۃ بمجرد الذنوب والمعاصي۔))

[کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مدح یا مذمت، محبت یا بغض، موالات (تعلق اور وفاداری) یا دشمنی، درود یا لعنت میں سے کوئی بھی کام ان بنیادوں پر کرے جس کی اللہ رب العزت نے مذمت فرمائی ہے جیسے' قبیلہ وطن یا علاقہ، مذہب (مذاہب ومسالک) اماموں اور مشائخ سے منسوب طریقت یا کوئی بھی ایسی بنیاد جس سے کوئی پہچان یا تشخص قائم ہوتا ہو...... جو شخص بھی ایمان رکھتا ہے اس کے ساتھ ولاء (دوستی، تعلق اور وفاداری) فرض ہو جاتی ہے چاہے وہ کسی بھی نسبت سے منسوب ہو یا کسی بھی صنف سے تعلق رکھتا ہو اور جو بھی کافر ہے اس سے دشمنی رکھنا فرض ہے چاہے وہ کسی بھی نسبت سے منسوب ہو یا کسی بھی صنف سے تعلق رکھتا ہو...... مزید براں جو شخص ایمان بھی رکھتا ہو اور اس میں فسق و فجور بھی ہو تو ایسے شخص کے ساتھ اس کے ایمان کے بقدر ولاء وموالات اور اس کے فسق و فجور کے بقدر بغض رکھنا چاہیے کہ وہ صرف گناہوں اور معصیت کی وجہ سے ایمان سے خارج بہر حال نہیں ہوتا] (مجموع الفتاویٰ: ج ۲۸ ص ۲۲۷-۲۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اہلسنّت عمومی طور پر باہم دوستی اور وفاداری (ولاء) رکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (الانفال:۷۲)

''بے شک جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے ان (مہاجرین) کو پناہ دی اور ان کی مدد کی یہ سب ایک دوسرے کے اولیاء ہیں''۔

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (التوبة:۷۱)

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست (مددگار) ہیں''۔

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٥٦﴾﴾ (المائدۃ:۵۵،۵۶)

''تمہارا دوست تو اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور اہل ایمان ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور (اللہ کے آگے) جھکتے ہیں، جو شخص بھی اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ اللہ کی جماعت میں داخل ہو جائے گا) اور اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میری جلالت وعظمت کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں۔ ان کے لیے نور کے منبر ہیں (جس پر وہ بیٹھیں گے) ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ (ترمذی۔ح:۲۳۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہیں لاؤ گے۔ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت نہیں کرو گے۔ (مسلم۔ح ۵۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہلسنّت والجماعت آپس میں اختلاف رکھنے کے باوجود دوستی، محبت، تعلق اور وفاداری رکھتے ہیں بلکہ وہ سب کے سب ایک ہاتھ کی مانند ہیں۔ایک دوسرے کو غلطی پر عذر دیتے ہیں اور باہم بہتان طرازی اور گمراہی کے فتوے لگانے میں جلدی نہیں دکھاتے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((الواجب ان يقدم من قدمه الله ورسوله، ويؤخر من أخره الله ورسوله، ويحب ما أحبه الله ورسوله، ويبغض ما أبغضه الله ورسوله وينهى عما نهى الله عنه ورسوله، وأن يرضى، بما رضي الله به ورسوله، وأن يكون المسلمون يدًا واحدة فكيف اذا بلغ الأمر ببعض الناس الى أن يضلل غيره ويكفره، وقد يكون الصواب معه: وهو الموافق للكتاب والسنة، ولو كان أخوه المسلم قد أخطأ في شيء من أمور الدين: فليس كل من أخطأ يكون كافرًا أو لا فاسقاً، بل قد عفا الله لهذه الأمة عن الخطأ والنسيان))

[شرعی فرض یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم رکھتا ہے اسے مقدم رکھا جائے اور جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو موخر رکھتا ہے اسے موخر رکھا جائے، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو محبوب ہو اسے محبوب رکھا جائے اور جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند اور قابل نفرت ہو اسے ناپسند اور قابل نفرت رکھا جائے۔جس بات سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اس چیز سے روکا اور منع کیا جائے، جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضامندی کا باعث ہے اس سے اپنی خوشنودی و رضامندی وابستہ رکھی جائے اور یہ کہ مسلمان سب کے سب ایک ہاتھ کے مانند ہوں۔شومئ قسمت کہ بعض لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ایک دوسرے کو گمراہ اور کافر گردانتے ہیں۔ہوسکتا ہے صائب رائے اسی کی ہو یعنی کتاب اور سنت کی موافقت میں ہو، یا اس کے دوسرے مسلمان بھائی نے امور دین میں سے کسی چیز میں غلطی کی ہو یا خطا کھائی ہو، مگر ہر خطا کرنے والا کافر یا فاسق نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی خطا اور نسیان معاف کر دیا ہے](مجموع الفتاویٰ ج:۳ص:۴۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ تالیف قلوب اور اجتماع کلمہ

اہلسنّت والجماعت ہمیشہ جماعت کی شیرازہ بندی اور جملہ مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے ہیں، زیادتی کرنے والے کی زیادتی اور غلطی کرنے والے کی غلطی سے عفو و درگزر کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہدایت، راستی بھلائی اور مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات:١٠)

''مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کروادیا کرو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔'' (بخاری۔ح۔٦٠٢٦۔ مسلم ح۔٢٥٨٥)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((تعلمون أن من القواعد العظيمة التي هي من جماع الدين: تأليف القلوب، واجتماع الكلمة، وصلاح ذات البين، فان الله تعالى يقول: ﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ﴾ (الانفال:١)

وأمثال ذلك من النصوص التي تأمر بالجماعة والائتلاف، وتنهى عن الفرقة والاختلاف، وأهل هذا الأصل: هم أهل الجماعة، كما أن الخارجين عنه هم أهل الفرقة، وجماع السنة: طاعة الرسول... واني لا أحب أن يؤذى أحد من عموم المسلمين، فضلاً عن أصحابنا، بشيء أصلاً: لا باطنًا ولا ظاهرًا۔ ولا عندي عتب على أحد منهم ولا لوم أصلاً۔ بل لهم عندي من الكرامة والاجلال والمحبة والتعظيم أضعاف أضعاف ما كان، كل بحسبه، ولا يخلو الرجل: اما أن يكون مجتهدًا مصيبًا، أو مخطئًا، أو مذنبًا فالأول: مأجور مشكور، والثاني: مع أجره على الاجتهاد فمعفو عنه مغفور له، والثالث: فالله يغفر لنا وله ولسائر المؤمنين...))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''دین'' کی وحدت واجتماعیت کی عظیم الشان بنیادوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں تالیف وشیرازہ بندی کی جائے ،ان کے کلمہ کو جمع رکھا اوران کے مابین اندرونی طور پر صلح وصفائی اور پیار ومحبت کی فضا پیدا کی جائے۔

اللہ عزوجل کا حکم ہے:﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾(الانفال:۱)

''اللہ سے ڈرتے رہواور آپس میں صلح واصلاح کرتے رہو۔''

اس طرح کی اور بہت سی نصوص ملتی ہیں جن میں جماعت ،اجتماعیت اورشیرازہ بندی پر زور دیا گیا ہےاور تفرقہ واختلاف سے منع کیا گیا ہے اس ''اصل عظیم'' کے حاملین ''اہل جماعت'' ہیں جبکہ اس سے خارج ہونے والے اہل تفرقہ ہیں۔جبکہ ''مذہب سنت'' کی بنیاد اطاعت رسول ہے......

اختلاف کی صورت میں مسلمان کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱۔وہ مجتہد صائب الرائے ہوگا

۲۔اس کا اجتہاد غلط ہوگا

۳۔گناہ گار ہوگا

جہاں تک درست اور صائب اجتہاد کرنے والے کا تعلق ہے تو اس کو اجر بھی دوگنا ملتا ہے اور دین میں وہ قابل قدر بھی ہوتا ہے، جہاں تک اجتہاد میں غلطی کرنے والے کا تعلق ہے تو اس کو بھی اجر ملتا ہے اس کی غلطی بھی معاف ہوتی ہے اور اس سے مغفرت کا وعدہ بھی ہے ،رہا تیسرا شخص تو اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں ،اسے اور تمام مسلمانوں کو معاف اور درگزر کرے......(مجموع الفتاویٰ ج۲۸ ص۵۰)

مزید فرماتے ہیں:

((وقد كان العلماء من الصحابة والتابعين ومن بعد هم اذا تنازعوا في الأمر اتبعوا امر الله تعالى في قوله:﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ النساء:٥٩

وكانوا يتناظرون في المسالة العلمية والعملية، مع بقاء الالفة والعصمة وأخوة الدين۔))

''صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم جب کبھی کسی مسئلے میں اختلاف کرتے تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء:٥٩)

اگر تمہارے درمیان کسی بات میں باہم اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو بشرطیکہ تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہی بہتر اور افضل ترین تاویل ہے۔

چنانچہ وہ حضرات علمی (اعتقادی) وعملی مسائل میں بحث ومباحثہ بھی کیا کرتے تھے مگر اس کے باوجود ان کی باہمی الفت اور دینی اخوت برقرار رہتی تھی۔'' (مجموع الفتاوی، ج۲۴ ص۱۷۲)

اہل تفرقہ کے عمومی خصائص:

اہل سنت کے برعکس اہل بدعت مسلمانوں کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ حق کی بنیاد پر محبت کرنے اور شریعت کی پیروی کرنے کی بجائے اپنی ذات ،بزرگ اور جماعت کی اساس پر محبت اور بغض رکھتے ہیں۔ اہل بدعت دو وجوہات کی بناء پر سنت کی مخالفت کرتے ہیں، پہلا یہ کہ حق سے جاہل ہوتے ہیں اس لئے ظن کی بنا پر اور علم کے بغیر حکم لگاتے ہیں، دوسرا باعث ہوائے نفس ہوتے ہیں، چنانچہ وہ ظلم کی بنا پر اور عدل کے بغیر حکم لگاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((من والی موافقه و عادی مخالفه و فرّق بین جماعة المسلین، و کفّر و فسّق مخالفه دون موافقه في مسائل الآراء والاجتهادات، واستحل قتال مخالفه دون موافقه، فهؤلاء من أهل التفرق والاختلاف))

"جو اپنے سے اتفاق کرنے والے سے ہی ولاء (محبت اور دوستی) رکھے، اختلاف رکھنے والے سے دشمنی رکھے اور اس طرح مسلمانوں کی جماعت میں افتراق پیدا کرے، آراء اور اجتہادات کے مسائل میں جو اس کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا اسے کافر اور فاسق قرار دے اپنے مخالف سے، جو کہ اس کی موافقت نہیں کرتا، قتال کو جائز قرار دے، تو ایسے ہی لوگ اہل تفرق اور اہل اختلاف ہیں۔" (مجموع الفتاویٰ، ج ۳ ص ۳۴۹)

چنانچہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو یہ درجہ دیتا ہے کہ جو اس سے محبت کرتا اور موافقت رکھتا ہے اس کا شمار اہلسنّت والجماعت میں ہوگا اور جو اس سے اختلاف رکھتا ہے اسے اہل بدعت اور اہل تفرقہ گردانتا ہے..... تو یہی اہل بدعت وضلال اور اہل تفرق ہیں"۔ (مجموع الفتاویٰ، ج ۳ ص ۳۴۷)

اسی طرح اہل سنت اور اہل بدعت میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ اہل سنت ہر خطا کار کو گنہگار قرار نہیں دیتے جبکہ اہل بدعت خطا (غلطی لگ جانے) اور گناہ کو ایک سا کردیتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ) جب مجتہد درست اجتہاد کرتے ہیں تو ان کو دو نیکیاں ملتی ہیں۔ اور اگر ان کا اجتہاد غلط ہو تو بھی ان کو اجتہاد کرنے سے ایک نیکی ملتی ہے نیز ان کی یہ اجتہادی غلطی معاف ہو جاتی ہے۔ جبکہ اہل ضلال و گمراہی غلطی لگنے اور گناہ کو لازم و ملزوم ٹھہراتے ہیں۔ کبھی تو غلو کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ وہ (ائمہ) معصوم ہیں اور کبھی تفریط کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ (ائمہ مجتہدین) خطا کی بنا پر گنہگار ہیں جبکہ اہل علم اور اہل ایمان ان حضرات کو نہ معصوم قرار دیتے ہیں اور نہ ہی گناہ گار...... (مجموع الفتاویٰ، ج ۳۵ ص ۶۹-۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدعت اور اہل بدعت

بدعت کی تعریف اور ضابطہ:۔

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ''بدعت کی شرعی تعریف یہ ہے کہ:

''اللہ کی عبادت اس طریقہ کے ساتھ کی جائے جسے اللہ نے مشروع نہیں کیا۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۭ﴾(شوریٰ:۲۱)

''کیا ان لوگوں نے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جو ان کے لیے دین کا ایسا طریقہ مقرر کرتے ہیں جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔''

اس کی تعریف یوں بھی کر سکتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طریقہ سے کرنا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدین اور صحابہ کرام نے نہیں کی۔

جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے بعد میری اور میرے خلفاء راشدین مھدیین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا اور نئے نئے امور سے بچنا۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (ابن ماجہ:۷'' مجموع الفتاویٰ ابن عثیمین ۲/۲۹۱)

بدعت کی اقسام:

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:''ابتداع وایجاد کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ عادات میں ابتداع وایجاد جیسے نئی نئی ایجادات۔ اور یہ جائز ہے، اس لئے کہ عادات میں اصل اباحت ہے۔ (یعنی شریعت نے تمام عادات کو حلال قرار دیا ہے جب تک کہ اللہ اور اس کے رسول کے کسی حکم کے مخالف نہ ہو۔)

۲۔ دین میں نئی چیز ایجاد کرنا یہ حرام ہے اس لئے کہ دین میں اصل توقیف ہے۔
(یعنی کسی بات کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر دین قرار دینا حرام ہے۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین میں بدعت کی دو قسمیں ہیں:

اولاً:۔ایسی بدعت جن کا تعلق قول واعتقاد سے ہے جیسے جہمیہ، معتزلہ، رافضہ اور تمام گمراہ فرقوں کے اقوال واعتقادات۔

ثانیاً: عبادت میں بدعت، جیسے اللہ کی عبادت غیر مشروع طریقہ سے کرنا اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: نفس عبادت ہی بدعت ہو جیسے کوئی ایسی عبادت ایجاد کر لی جائے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد اور اصل نہ ہو۔ مثلاً غیر مشروع روزہ یا غیر مشروع عیدیں جیسے عید میلاد النبی وغیرہ۔

دوسری قسم: جو مشروع عبادت میں زیادتی کی شکل میں ہو جیسے ظہر یا عصر کی نماز میں پانچویں رکعت زیادہ کر دے۔

تیسری قسم: جو عبادت کی ادائیگی کے طریقوں میں ہو یعنی اسے غیر شرعی طریقے پر ادا کرے، جیسے مشروع اذکار ودعائیں اجتماعی آواز اور خوش الحانی سے ادا کرنا۔ (بدعت، تعریف، اقسام اور احکام: 4 تا 6)

بدعت کا حکم

بدعت حرام اور ضلالت وگمراہی کا باعث ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''دین کے اندر تمام نئی پیدا کی ہوئی چیزوں سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (ابوداود، ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔'' (بخاری، مسلم)

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین کے طریقے پر نہیں تو وہ مردود ہے'' (مسلم)

یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دین میں ایجاد کردہ نئی چیز بدعت ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر بدعت گمراہی ہے اور وہ مردود ہے۔

شیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

بدعتیں کفر کی ڈاک ہیں اور یہ دین میں ایک ایسی زیادتی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے مشروع نہیں کیا۔ بدعت کبیرہ گناہ سے زیادہ بری چیز ہے اور شیطان کبیرہ گناہ کی نسبت بدعت سے زیادہ خوش ہوتا ہے اس لیے کہ گناہ گار گناہ کرتے ہوئے جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے وہ اس سے توبہ کر سکتا ہے اور بدعتی بدعت کرتے وقت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ دینی چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے اس لیے وہ اس سے توبہ نہیں کرتا۔ بدعتیں سنتوں کا خاتمہ کر دیتی ہیں اور بدعتیوں کے نزدیک سنت اور اہل سنت مبغوض و ناپسندیدہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بدعت اللہ سے دور کر کے اس کے غضب و عتاب کو لازم کرتی ہے اور دلوں کی کجی اور خرابی کا سبب بنتی ہے۔ (بدعت، تعریف، اقسام اور احکام: ص ۳۵)

بدعت کی اقسام

اہل بدعت پر حکم کے اعتبار سے بدعت کی دو قسمیں:

(۱)۔ بدعت مکفرہ۔ (۲)۔ بدعت غیر مکفرہ۔

بدعت مکفرہ

علامہ حافظ حکمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((ضابط البدعة المكفرة: من أنكر أمراً مجمعاً عليه متواتراً من الشرع، معلوماً من الدين بالضرورة من جحود مفروض، أو فرض مالم يفرض، أو تحليل محرم، أو تحريم حلال، أو اعتقاده ما ينزّه الله ورسوله وكتابه عنه من نفي أو اثبات، لأن ذلك تكذيب بالكتاب وبما أرسل الله به رسوله ﷺ)) (معارج القبول: 2/617,616)

”بدعت مکفرہ کی تعریف یہ ہے کہ جس کسی نے بھی کسی ایسے امر کا انکار کیا جو متفق علیہ ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شریعت سے متواتر ثابت ہے اور دین میں اس کا معلوم ہونا ضروری ہے چاہے وہ کسی فرض کا انکار ہو یا پھر کسی ایسی چیز کو فرض کرنا ہو جو فرض نہ تھی یا حرام کو حلال کرنا یا حلال کو حرام کرنا ہو یا پھر اللہ کی ایسی صفت بیان کرنا جس سے وہ پاک ہے یا ان صفات مذمومہ کو اللہ کی طرف منسوب کرنے کا اعتقاد رکھنا جن صفات سے پاک ہونا کتاب اللہ میں یا رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بیان کیا گیا ہے چاہے وہ اثبات ہو یا نفی' کیونکہ اس میں کتاب اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہوتی ہے۔'' (معارج القبول: 2/ 617,616)

کفریہ بدعت کی دو صورتیں ہیں: اس مسئلہ کو ائمہ کرام نے امور خفیہ اور امور ظاہرہ کی تقسیم کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔

[1] المسائل الظاہرہ

وہ کفریہ بدعت جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مدلول ہی سے براہ راست متصادم ہو۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کو مسلمانوں کے عوام اور علماء سب جانتے ہیں یہ شریعت کے بنیادی عقائد ہیں۔ امت کا ان مسائل میں اجماع ہو چکا اس لیے ان بنیادی امور میں تاویل یا غلط مبحث کا کوئی امکان نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان مسائل میں اختلاف قطعاً قابل برداشت نہیں کیونکہ اس سے دین کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ امور قطعی طور پر ثابت ہیں اس لیے انہیں قطعیات کہتے ہیں علماء اسلام کا ان پر اتفاق ہے۔ اور یہ تواتر عملی سے امت کے اندر رائج ہیں۔ اس لیے ان کو صرف اور صرف تسلیم کر لینا ہی واجب ہے۔ یہ قطعیات عقائد اور فروع دونوں میں پائے جاتے ہیں ان میں اجتہاد، رائے یا اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ شریعت کے وہ عظیم الشان قواعد ہیں جو اٹل ہیں۔ جو شخص ان کے تسلیم کرنے میں ہی تردد کرے یا ان کے معاملے کو مشکوک ٹھہرائے وہ ملت اسلامیہ سے خارج یعنی مرتد ہوگا۔ اس کو لاعلمی، جہالت، شبہ یا تاویل کا عذر نہیں دیا جائے گا۔ ان کفریہ بدعات کے حاملین کے بہت سے رخ ہیں کہیں یہ کلمہ پڑھ کر کیمونسٹ' سوشلسٹ اور ان سیکولر لوگوں کی شکل میں ہیں جو انسانوں کے بنائے ہوئے نظام جمہوریت اور سوشلزم کو اللہ کے دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بہتر سمجھتے ہوئے لوگوں کو زبردستی اس کا پابند بناتے ہیں اور اسلامی احکامات کا مذاق اڑانے سے بھی باز نہیں آتے۔ اللہ کے نازل کردہ چور زانی اور قاتل کی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں قرار دیتے ہیں۔ اور کہیں ان نام نہاد مسلمانوں کی شکل میں ہیں جو اللہ کے تمام اسماء وصفات کا بغیر کسی تاویل کے انکار کرتے ہیں اور ایمان کو صرف معرفت سے تعبیر کرتے ہیں ان کو غلاۃ الجہمیہ کہا جاتا ہے۔ اور کہیں ان صوفیاء کی شکل میں جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر عقیدہ وحدۃ الوجود (ماہیت کے اعتبار سے کائنات عین وجود باری تعالیٰ ہے) کے مبلغ ہیں اور شریعت کو طریقت سے الگ سمجھتے ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے نور کا حصہ اور مشکل کشا مانتے ہیں۔ اپنی مشکلات میں اللہ کے نبی ﷺ اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو پکارتے ہیں، غیر اللہ کو مختار کل جان کر اپنی مشکلات کے حل کے لیے قبروں پر سجدہ کرتے ہیں۔ اور کہیں یہ احمدیوں کی شکل میں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے اور آپ ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو رسول کہتے ہیں اور کہیں یہ اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطا، مامور من اللہ اور ان کی اطاعت کو واجب قرار دینے اور امامت کو نبوت سے افضل قرار دیتے ہوئے 12 اماموں کی عصمت کا اعتقاد رکھنے، قرآن کو بدلی ہوئی کتاب ماننے اور صحابہ کو کافر کہنے والے رافضیوں کی شکل میں ہیں۔

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''بالخصوص عصر حاضر میں اسلام کا نام استعمال کرنے اور اس کے پردے میں کفر کی نشر و اشاعت کرنے والے باطل فرقوں کا یہی حکم ہے۔ جیسے البابیہ، بہایہ، قادیانیت، اشتراکیت، سوشلزم، علمانیت، قومیت، استشراق، وحدۃ الوجود، حلول و اتحاد، مادیت پرستی، روشن خیالی، وحدت ادیان، برابری کی بنیاد پر مکالمہ بین المذاہب وغیرہ۔ یہ اہل بدعت نام کی حد تک بدعتی ہیں، اصلاً یہ سب کفر کی شکلیں ہیں۔ جیسے نفاق اور کفر میں صرف لفظی فرق ہے، اصل میں دونوں ایک ہی ہیں۔ ان تمام بدعتوں کے دُعاۃ شر کھلے بندوں ہر قسم کے ذرائع ابلاغ میں کفر کی نشر و اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ بدعت کی اس نوع کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفراوراس کے مرتکبین کے کفار ہونے میں کسی تردد کی ضرورت نہیں ہے۔اہل ایمان کوان کے فریب سے نکالنا،سازشوں سے آگاہ رکھنا،ان کا حکم بیان کرنا،ممکن ہوتوانہیں نصیحت کرنا اورحق کی دعوت دینا،استطاعت ہوتوان سے بحث کرکے حق واضح کرنا،بصورت دیگران سے مکمل قطع تعلقی اوراظہار بیزاری حضرات محدثین کا عقائدی منہج ہے،جس کی پیروی ان کی جماعت اہل الحدیث والسنہ کا فرض منصبی ہے۔(مقالات تربیت،ص:۱۰۹)

شیخ مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ لکھتے ہیں کافر ومشرک سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو مسلمان ہونے کے دعویدار تو ہیں لیکن کسی ایسے کام کا ارتکاب کرتے ہیں جس کا کفر وشرک علماءِ امت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔جیسے غیر اللہ کو سجدہ کرنا،دین کی بنیادی باتوں کا انکار کرنا،اللہ اوراس کے رسول یا اسلام کا مذاق اڑانا۔بشرطیکہ وہ خود باخبر ہوں یا ان پر حجت قائم ہوچکی ہو۔(وفاداری یا بیزاری،ص30)

سعودی عرب کی اللّجنة الدائمه للبحوث العلميه والافتاء (جس کے رئیس الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ تھے) کے چند فتوے ملاحظہ فرمائیں:

"جوشخص نماز پڑھے،روزے رکھے اورارکان اسلام پرعمل کرے مگراس کے ساتھ وہ مُردوں،غیر حاضر بزرگوں اورفرشتوں وغیرہ کومدد کے لیے پکارے وہ مشرک ہےاوراگروہ نصیحت کو قبول نہ کرے اورمرتے دم تک اس عقیدے پررہےتو اُسکی موت شرک پرہے۔اس کا شرک "شرک اکبر" ہے جواسے اسلام سے ہی خارج کردیتا ہے۔اُسے نہ تو مرنے کے بعد غسل دیا جائے گا اورنہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اورنہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے گا اورنہ اس کیلئے مغفرت کی دعا کی جائے گی اورنہ ہی اس کی اولاد،والدین اور بھائی،اگر موحدین ہوں،اُس کے وارث ہوں گے۔"[فتوی نمبر 6972]

"جوشخص اللہ کی توحید اورنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہےاوران کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا ہے پس وہ مسلم ومومن ہے۔اورجوشرکیہ اقوال یا شرکیہ افعال کرتا ہے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلمہ کے منافی ہیں پس وہ کافر ہے اگر چہ کلمہ پڑھے، نماز ادا کرے اور روزہ رکھے۔ جیسا کہ مُردوں کو مشکلات میں پکارتا ہے ان کی تعظیم میں قربانی کرتا ہے ایسے شخص کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں۔'' [فتویٰ نمبر 10685، فتاویٰ اللجنہ جمع و ترتیب احمد بن عبدالرزاق الدویش]

اسی طرح جو شخص پانچ وقت کی نماز، رمضان کے روزوں، عشر، زکوٰۃ یا حج وغیرہ میں سے کسی ایک کا انکار کرے تو وہ بھی کافر ہوگا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے زکوٰۃ کے منکرین کے خلاف جہاد کیا۔ حالانکہ وہ کلمہ پڑھتے اور نمازیں ادا کرتے تھے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلیں اور جب وہ اس کا اقرار کریں تو انہوں نے اپنی جان اور اپنا مال میری تلوار سے محفوظ کرلیا مگر اسلام کا حق ان سے لیا جائے گا اور ان کے دل کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے۔ بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر انہوں نے اونٹ کے گلے میں باندھنے والی رسی بھی روکی جو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا کرتے تھے میں اس کے روکنے پر ان سے ضرور لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ کی قسم اللہ نے ابوبکر کا سینہ منکرین زکوٰۃ سے جہاد کے لیے کھول دیا اور پھر میں نے بھی جان لیا کہ یہی بات حق ہے (بخاری: ۱۴۰۰۔ مسلم: ۲۰)

گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شہادتین کا اقرار کرنے اور نماز پڑھنے والوں کو مرتدین میں شمار کیا اور ان سے جہاد کیا کیونکہ وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے اور ان میں سے بعض کا یہ موقف تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔

نماز کے تارک اور دین یا سنت نبوی کا مذاق اڑانے والے کے بارے میں للجنہ نے یوں فتویٰ دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز کو جان بوجھ کر ترک کرنے والا اگر نماز کا منکر ہے تو اس کے متعلق علماء اسلام کا اجماع ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر سستی کی وجہ سے ترک کرے تو اس کے متعلق بھی صحیح قول یہی ہے کہ وہ کافر ہے اور جو شخص دین اسلام کا مذاق اڑائے یا کسی ایسی سنت کو نشانہ تضحیک بنائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے مثلاً پوری داڑھی رکھنا، کپڑا ٹخنوں سے اوپر یا آدھی پنڈلی تک رکھنا اور اسے معلوم بھی ہو کہ یہ واقعی سنت ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کا محض اس لیے مذاق اڑائے کہ وہ اسلام کے احکام کا پابند ہے تو ایسا شخص بھی کافر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ دارالافتاء جلد دوم ص ۳۵)

غیر اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے والے

ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (مائدۃ:۴۴)

''جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔''

جنادہ بن امیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے ان کے ہاں گئے تو انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے بیعت لی کہ ہر مشکل و آسانی اور تنگی و خوشحالی ہر حال میں امیر کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے' جب تک امیر واضح کفر کا مرتکب نہ ہو جس کی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔ (بخاری:۷۰۵۶، مسلم:۱۷۰۹)

کلمہ گو حکمرانوں کا اسلام کے علاوہ کسی اور قانون کو شارع عام بنانے (یعنی وہ قانون کہ جس سے لوگوں کے مابین فیصلے کیے جاتے ہوں اور جس کا ماننا ہر ایک پر لازم ہو) کی کفریہ بدعت کا آغاز امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے ہوا۔ جب تاتاریوں نے کلمہ پڑھنے کے باوجود دین اسلام کی بجائے ''یاسق'' نامی قانون کو فیصلوں کے لیے مرجع و مصدر قرار دیا۔ امام ابن کثیر اور اس وقت کے دیگر علماء نے انہیں اس عمل کی وجہ سے کافر قرار دیا۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾

(المآئدۃ:۵۰)

''تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں۔''

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی تردید کرتا ہے جو اس کے ان احکام سے اعراض کرتے ہیں جن میں خیر ہی خیر ہے۔ جن میں ہر قسم کے شر سے روکا گیا ہے اور ایسی آراء، اقوال اور اصطلاحات کی طرف رجوع کرتے ہیں جن کو ان لوگوں نے وضع کیا جو شریعت اسلامیہ کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں جیسے تاتاریوں نے چنگیز خان کی تقلید اور اس کی آراء کے مطابق فیصلے کرنے شروع کر دیے۔ چنگیز خان نے یاسق کے نام سے ایک دستور مرتب کیا جو حقیقت میں مختلف مذاہب۔ مثلاً یہودیت و نصرانیت اور ملت اسلامیہ سے اخذ شدہ تھا اور اس انتخاب میں بھی اس نے اپنی خواہشات اور ذاتی نظریہ کو ملحوظ رکھا۔ یہ ایسا مجموعہ ہے جسے اس کے پیروکار کتاب و سنت پر مقدم قرار دیتے اور اس کو مقدس سمجھتے ہیں پس جو شخص ایسے فعل کا مرتکب ہوگا وہ کافر ہے جس سے اس وقت تک جنگ کی جائے گی جب تک کتاب و سنت کی طرف رجوع نہ کرلے اور معمولی سے معمولی اور بڑے سے بڑے تنازع میں کتاب و سنت کو حکم نہ مان لے۔'' (بحوالہ ہدایۃ المستفید ص 1074)

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن آل جبرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہم کہتے ہیں کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے (اللہ کے دین کو) ناقص یا حقیر جانتے ہوئے یا یہ عقیدہ رکھے کہ دوسرا قانون اس کی نسبت زیادہ اصلاح کرنے والا اور نفع بخش ہے پس وہ کافر ہے اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔ اور جو لوگوں کے لیے اسلامی شریعت کے مخالف قانون بناتے ہیں تاکہ لوگ اس قانون پر عمل کریں یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب ان کا یہ عقیدہ بھی ہو کہ خلافِ شریعت قانون مخلوق کے لیے زیادہ اصلاح کرنے کی صلاحیت رکھنے والا اور زیادہ نفع بخش ہے کیونکہ عقلی اور فطری طور پر یہ بات مسلم ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان ایک راستہ چھوڑ کر اس کا مخالف راستہ اسی صورت میں اختیار کرتا ہے جبکہ اس کا عقیدہ ہو کہ جس راستہ کو وہ اختیار کر رہا ہے وہ فضیلت والا ہے اور جسے چھوڑ رہا ہے وہ ناقص ہے۔(الفتاوی الشرعیہ فی المسائل العصریہ من فتاوی علماء البلد الحرام ۔صفحہ نمبر ۱۷۰)

[2] المسائل الخفیہ

وہ کفریہ بدعت جو شہادتین کے مدلول سے صریح متصادم نہ ہو مگر کسی ایسے امر سے متصادم ہو جو دین میں قطعی مانا گیا ہو۔کفریہ بدعت کی اس قسم میں جہالت، لاعلمی یا خطاء کا عذر دیا جاتا ہے اور ایسے عذر رکھنے والوں پر حجت قائم ہو جانے کے بعد اہل علم ان کی تکفیر کر سکتے ہیں۔ان مسائل کو اہل علم نے مسائل خفیہ کے عنوان سے ذکر کیا ہے: اس میں مرتکبین کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: یہ معلوم ہو جائے کہ اس بدعت سے اس کا مقصد دین کے اصول وقواعد کو ختم کرنا اور اہل اسلام میں ان کے دین کے بارے میں شک پیدا کرنا ہے تو یہ شخص قطعی طور پر کافر ہوگا، بلکہ وہ شخص دین سے اجنبی ہے اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور وہ دین کا دشمن ہے۔

دوسری حالت: اس سے اس بدعت کا ارتکاب کسی شبہ کی بنا پر ہو اور اس پر وہ معاملہ خلط ملط ہو تو ایسے شخص کو دلائل و براہین دے کر حجت پوری کرنے کے بعد کافر قرار دیا جائے گا۔یہ وہ مسائل ہیں جن کی دلیل تک رسائی پانے کے لیے عقل، فہم اور تدبر کی ضرورت ہوتی ہے۔مخفی ہونے کی وجہ سے یہ مسائل معلوم من الدین بالضرورۃ کے زمرے میں نہیں آتے۔ان امور میں غلطی کھانے والا سمجھتا ہے کہ اس کی دلیل کتاب و سنت میں موجود ہے یہ وہی مسائل ہیں جن میں اہل سنت اور اس کے مخالف فرقوں میں بحثیں ہوتی رہیں۔مثلاً:۔

اللہ کے اسماء وصفات:

جیسے اللہ کا عرش پر مستوی ہونے یا قیامت کے دن اللہ کے دیدار کا انکار کرنا یا قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجید کو کلام اللہ کی بجائے مخلوق کہنا۔ ان مسائل خفیہ میں غلطی کھانے والوں کو خطا کار تو سمجھا جائے گا مگر ان کی اس وقت تک تکفیر نہ کی جائے گی جب تک حجت پوری نہ ہو جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فان خالف ذلک بعد ثبوت الحجة فهو کافر فأما قبل ثبوت الحجة علیه فمعذور بالجهل لأن علم ذلک لا یدرک بالعقل و لا بالرویة و الفکر و لا یکفر بالجهل بها احد الا بعد انتهاء الخبر الیه به"

"اگر کوئی شخص صفات باری تعالیٰ کا حجت قائم ہو جانے کے بعد انکار کرے تو وہ کافر ہے البتہ حجت قائم ہونے سے پہلے اُسے جہالت کا عذر دیا جائے گا کیونکہ صفات کا ادراک عقل ،فکر و تدبر سے ممکن نہیں، اس لیے ان سے جاہل کوئی شخص اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک اُسے اس کی خبر نہ پہنچ جائے۔"

(اثبات صفة العلو للشیخ لامام عبداللہ بن أحمد بن قدامة المقدسی :124)

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من جهل بعض الصفات و آمن بسائرها لم یکن بجهل البعض کافرا لأن الکافر من عاند لا من جهل ،وهذا قول المتقدمین من العلماء و من سلک سبیلهم من المتاخرین۔

"جو کوئی تمام صفات پر ایمان رکھتا ہے البتہ بعض سے جاہل رہتا ہے وہ اپنی اس جہالت کی بنا پر کافر شمار نہ ہوگا کیونکہ (اس باب میں) کافر وہ ہوتا ہے جو معاند (حق جان کر کفر پر اڑنے والا) ہو نہ کہ جاہل۔ یہ علمائے متقدمین اور ان کی اتباع کرنے والے متاخرین کا مسلک ہے۔" (التمہید 42/18)

ان امور میں تکفیر معین کے لیے ضروری ہے کہ متکلم جب کفر کی بات کرے تو اس کلمے سے جو کفر لازم آتا ہے وہ اس کا قصد بھی کرتا ہو بعض اوقات الفاظ ذو معنی ہوتے ہیں اور اہل بدعت فرقے انہیں استعمال کرتے ہیں تو ان سے پوچھا جائے گا کہ اس سے ان کی مراد کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسماء وصفات میں یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ ہمارے مخالفین ایسی بات کرتے ہیں کہ اس سے کفر لازم آتا ہے لیکن یہ کفریہ معنی ثابت کرنا ان کا مقصود نہیں ہوتا۔ اس لیے ایسے شخص کی ہم بھی تکفیر نہیں کرتے جب تک وہ خود اس لازمی معنی کو تسلیم نہ کرے جو ہمارے نزدیک ان الفاظ سے نکلتا ہے (مجموعہ فتاوی جلد ۵ صفحہ ۳۰۶)

مثلاً: ''خلق قرآن'' کی مثال اس مسئلے کی وضاحت کرتی ہے جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اوراق پر لکھے ہوئے اور چھپے ہوئے الفاظوں کا مجموعہ کلام اللہ نہیں تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اللہ، اس کے رسول اور تمام صحابہ کے فہم کی تکذیب ہوگی مگر کہنے والا اللہ، اس کے رسول اور صحابہ کی تکذیب نہیں کرنا چاہتا۔ تو اس پر فتوے سے پہلے حجت پوری کرنا واجب ہے۔ جب کوئی مسلم اللہ اور اس کے رسول کے حق میں خیر خواہی چاہتا ہو اور نیک جذبات رکھتا ہو لیکن الفاظ کے معنی پوری طرح نہ سمجھے اور اس کے الفاظ سے غلط معنی نکلتے ہوں تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی جب تک اس کو دلائل نہ سمجھا دئے جائیں اور اس کے شبہات دور نہ کر دئے جائیں

شیخ عبداللہ ابابطین رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کی بات پر تبصرہ کرتے ہیں جو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ مشرک کو کافر نہیں کہتے تھے۔ شیخ ابابطین رحمۃ اللہ علیہ اپنے تبصرے میں کہتے ہیں: کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ ان شرکیہ امور کا مرتکب کافر نہیں کہلائے گا تو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات شرک اکبر (غیر اللہ کی عبادت وغیرہ) امور ظاہرہ کے بارے میں نہیں کی بلکہ امور خفیہ کے بارے میں کی ہے۔ امور خفیہ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جب تک اس پر حجت قائم نہ ہو اسے کافر نہیں کہا جائیگا۔ ورنہ شرک اکبر کے مرتکب کے عدم کفر کی بات کسی نے نہیں کی۔ اس لیے کہ اس طرح کی باتوں کے بارے میں تو ہر خاص وعام بلکہ یہود ونصاریٰ تک کو معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی باتیں لے کر آئے تھے اور ان کے مخالفت کرنے والے کو کافر کہا جائے گا یعنی ایک اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ شریک نہ کرنا اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کرنا یہ تو شعائر اسلام میں سب سے زیادہ واضح شعائر ہیں۔ لہٰذا ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کرنے والے کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ اس پر حجت قائم نہیں ہوئی اس لیے اسے کافر نہ کہا جائے۔ (مجموعة الرسائل والمسائل النجدية: ج ۴/۴۵۴)

علامہ ابو محمد المقدسی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''عذر اُس بندے کو دیا جائے گا جو توحید کی اصل اور بنیاد پر تو قائم ہو لیکن اس سے بعض مسائل مخفی رہ جائیں، جس کا سمجھنا اس کے لیے مشکل ہو یا مخفی ہو یا اس کو سمجھنے اور وضاحت کی حاجت ہو اس قسم میں سے اسماء وصفات کا باب ہے، کتاب وسنت کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کا اقرار کرنے والا اگر اللہ تعالیٰ کی صفات کے مسئلہ میں غلطی کا شکار ہو جائے تو اس کی اُس وقت تک تکفیر نہ کی جائے گی جب تک اس پر حجت قائم نہ کر دی جائے۔'' (رسالة ثلاثينية)

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفریہ بدعات کے حاملین کا حکم

امورظاہرہ میں کفر کے مرتکب کی تکفیر کے لیے اس تک قرآن وسنت کے دلائل کا پہنچنا شرط ہے جبکہ امور خفیہ کے مرتکب پر حق کا واضح ہونا شرط ہے یہاں تک کہ اس کے شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے اس پر حجت قائم کردی جائے۔ پس جس کسی پر حجت قائم ہوگئی وہ کافرومرتد ہے۔

ارشادربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾(البقرۃ: ۲۱۷)

''تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہوجائے پھر (اس حالت میں) مرے کہ وہ کافر ہی ہو تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں ضائع ہوگئے اور یہی لوگ اہل جہنم ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے''۔

ان سے ایسی دائمی دشمنی اور بغض رکھنا ضروری ہے جس میں محبت ودوستی کا شائبہ نہ ہو۔

ان کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل ترین لوگ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ﴾(المجادلۃ: ۱۹،۲۰)

''ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کرلیا اور انہیں اللہ کا ذکر بھلادیا ہے۔ یہ شیطانی لشکر ہیں، کوئی شک نہیں شیطانی لشکر ہی خسارے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں سے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''امت میں اختلاف کا دوسرا پہلو وہ ہے جس کا تعلق فقہی اختلافات کے علاوہ عقائد و نظریات سے ہے۔ اس پہلو سے بھی ہمیں سنجیدگی سے غور و فکر کر کے دیکھنا ہے کہ فکری و اعتقادی اختلافات کی نوعیت کیا ہے؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟ بلکہ کسی فرقہ یا گروہ کو نشانہ بنانے کی بجائے یہ دیکھنا ہے کہ ان اعتقادی اختلافات میں صحیح پہلو کون سا ہے؟ چنانچہ اس بارے میں تین آراء پائی جاتی ہیں:

ایک رائے یہ کہ: باطل اور فاسد عقائد رکھنے والے کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

دوسری رائے: یہ ہے کہ کسی کو کافر نہیں کہنا چاہیے، بلکہ سب اہل قبلہ مسلمان ہیں۔ اہل بدعت گناہ گار ہیں جیسے کسی گناہ پر کافر نہیں کہنا چاہیے اسی طرح اہل بدعت کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے۔

تیسری رائے: یہ ہے کہ اہل بدعت اپنے عقائد و افکار میں ایک جیسے نہیں، بعض ایسے ہیں جو کفریہ عقائد کے حامل ہیں۔ مثلاً: وہ عقائد جن کا تعلق ضروریات دین سے ہے، اور ثبوت و دلالت کے اعتبار سے قطعی اور یقینی ہیں، ان کا انکار کرنا، جیسے انبیاء کرام ملائکہ، منزل من اللہ کتابوں اور قیامت کا انکار کرنا بلکہ کسی ایک کتاب اور ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ قرآن مجید کے کلام الٰہی نہ ہونے اور اس کے غیر محفوظ ہونے کا عقیدہ، نماز روزہ، حج، زکوٰۃ اور اذان کا انکار یا محرمات قطعیہ کو حلال سمجھ کر ان کا ارتکاب کرنا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کی بنیاد پر کسی کو کافر کہا جائیگا۔ البتہ وہ محرمات جو یقینی نہیں، یا ان کی حرمت حدِ شہرت کو نہیں پہنچی، ان کا اگر کوئی بے خبری سے ارتکاب کرتا ہے تو وہ کافر نہیں۔ البتہ خبردار کرنے اور حجت قائم کرنے کے باوجود بھی کوئی اس کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہے۔ عموماً اہل سنت کا یہی قول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مجموع الفتاویٰ: ج ۳ ص ۳۵۱، ۳۵۲۔ شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۳۱۶، ۳۱۹۔

یہی رائے قرین انصاف ہے اور نہایت درجہ متوازن ہے۔ قرآن پاک کی تعلیمات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی اس کی رہنمائی ملتی ہے کہ عدل وانصاف کا سررشتہ کسی قیمت پر ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ﴾(المآئدۃ:۲)

''ایک گروہ نے جو تمہارے لیے مسجد حرام کا راستہ بند کر دیا ہے تو اس پر تمہارا غصہ تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم زیادتیاں کرنے لگو۔نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں سب سے تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کام میں کسی سے تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔'' (مقالات تربیت ص:۱۸۶)

اہل بدعت مکفرہ کو اہل قبلہ میں شامل کرنا درست نہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا۔سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور عرب کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے' تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کس طرح لوگوں سے قتال کریں گے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم ہوا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا اس نے اسلام کے حق کے علاوہ مجھ سے اپنی جان اور اپنا مال بچا لیا، اور اس کا حساب لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔''

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم زکوۃ مال کا حق ہے'۔جس نے نماز اور زکوۃ کے مابین فرق کیا میں اس سے ضرور لڑوں گا۔اگر وہ مجھے ایک رسی کا ٹکڑا دینے سے انکار کر دیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے' تو میں اس کے انکار پر بھی ان سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ قتال کے لیے کھول دیا ہے' اور یہی حق ہے۔'' (صحیح بخاری:۶۹۲۵، ۶۹۲۴)

اس حدیث سے ثابت ہوا کلمہ پڑھ کر کفر اکبر کرنے والے اہل قبلہ میں سے نہیں بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ مرتد شمار ہوں گے۔ اسی لیے امام بخاری اس حدیث کو کتاب ﴿استتابۃ المرتدین والمعاندین وقتالھم﴾ اور باب ﴿قتل من ابی قبول الفرائض ،وما نسبوا الی الردۃ﴾ کے تحت لائے ہیں:

اسی طرح پہلی اور دوسری صدی ہجری کے امام ابوعبید القاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ (جو بڑے بڑے ائمہ کے شاگرد ہیں جیسے سفیان بن عیینۃ، یزید بن ھارون، یحیی بن سعید القطان وغیرہم) اپنی کتاب ''کتاب الایمان ومعالمہ، وسننہ، واستکمالہ، ودرجاتہ'' (جس کی تحقیق وتخریج علامہ ناصرالدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے) میں لکھتے ہیں کہ اُن کے خلاف جہاد مشرکین مکہ کے خلاف جہاد جیسا تھا کیونکہ خون بہانے، اُن کی اولاد کو غلام اور لونڈی بنانے اور اُن کے مال کو مال غنیمت قرار دینے میں فرق نہیں کیا گیا:

"فلو أنهم ممتنعون من الزكاة عند الاقرار وأعطوه ذلك بالألسنة، وأقاموا الصلاة غير أنهم ممتنعون من الزكاة كان ذلك مزيلاً لما قبله ، وناقضاً لأقرار والصلاة كما كان إباء الصلاة قبل ذلك ناقضاً لما تقدم من الأقرار ،والمصدق لهذا جهاد ابي بكر بالمهاجرين والأنصار على منع العرب الزكاة، كجهاد رسول الله ﷺ أهل الشرك سواء، لا فرق بينهما في سفك الدماء وسبي الذرية واغتنام المال ،فانما كانوا مانعين لها غير جاحدين بها" (کتاب لایمان ومعالمه، وسننه، واستکماله، ودرجاته: ص: ۱۲)

فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''آگے بڑھنے سے پہلے یہ دیکھیے کہ یہ جو بعض حضرات نے فرمایا ہے، یعنی دوسری رائے، کہ سب اہل قبلہ مسلمان ہیں کسی کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ یہ حضرات عموماً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک معروف قول پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے: "لا نكفر اهل القبلة" اس کے متعلق سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی سہارا لیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من صلى صلاتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذلك مسلم" (بخاری: ۳۹۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’کہ جو ہمارے طریقے پر نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرتا ہے، اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے، وہ مسلمان ہے۔‘‘

حالانکہ شارحین نے لکھا ہے کہ اس سے صرف یہ تین عمل نہیں بلکہ تمام شعائر اسلام مراد ہیں اور تین کا ذکر اس لیے ہے کہ یہ شعائر اسلام میں پیش پیش اور عام ہیں اور آسان طریقے کے ساتھ دوسرے ادیان سے امتیاز کا باعث ہیں۔ کہ اہل اسلام کے علاوہ کوئی بھی نہ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں نہ ہمارا قبلہ مانتے ہیں، نہ ہمارا ذبیحہ قبول کرتے ہیں۔ اس کا یہ مقصد تو قطعاً نہیں کہ جو ان تین باتوں پر عمل پیرا ہو وہ مسلمان ہے اگرچہ وہ کسی نبی کا انکار کر دے، اسے سب وشتم کا نشانہ بنائے، قرآن پاک کی آیات کا انکار کرے، زکوٰۃ دینے سے انکار کر دے، یا دعویٰ نبوت ہی کر دے، یا قرآن پاک میں تحریف کا قائل ہو یا ایمان کے لیے تیسری شہادت کو بھی لازمی اور ضروری قرار دے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مانعین زکاۃ کے خلاف جہاد کا فیصلہ اس پر برہان ہے۔ صرف زکاۃ کا انکار تھا جبکہ نہ انہوں نے نماز کا انکار کیا نہ ہی کسی اور قبلہ کو انہوں نے اپنا قبلہ بنایا، اور نہ ہی مسلمانوں کے ذبیحہ سے انحراف کیا۔ اس لیے اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ جو ان تین باتوں کا معترف ہے، وہ مسلمان ہے کافر نہیں ہو سکتا قطعاً غلط ہے۔

اہل قبلہ ایک خالص دینی اور علمی اصطلاح ہے جس کی تفصیل عقائد اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

چنانچہ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں" اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين."

’’کہ تمہیں یہ بات خوب جان لینی چاہیے کہ اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو تمام ضروریات دین پر متفق ہیں۔‘‘ (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۵۴)

اسی طرح علامہ طحاوی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ونسمي اهل قبلتنا مسلمين مومنين ما داموا بما جاء به النبي ﷺ معترفين وله بكل ما قاله وأخبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصدقین۔" "ہم اہل قبلہ کو مسلمان و مومن کہیں گے جب وہ ہر اس چیز کا اعتراف کریں گے جو نبی کریم ﷺ لائے ہیں اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اور جو آپ نے خبر دی ہے اس کی تصدیق کریں۔ گویا آپ کی کامل تصدیق اور تعمیل کا نام ایمان و اسلام ہے اور یہی اہل قبلہ سے مراد ہے۔ (عقیدہ طحاویہ مع شرح ص:۳۱۳)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

"ولا یکفی ان المراد بقول علمائنا: "لا نجوز تکفیر اهل القبلة بذنب" لیس مجرد التوجه الی القبلة، فان الغلاة من الروافض الذین یدعون أن جبریل غلط فی الوحی فان الله تعالیٰ أرسله الی علی رضی اللہ عنہ وبعضهم قالوا: "انه اله" وان صلوا الی القبلة لیسوا بمؤمنین هذا هو المراد بقوله ﷺ من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا..."

ہمارے علماء کے قول "ہم اہل قبلہ کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر کہنا جائز نہیں سمجھتے" سے صرف قبلہ کی طرف منہ کرنا، مراد لینا کافی نہیں۔ روافض میں ایسے غالی بھی ہیں جو اس بات کے مدعی ہیں کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں رسالت کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ معبود ہیں، یہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں تب بھی مومن نہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا سے یہ مراد نہیں ہے۔ لہٰذا مطلقاً اہل قبلہ سے تکفیر کی نفی قطعاً صحیح نہیں۔ (شرح الفقہ الاکبر ص:۱۶۲)

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "الاتفاق علی ان ما کان من اصول الدین وضروریاته یکفر المخالف فیه"

"اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اصول دین اور ضروریات دین کی مخالفت کرتا ہے اس کی تکفیر کی جائے گی۔" (مسائرہ، ج:۲، ص:۲۱۲).....

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”والحق انه لا يكفر احد من اہل القبلة الا بانكار متواتر من الشريعة عن صاحبها فانه حينئذ يكون مكذبا للشرع......الخ۔“
حق بات یہ ہے کہ کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جاسکتی تاوقتیکہ وہ کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو تواتر کے ساتھ صاحب شریعت (محمد رسول اللہ ﷺ) سے ثابت ہو، کیونکہ اس صورت میں وہ شرع کی تکذیب کرنے والا ہوگا۔(احکام الاحکام ج۲،ص۸۲)
اسی قسم کی وضاحت دیگر علماء کرام نے بھی کی ہے مگر یہاں استیعاب مقصود نہیں۔صرف ضرورۃً مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے کہ اہل قبلہ سے کیا اور کون مراد ہیں۔“

(مقالات تربیت،ص:۱۸۷تا۱۸۹)

اہل بدعت مکفرہ کو اہل کتاب پر قیاس کرنا درست نہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مرتدین کو آگ میں جلانا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں اہل کتاب کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ملاحظہ فرمائیں:

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ زندیق لائے گئے پس آپ نے انہیں آگ میں جلانے کا حکم دیا۔(بخاری:۶۹۲۲)

فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

”میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ عمرو اہل بدعت کا ذبیحہ اوران کی عورتوں سے نکاح اہل کتاب کی طرح جائز کہتا ہے جبکہ زید کہتا ہے کہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ ضروریات دین کا منکر مرتد ہے اور مرتد کا حکم اہل کتاب کو دینا سراسرانکار ضروریات دین ہے ان دونوں میں مصیب کون ہے؟انہوں نے جواباً فرمایا: زید مصیب (سچا) ہے، اہل بدعت جن کی بدعت کفر کو پہنچی ہوئی ہے کسی صورت سے اہل کتاب کا حکم نہیں پاسکتے بلکہ مرتد کہلائیں گے اوران کے ساتھ مرتدین کا سا معاملہ کیا جائے گا۔(فتاویہ نذیریہ،ج:۳،ص۳۴۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی تائید عبدالرحمن محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے۔

ظاہر ہے کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ مرتد ہے جیسے قادیانیوں کے بارے میں عموماً اہل علم کی رائے ہے اس لیے ضروریات دین کا منکر مرتد ہے تو اسے اہل کتاب پر قیاس کرنا قطعاً درست نہیں۔ البتہ ان کے کفر وارتداد کا خصوصی حکم (تکفیر معین) حجت قائم ہونے اور ان کے شبہات کا ازالہ ہونے کے بعد لگایا جائے گا۔ اسی بنا پر تو ایسی صورت میں اہل علم لکھتے ہیں "یستتاب ولا یقتل" کہ اسے توبہ کروائی جائے اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب اس پر حجت قائم ہو۔ اگر وہ توبہ کر لے تو **فبھا** ورنہ ارتداد کی وجہ سے اس کی سزا قتل ہے۔ (مقالات تربیت، ص: ۲۰۲، ۲۰۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفریہ بدعات کے حاملین سے تعامل

اہل ایمان پر واجب ہے کہ وہ کفار و مشرکین سے برأت کا اظہار کریں وہ کفار یہود و نصاریٰ، ہندو اور دھریہ ہوں یا اسلام کے دعویدار یعنی کلمہ پڑھ کر اسلام کے منافی امور (نواقض اسلام) کے مرتکب ہو کر یا دین کے قطعی امور میں اختلاف کر کے کافر و مرتد ہوئے ہوں ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو ایک اصلی کافر سے کیا جاتا ہے۔

ذیل میں ہم کفریہ بدعات کے حاملین سے تعامل کی چند اہم صورتوں کا ذکر کریں گے۔

دشمنی و قطع تعلقی کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ (المجادلة: ٢٢)

”جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے بھائی یا خاندان ہی کے لوگ (کیوں نہ) ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی طرف سے روح (جبریل) کے ساتھ ان کی مدد کی ہے۔ اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، داخل کرے گا۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش ہیں یہی گروہ حزب اللہ ہے (اور) سن رکھو کہ حزب اللہ ہی کامیابی حاصل کرنے والا ہے۔“

امام قرطبی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے قدریہ سے عداوت کرنے، ان کی صحبت ترک کرنے پر استدلال کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ﴿لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ﴾ قدریہ کے ساتھ مت بیٹھ اور ان سے اللہ کی خاطر دشمنی کر۔ میں کہتا ہوں: ''یہاں قدریہ جیسے تمام اہل ظلم وعدوان (اس حکم میں) داخل ہیں۔''

(تفسیر قرطبی: ۱۷/۳۰۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقَدۡ نَزَّلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الۡكِتٰبِ اَنۡ اِذَا سَمِعۡتُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكۡفَرُ بِهَا وَيُسۡتَهۡزَاُ بِهَا فَلَا تَقۡعُدُوۡا مَعَهُمۡ حَتّٰى يَخُوۡضُوۡا فِىۡ حَدِيۡثٍ غَيۡرِهٖۤ ‌ۖ اِنَّكُمۡ اِذًا مِّثۡلُهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡكٰفِرِيۡنَ فِىۡ جَهَنَّمَ جَمِيۡعَا ۙ‏﴾ (النساء: ۱۴۰)

''اللہ اپنی کتاب میں تمہارے لیے یہ حکم پہلے نازل کر چکا ہے کہ جب تم سنو کہ آیات الٰہی کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ مت بیٹھو حتیٰ کہ یہ لوگ کسی دوسری بات میں لگ جائیں، ورنہ تم بھی اس وقت انہیں جیسے ہو جاؤ گے
بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ سے بھی ائمہ نے اہل بدعت کی صحبت اپنانے سے منع کرنے پر استدلال کیا ہے۔ (دیکھیے تفسیر قرطبی: ۵/۴۱۸)

اہل بدعت (مکفرہ) کی اقتداء میں نماز ادا نہ کرنا

اہل بدعت میں سے جن کی بدعت کفر کی حد تک پہنچتی ہے ان کی اقتداء میں ادا کی گئی نماز باطل ہے اور پڑھی گئی نماز کو دہرانا واجب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ اَنۡ يَّعۡمُرُوۡا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيۡنَ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ⑰ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ⑱﴾(التوبة:۱۸،۱۷)

''مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں وہ تو خود اپنے اوپر کفر کی شہادت دے رہے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے سب اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اللہ کی مساجد کو آباد کرنا ان کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے' امید ہے ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے۔''

اسی لیے ائمہ سلف نے غالی جہمیہ، رافضہ اور قدریہ کی اقتداء میں نماز کے باطل ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

1۔ واثلة بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے قدری کے پیچھے نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جائے گی اور اگر (انجانے میں) اس کے پیچھے پڑھ لوں تو میں دہراؤں گا۔'' (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ' ج:۲' ص:۷۳۱)

2۔ امام بربہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر جمعہ کے دن تیرا امام جہمی ہو اور وہ وقت کا سلطان ہو (یعنی تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنے پر مجبور ہو) تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھ لے اور پھر اسے دہرا۔'' (شرح السنۃ:۴۹)

3۔ امام ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اصل یہ ہے کہ اہل اہواء کی اقتداء جائز ہے سوائے جہمیہ، قدریہ، غالی روافض، خلق قرآن کے قائل، خطابیہ، مشبہ اور اس بدعتی کے جو اپنی بدعت میں غلو کرتا ہوا کفر کے درجہ کو جا پہنچے۔ باقی ماندہ لوگوں کی اقتداء میں نماز جائز مگر ناپسندیدہ ہے۔'' (بحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج:۱ ص:۳۷۰)

4۔ سلام بن أبی مطیع رحمۃ اللہ علیہ سے جہمیہ کے متعلق سوال کیا گیا' تو آپ نے فرمایا'' وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفار ہیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔'' (السنۃ لعبداللہ بن أحمد ۱/ ۱۰۵)

5۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو کوئی قبر والوں سے استغاثہ کرتا ہے یعنی اپنی مشکلات میں اسے اپنی مدد کے لیے پکارتا ہے یا ان کی نذر و نیاز دیتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں کیونکہ وہ مشرک ہے اور مشرک کی نہ امامت درست ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز اور کسی مسلم کے لیے جائز نہیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھے۔ (فتاویٰ اللجنہ جمع و ترتیب احمد بن عبدالرزاق الدویش فتوی نمبر [9336]

6۔ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی لجنۃ سے بریلوی جماعت کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دریافت کیا گیا جن کا عقیدہ یہ ذکر کیا گیا کہ:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ (۳) یہ لوگ قبر والوں سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں (۴) قبروں پر گنبد بناتے ہیں اور چراغ روشن کرتے ہیں۔ (۵) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ (۶) رفع الیدین کرنے والے اور آمین بالجہر کرنے والے سے ناراض ہوتے اور اسے وہابی کہتے ہیں (۷) وضو اور اذان میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر انگوٹھے چومتے ہیں۔ ایسے عقائد کے حاملین کے پیچھے نماز کے متعلق شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''جس شخص کے یہی حالات ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر کوئی نمازی اس کی اس حالت سے واقف ہونے کے باوجود اس کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں کیونکہ سوال میں مذکورہ امور میں سے اکثر کفریہ اور بدعیہ ہیں جو اس توحید کے خلاف ہے جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور جو اس نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی۔ [فتاویٰ دار الافتاء سعودی عرب: 256/2]

سلام کا جواب نہ دینا:

بدعت کبریٰ والے بدعتی کے سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا فلاں آدمی آپ کو سلام کہتا ہے تو انہوں نے فرمایا مجھے پتا چلا ہے کہ وہ بدعتی ہو گیا ہے پس اگر وہ بدعتی ہو گیا ہے تو اسے میرا اسلام نہ کہنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے میری امت یا اس امت میں خسف (زمین میں دھنس جانا) یا مسخ (شکلوں کا مسخ ہونا) یا قذف (پتھروں کا برسنا) ہوگا اور یہ سب باتیں قدریہ کے بارے میں ہوں گی۔ (ترمذی: ۲۱۵۲، ابن ماجہ: ۴۰۶۱)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا میرا ہمسایہ رافضی ہے کیا میں اسے سلام کہہ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اگر وہ سلام کہے اسے جواب نہ دیا جائے۔" (السنة للخلال: ج۱: ص: ۴۹۴)

وراثت میں حقدار نہ بنانا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن کافر کا وارث نہیں اور نہ ہی کافر مومن کا وارث بن سکتا ہے"۔ [بخاری: ۶۷۶۴، مسلم: ۱۶۱۴]

نکاح نہ کرنا:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ﴾ [البقرۃ: ۲۲۱]

"مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی آزاد مشرکہ سے بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں اچھی لگے۔ اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں اچھا لگے"۔

اس آیت کی تفسیر میں اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء کے علماء کرام فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"آیت مبارکہ میں جس شرک کا ذکر ہے' اس میں وہ لوگ بھی آ جاتے ہیں جو اللہ کے سوا کسی جن' یا فوت شدہ انسان' یا دور دراز مقام پر موجود شخصیت سے فریاد کرتے ہیں اور جو غیر قرآنی تعویذ پہن کر امید رکھتے ہیں کہ ان سے فائدہ ہوگا اور ان پر شفا کا دارومدار سمجھتے ہیں اور اس میں غلو کرتے ہیں۔ اسی طرح اس میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جن میں بت پرستوں والے طور طریقے پائے جاتے ہیں۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگ غیر اللہ کے لئے نذر مانتے تھے' ان کے لئے جانور ذبح کرتے اور دوسری قربانیوں کے ذریعے ان کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان سے گڑگڑا کر اپنی حاجتیں مانگتے تھے۔ (حصول برکت کے لئے) ان (بتوں' درختوں' قبروں وغیرہ) کو ہاتھ لگاتے تھے اور قبروں کا طواف کرتے تھے اور ان حرکتوں کے ذریعے وہ کسی فائدہ کے حصول کی' یا مصیبت رفع ہو جانے کی امید رکھتے تھے۔ (اب بھی) جو شخص یہ (مشرکانہ) کام کرے وہ آیت میں ذکر کردہ مشرکوں میں شامل ہے۔ ایسے افراد کو مومن خواتین کا رشتہ دینا جائز نہیں حتیٰ کہ وہ خالص ایمان قبول کریں اور مذکورہ بالا مشرکانہ بدعات اور ایمان کے منافی دیگر اعمال سے توبہ کریں۔ مومن مرد کے لئے بھی جائز نہیں کہ ایسی مشرکانہ بدعات کی حامل عورتوں سے نکاح کریں حتیٰ کہ وہ توبہ کر کے ان اعمال سے باز آ جائیں۔" (فتویٰ نمبر: ۶۴۲۰)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مسلمانوں کے بہت سے فرقے ہو چکے تھے، اس وقت "قدریہ" جو تقدیر کے منکر تھے جب ان سے شادی کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی

﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ط﴾ (البقرۃ: ۲۲۱)

"مومن غلام مشرک سے بہتر ہے" (کتاب السنہ لابن ابی عاصم رقم: 198، شیخ البانی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے)

طلحہ بن مصرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ((الرافضة لا تنكح نساءهم ولا تؤكل ذبائحهم لأنهم اهل الردة))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''رافضہ کی عورتوں سے نکاح نہیں کیا جاتا نہ اُن کا ذبیحہ کھایا جاتا ہے کیونکہ وہ مرتد ہیں۔''
(الابانۃ الصغریٰ لابن بطۃ: ۱۶۱)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مشرکین کی عورتوں سے نکاح کے حرام ہونے پر اجماع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((أما المشركون فاتفقت الأمة على تحريم نكاح نسائهم))

''امت مسلمہ مشرکین کی عورتوں سے نکاح کے حرام ہونے پر متفق ہے۔'' (مجموع الفتاویٰ: ۸/ ۱۰۰)

اتحاد نہ کرنا:

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ''اتحاد کا مطلب ہے طرفین میں کچھ ایسے امور پر اتفاق ہونا جس کی بابت دونوں ایک دوسرے کی نصرت اور پشت پناہی کریں یہ اتحاد اسلام میں حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ظالموں کی طرف صرف جھکنے پر ہی جہنم کی وعید دی۔ فرمایا:

﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾﴾ (ھود: ۱۱۳)

''اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا۔ نہیں تو تمہیں دوزخ کی آگ آ لپٹے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہ ہوگا پھر تم مدد نہیں کئے جاؤ گے۔''

مزید برآں یہ کہ اس اتحاد کے لوازم میں یہ بات شامل ہے کہ یہ ایک دوسرے سے اظہار قربت و مودت کریں جبکہ یہ امر اسلامی عقیدہ الولاء والبراء میں خلل انداز ہوتا ہے۔ یہ الولاء (اللہ کے دوستوں سے دوستی) اور البراء (اللہ کے دشمنوں سے برأت) ایمان کی زنجیر کے مضبوط ترین جوڑ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ﴾ (المائدۃ: ۵۱)

''اور تم میں جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "المرء مع من احب" (بخاری، مسلم) "آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے۔" (سیاست شرعیہ کے متعلق دور حاضر کی کچھ مسائل ،ص:۸)

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اس جھکاؤ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

"ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (لَا تَرْكَنُوا) سے مراد ہے میلان بھی نہ رکھو۔ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مراد ہے کہ تم ان کی بات نہ مانو ان سے محبت اور لگاؤ نہ رکھو، نہ انہیں (مسلمانوں کے) امور سونپو' مثلاً کسی فاسق' فاجر کو کوئی عہدہ سونپ دیا جائے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "جو ظالموں کے ظلم کے لیے دوات بنائے یا قلم تراش دے یا انہیں کاغذ پکڑا دے وہ بھی اس آیت کی وعید میں آتا ہے۔" (مجموعۃ التوحید:۱۱۸۔۱۱۹)

جلسوں اور دینی تقریبات میں ان کو تشریف آوری کی دعوت نہ دینا:

مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ فرماتے ہیں "بدقسمتی سے یہ برائی بہت عام ہوتی جا رہی ہے۔ خصوصاً ایسی جگہیں جہاں مسلمان اقلیت یا حالت ضعف میں ہیں۔ حالانکہ از روئے شرع یہ کام ناجائز اور حرام ہی نہیں بلکہ اسلام کے منافی امور کے قریب ہے۔ کیونکہ اگر کسی خالص دنیاوی معاملے میں بھی کسی کافر کو مسلمانوں پر فوقیت دی گئی تو شریعت میں اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔ تو کسی خالص اسلامی تقریب اور اجتماع کے موقع پر تقریر کرنے یا اس مجلس کی صدارت کرنے یا مہمان خصوصی کی حیثیت سے دعوت دینے کو کیسے جائز کہا جا سکتا ہے"؟

سعودی عرب کی مجلس تحقیق وفتویٰ اللجنة الدائمة للبحوث والافتاء کے پاس آسٹریلیا کے مسلمانوں کی جانب سے ایک سوال نامہ پہنچا جس کا ماحصل یہ تھا کہ:۔

"ہمارے ملکوں میں غیر مسلموں کی اکثریت ہے۔ کیا ہم اپنے اجتماعات اور جلسوں کے موقع پر انہیں تقریر کرنے کا موقع دے سکتے ہیں؟"

مجلس تحقیق وفتویٰ کا جواب تھا کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس عمل سے دو برائیاں پیدا ہو سکتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1- بہت ممکن ہے کہ وہ اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات کہہ جائیں جسے سن کر مسلمان اپنے دین کے متعلق شبہات میں مبتلاء ہو جائیں۔

2۔ اس سے حاضرین کی نظر میں غیر مسلموں کی ایک اہمیت ہو گی اور ان کی محبت کا شکار ہو کر لوگ فتنے میں پڑ سکتے ہیں (کم از کم لوگوں کی نظر میں وہ محترم اور معظم شخصیت بن جائیں گے)۔

[فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ، 2/64-66]

احترام و تعظیم نہ کرنا:

﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۸﴾

[المنٰفقون:۸]

''عزت تو صرف اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے لیکن یہ منافق نہیں جانتے۔''

﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۝۱۳۸ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۝۱۳۹﴾ [النسآء:۱۳۹،۱۳۸]

''ان منافقوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے جو اہل ایمان کو چھوڑ کو کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں کیا یہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے''۔

عزت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لیے احترام اور تعظیم کے حق دار اللہ، اس کا رسول اور اہل ایمان ہیں اللہ کے باغیوں کے لیے کوئی عزت و احترام نہیں جو شخص کسی کافرو مشرک کی اس لیے عزت کرتا ہے کہ وہ عیسائیوں کا پادری ہے یا شرک کی طرف دعوت دینے والوں کا عالم ہے تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ۝۲۰﴾ [المجادلۃ:20]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی سب سے زیادہ ذلیل لوگ ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الاسلام))

”جس نے کسی بدعتی کی عزت وتکریم کی تو اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔“

(الشریعہ للآ جری ص ۹۶۲ ح ۲۰۴۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کو سلام میں پہل کرنے سے منع فرمایا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”یہود و نصاریٰ سے سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور اگر ان میں سے کسی سے راستے میں ملو تو اسے تنگ راستے سے گزرنے پر مجبور کردو“۔ [مسلم: ۲۱۶۷]

مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ فرماتے ہیں ”ایسے کلمات کا استعمال جن سے ان کی تعظیم اور بڑائی کا اظہار ہو جائز نہیں ہے۔ جیسے لفظ سر، سید، سردار، عالی جناب، عزت مآب اور دیگر الفاظ تعظیم واحترام وغیرہ کیونکہ اس سے اس کی فوقیت اور افضلیت ظاہر ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: منافق کو سیدنا (میرا سردار) نہ کہو کیونکہ اگر تم نے منافق کو اپنا سردار بنایا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا“۔ [ابوداؤد ۴۹۷۷]

بات صرف تعظیم اور تعظیمی کلمات کے استعمال تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر دیکھیں کہ صرف ظاہر میں بغیر کسی خاص ضرورت کے کسی کافر کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کیا جائے گا جس سے کسی مسلمان کے مقابلے میں اس کی فضیلت ظاہر ہوتی ہو......... حتیٰ کہ صرف نام لینے میں بھی کسی مسلمان سے پہلے کسی کافر کا نام نہ لیا جائے گا۔

عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”فتح مکہ کے موقع پر میں ابو سفیان کے ساتھ خدمت نبوی میں حاضر ہوا ابھی تک ابوسفیان مسلمان نہیں ہوئے تھے آپ کے گرد موجود صحابہ میں سے کسی نے کہا کہ ابوسفیان اور عائذ بن عمرو آرہے ہیں آپ نے فرمایا یوں کہو کہ عائذ بن عمرو اور ابوسفیان آرہے ہیں اسلام اس سے قوی ہے، اسلام بلند

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے اس پر کوئی دوسرا مذہب بلند نہیں ہو سکتا۔[السنن الکبری للبیھقی حسنہ البانی ارواء الغلیل ۱۲۶۸](وفاداری یا بیزاری)

مدح سرائی نہ کرنا:

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''کفار کے باطل عقائد اور فاسد دین میں غور کیے بغیر ان کی مدح سرائی کرنا ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف کرنا اور ان کے ظاہری اخلاق اور مہارت سے متاثر ہونا کفار سے دوستی کے مظاہر میں سے ہے۔کفار کی معاونت کرنا، مسلمانوں کے خلاف کفار کو اپنی مکمل حمایت فراہم کرنا، کفار کی مدح سرائی اور تعریفیں کرنا اور کفار کی مدافعت اور وکالت کرنا کفار سے دوستی کے مظاہر اور علامتیں ہیں دوستی کے یہ مظاہر ایک بندہ مسلم کے اسلام کو ختم کر دینے والے اور ارتداد کے اسباب میں سے ہیں۔[الولاء والبراء فی الاسلام لصالح الفوزان ص13)

استغفار، رحمت کی دعا اور تعزیت نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنے سے منع فرمایا ہے:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾﴾ (التوبۃ:113)

''نبی کیلئے اور دوسرے مسلمانوں کیلئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ جہنمی ہیں''۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے ایک آدمی کو اپنے مشرک والدین کے لیے دعا کرتے ہوئے سنا تو میں نے اسے کہا کیا تو اپنے والدین کے لیے دعا کر رہا ہے جبکہ وہ مشرک تھے؟ اس نے جواب دیا ''کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے (مشرک) باپ کے لیے دعا نہیں کی تھی؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا۔تب اللہ تعالیٰ نے قرآن کی یہ آیات نازل فرمائیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ أَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴾ (التوبة:114)

"ابراہیم نے جو اپنے باپ کے لیے بخشش کی دعا کی تھی وہ تو صرف اس لیے کہ انہوں نے اپنے باپ سے اس بات کا وعدہ کیا ہوا تھا پھر جب ان پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے" [سنن النسائی:۲۰۳۶]

اللہ تعالیٰ نے جہاں ابراہیم علیہ السلام کو ہمارے لیے اسوہ قرار دیا ہے وہاں ارشاد فرمایا کہ کوئی ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے لیے دعا مغفرت کرنے کو دلیل نہ بنائے:

﴿إِلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ﴾ (الممتحنة:۴)

"(یہ بات نمونہ نہیں ہے جو) ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ میں تیرے لیے مغفرت کی دعا کروں گا حالانکہ میں تیرے لیے اللہ کے سامنے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما "قدریہ" کے بارے میں فرماتے ہیں:

"أولئک شرار هذه الأمة لا تعودوا مرضاهم، ولا تصلوا على موتاهم"

"وہ اس امت کے شریر ترین لوگ ہیں، تم ان کے مریضوں کی عیادت نہ کرو اور ان کے مرنے والوں کا جنازہ نہ پڑھو" (شرح أصول اعتقاد أهل السنة:۲/۶۴۳)

اسی بات کو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ((القدرية مجوس هذه الامة ويهودها فان مرضوا فلا تعودوهم، وان ماتو فلا تشهدوهم)) (الشريعة:۲۲۵)

بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ "جہمیہ" کے بارے میں فرماتے ہیں: ((لا تجالسوهم ولا تكلموهم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم))

"ان کو اپنے ساتھ مت بٹھاؤ، ان سے کلام نہ کرو، اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت مت کرو اور اگر وہ مر جائیں ان کے جنازوں میں مت شریک ہو۔" (السنة لعبد الله بن أحمد:۱/۱۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

القرآن كلام الله غير مخلوق فمن قال غير هذا فان مرض فلا تعودوه وان مات فلا تشهدوا جنازته وهو كافر بالله العظيم (شرح اصول اعتقاد اهل السنة: ١/٣٢٢)

''قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں۔ جس کسی نے اس کے سوا کچھ اور کہا اگر وہ مریض ہو اُس کی عیادت مت کرو اور اگر وہ مرجائے اس کے جنازے میں مت شریک ہو کیونکہ وہ کافر ہے۔''

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ لکھتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے استغفار اور رحمت کی دعا کرنا حرام قرار دیا ہے کیونکہ ان کے لئے استغفار اور رحمت کی دعا کرنے میں ان کی محبت اور ان کے دین کی صحت کا اعتراف شامل ہے۔ (دوستی اور دشمنی کا معیار، ص23)

سلف کے ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ بدعت مکفرہ میں واقع ہونے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ مگر جہاں تک ان کی عیادت کرنے کا تعلق ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کافر کی عیادت کے لیے جانا ثابت ہے۔ اس لیے اگر ایسا کرنے میں کوئی مصلحت پائی جاتی ہو تو عیادت کرنا جائز ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بدعت مکفرہ کے مرتکب دشمنی اور بغض کے مستحق ہیں سلف صالحین کے ان اقوال سے اس حقیقت کو سمجھا جاسکتا ہے۔

کفار کے ساتھ حسن سلوک

ان تمام امور کے باوجود اسلام ہمیں اُن کفار کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی اجازت دیتا ہے جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہیں کرتے۔ البتہ ان سے دلی محبت حرام ہے۔ موالات (دلی محبت) کا تعلق دل سے ہے اور حسن سلوک ایک خارجی عمل ہے۔ یعنی جس کے ساتھ حسن سلوک کیا جارہا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے موالات بھی کی جارہی ہے۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''البر والصلة والاحسان لا يستلزم التحابب والتوادد المنهي عنه'

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کفار کے ساتھ اچھا سلوک، صلہ رحمی اور نیکی کرنا ان سے اُس محبت اور دوستی کو مستلزم نہیں کرتا ہے کہ جس سے منع کیا گیا ہے۔[فتح الباری ۵/۲۳۳]

کفار کے ساتھ حسنِ سلوک نہ صرف جائز بلکہ بسا اوقات مستحب اور تاکیدی ہو جاتا ہے۔خصوصاً ایسے وقت میں جب یہ امید ہو کہ ایسا کرنے سے کافر دین اسلام کی طرف مائل ہوگا۔اور اگر کفار و مشرکین عزیز و اقارب میں سے ہوں تو اس چیز کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

﴿لَا یَنْھٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۸ اِنَّمَا یَنْھٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ ۚ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹﴾[الممتحنة:۸،۹]

’’جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور نہ ہی تمہیں جلا وطن کیا ان کے ساتھ حسن سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا' بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں لڑی ہیں اور تمہیں جلا وطن کیا اور جلا وطن کرنے والوں کی مدد کی۔جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ واقعی ظالم ہیں‘‘۔

پہلی صورت: عیادت کرنا

کسی کافر کی عیادت کے لئے جایا جا سکتا ہے' خصوصاً جبکہ اس عیادت کے پیچھے کوئی مقصد پوشیدہ ہو۔رسول اللہ ﷺ ایک یہودی لڑکے کی عیادت کے لئے گئے جب وہ بیمار پڑ گیا اور وہ آپ ﷺ کی خدمت بھی کیا کرتا تھا۔آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسلام لے آؤ' اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی اور اسلام لے آیا۔ [بخاری: ۵۶۵۷]

اللجنۃ الدائمہ نے کافر کی تعزیت کے بارے میں فتویٰ دیا ہے کہ:

''اگر کافر کی تعزیت سے مقصد ان کو اسلام کی طرف راغب کرنا ہے تو یہ جائز ہے اور یہ شریعت کے مقاصد میں سے ہے اور اسی طرح اپنے آپ کو یا مسلمانوں کو ان کے شر سے بچانا مقصود ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ عام مسلمانوں کی مصلحتیں جزئی نقصان پر حاوی ہوتی ہیں۔

(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء ۹/۱۳۲)

دوسری صورت: ہدیہ وصدقہ دینا

﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۷۲)

''لوگوں کو راہ راست پر لانا آپ کی ذمہ داری نہیں بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو تم خرچ کرتے ہو وہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کرتے ہو۔ اور جو بھی مال ودولت تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''صحابہ اپنے مشرک رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ناپسند کرتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا اور یہ آیت اتری اور انہیں رخصت دی گئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے مال غنیمت میں سے صفوان بن امیہ کو سو بکریاں دیں پھر سو بکریاں دیں پھر سو بکریاں دیں حالانکہ وہ مشرک تھا کہتا ہے کہ آپ مجھے دیتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ میری نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ جب کہ آپ سے مجھے سخت نفرت تھی۔'' (مسلم: ۲۳۱۳، ترمذی: ۶۶۶)

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' کافروں کو ہدیہ وتحفہ دینا جائز ہے اور اگر اس کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مقصد انہیں دین اسلام کے قریب کرنا ہے یا ان کا ہدیہ قبول کر کے انہیں اپنے سے مانوس کر کے مذہبی باتیں ان تک پہنچانا ہے تو یہ چیز مستحب ہوگی۔ البتہ کسی مذہبی تہوار کے موقع پر ان کا ہدیہ قبول کرنے سے دل میں ان کی محبت پیدا ہوتی ہو یا ان کے مذہبی تہوار کی تعظیم ہو تو ایسا کرنا قطعاً حرام ہے۔'' [مجموع الفتاوىٰ الشیخ ابن عثیمین ۳/۳۲]

تیسری صورت: زیارت کرنا

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کسی مسلمان کا کوئی قریبی رشتہ دار کافر ہے اور اس کے ہاں آمد و رفت کا سلسلہ رکھنے میں دین کا کوئی نقصان نہیں ہے تو یہ جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ لیکن اگر کافر رشتہ دار نہیں تو اس کے یہاں بے مقصد آمد و رفت کا سلسلہ رکھنا، خصوصاً وقت گزارنے اور گپ شپ کے لئے جانا جائز نہ ہوگا۔ [مجموع الفتاوىٰ شیخ ابن باز ۲/۱۰۵۱]

چوتھی صورت: دعوت قبول کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود و نصاریٰ کی دعوت قبول فرمایا کرتے تھے۔ ایک یہودی عورت نے آپ کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔

پانچویں صورت: خرید و فروخت کرنا

نصوص کتاب و سنت اور سلف کے معمول سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی کافر کی دکان سے خرید و فروخت کرنا اور ان کے پاس دعوت کی نیت سے بیٹھنا جائز ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہود و مشرکین آکر بیٹھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔

چھٹی صورت: اچھے اخلاق سے پیش آنا

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریابی کی اجازت چاہی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((بئس اخو العشیرۃ او ابن العشیرۃ)) ''یہ اپنے قبیلہ کا بہت برا آدمی ہے''۔ اتنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے کے بعد آپ ﷺ نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی اور اس سے بڑی نرمی سے بات کی۔ پھر جب وہ چلا گیا تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اس کے بارے میں یہ کچھ فرمایا تھا پھر اس سے اس طرح نرمی سے کیوں پیش آئے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: [اے عائشہ! انّ شرَّ النَّاس منزلةً عند الله یوم القیامة من ودعه النَّاس اتّقاء فحشه]

"سب سے برا آدمی وہ ہے کہ لوگ اس کی فحش گوئی سے بچنے کے لیے اس کو چھوڑ دیں۔" [صحیح البخاری:٦٠٥٦]

تکفیر کے اصول وضوابط

تکفیر ناحق جرم عظیم ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے کسی آدمی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارا۔ اگر وہ ایسا نہ ہوا تو بات کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گی" (بخاری:6104، مسلم:60)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف گرتی ہے تو اس کے لیے زمین کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں چکر لگاتی ہے۔ پھر جب اس کو کوئی راستہ کسی طرف نہیں ملتا تو جس پر لعنت کی گئی ہو اس کی طرف چلی جاتی ہے۔ اگر وہ اس کا مستحق ہو تو ٹھیک ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے"۔ (ابوداود:4905)

تکفیر معین اور مطلق کا فرق

تکفیر مطلق: فعل کا کفر ہونا مطلقاً (بغیر کسی فرد معین پر حکم لگائے) بیان کرنا جیسے کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ جس نے یہ اور یہ کام کیا اس نے کفر کیا۔ اس میں ایک چیز کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جس قول، فعل یا اعتقاد کا جرم بیان کیا جارہا ہے اس کا کفر ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

تکفیر معین: فرد معین پر کفر کا حکم لگانا جیسے کہا جائے کہ فلاں شخص کافر ہے۔ اس میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) فعل کا کفر ہونا۔ (۲) اس فعل کے مرتکب کے احوال کو مدنظر رکھنا (شروط کے پائے جانے اور موانع کے ختم ہو جانے کے لحاظ سے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور پلانے والے پر لعنت کی ہے (ابوداؤد: ۳۶۷۴)

مگر جب ایک صحابی نے دوسرے صحابی کو شراب پینے کی وجہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے کہ بار بار شراب پیتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح مت کہو اس کے خلاف شیطان کی مددمت کرو۔ اس پر لعنت نہ بھیجو اللہ کی قسم وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری: ۶۷۸۰)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''شراب پینے والے پر لعنت کے باوجود اس صحابی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے صحابی پر اس کے شراب پینے پر اصرار کے باوجود لعنت کرنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مطلق لعنت سے معین لعنت لازم نہیں آتی کیونکہ بعض اوقات کوئی مانع اس مطلق لعنت کے کسی معین پر لاگو ہونے میں حائل ہو جاتا ہے۔ تاہم جہاں تک کسی شخص کو متعین یا اس کی نشان دہی کر کے اس پر کافر یا پکا جہنمی ہونے کا حکم لگانے کا تعلق ہے تو اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ آیا مطلوبہ شروط پوری ہوتی ہیں اور موانع زائل ہوتے ہیں یا نہیں] (مجموع الفتاویٰ، ج ۱۰ ص ۳۲۹)

مزید فرماتے ہیں:

[یہ بات اپنی جگہ بجا ہے کہ ان بدعات میں سے بعض بعض سے کہیں بڑھ کر شدید اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھناؤنی ہوتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض بدعتی بعض دوسرے بدعتیوں سے کہیں بڑھ کر ایمان سے کورے اور تہی دامن ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود کسی کے لئے یہ روا نہیں کہ مسلمانوں میں کسی کی تکفیر کرے اگرچہ وہ غلطی اور کج روی پر ہی کیوں نہ ہو، تا آنکہ اس پر اقامت حجت نہ ہو جائے اور دلیل واضح نہ کر دی جائے۔ جس شخص کا ایک بار قطعی طور پر مسلمان ہونا ثابت ہو جائے اس کا یہ حکم شک کی بنا پر زائل نہیں ہو سکتا، بلکہ جب تک اقامت حجت اور ازالہ شبہ نہ ہو جائے اس وقت تک زائل نہیں ہو سکتا] (مجموع الفتاویٰ، ج ۱۲ ص ۵۰۰)

تکفیر کے قواعد وضوابط:

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ آج کلمہ پڑھنے والوں کی اکثریت شرک وکفر میں ملوث ہے۔ دعوت کے میدان میں کام کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایمان کی تفصیلات بیان کریں۔ جن باتوں سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یعنی نواقض اسلام صاف صاف لوگوں کو سنائیں تاکہ لوگ اپنے شرک وکفر سے باز آ جائیں۔ البتہ یہ ضروری نہیں کہ کفر و شرک میں واقع ہونے والے سب لوگ کافر ومشرک قرار پائیں۔ گویا ہم نے کفر مطلق کو بیان کرنا ہے کہ فلاں بات کہنے یا فلاں کام کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے البتہ کفر معین یعنی کسی خاص شخص (محمد علی ولد عبدالقادر) کو کافر ومشرک کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ متعین شخص کے حق میں کچھ شروط پوری اور کچھ موانع ختم نہ ہو جائیں۔ کیونکہ کفر مطلق سے کفر معین لازم نہیں آتا۔

ہمارا فرض منصبی لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ شرک وکفر ہے اور اس شرک کی سزا مستقل جہنم ہے تاکہ لوگ اسلام کی حقیقت کو جان لیں اور شرک وکفر سے توبہ کر لیں۔ شرک وکفر کے افعال کرنے والوں پر ان کے جرم کے مطابق حکم لگایا جاتا ہے۔ مگر ان افعال کے کرنے والوں پر حکم لگانے کی چند شروط اور موانع ہیں ان شروط کا پورا ہونا اور موانع کا دور کرنا ضروری ہے کیونکہ ہر کفر کرنے والا کافر نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر شرک کرنے والا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرک ہوتا ہے۔

تکفیر کی شرائط:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے قلم اٹھا لیا ہے (۱) سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے۔ (۲) بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے۔ (۳) مجنون جب تک اس کی عقل بحال نہ ہو جائے۔ (ابن ماجہ:۲۰۴۱)

تکفیر کے موانع:

1۔ بلا قصد:

بعض اوقات انتہائی خوشی کے موقعہ پر ایک مسلمان کی زبان سے ایسے کفریہ کلمات نکل جاتے ہیں جو اس کا عقیدہ نہیں ہوتا۔ ایسے بلا قصد الفاظ کی بنا پر آدمی کافر و مشرک نہیں ہوتا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بڑھ کر خوش ہوتا ہے جس کی صحراء میں سواری گم ہو جائے جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہے۔ وہ مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے اچانک وہ سواری واپس آجاتی ہے اور وہ اس کی نکیل پکڑ لیتا ہے اور وہ خوشی کی شدت میں پکار اٹھتا ہے۔ اللھم انت عبدی وانا ربك اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب''۔ (مسلم ۲۷۴۷)

عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کھیت میں پانی لگانے پر زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری میں جھگڑا ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، زبیر اپنا کھیت سینچ کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا: زبیر آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے نا؟ (یعنی آپ نے فیصلہ میں پھوپھی زاد بھائی کی رعایت کی اور انصاف نہیں کیا) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ بدل گیا۔ (کیونکہ انصاری کا یہ آپ پر الزام تھا حالانکہ آپ نے اپنے فیصلہ میں انصاری کی رعایت کی تھی۔ زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق نہیں دیا تھا) پھر آپ نے فرمایا: زبیر کھیت کو بھرپور پانی دے کر چھوڑنا۔ اس فیصلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبیر کو اس کا پورا حق دلایا جب کہ انصاری نے آپ کو غصہ دلایا۔ پہلے آپ نے ایسا فیصلہ فرمایا تھا جس میں دونوں کا کام نکلتا تھا۔ (بخاری: ۴۵۸۵)

سید مسعود احمد امیر جماعت المسلمین اپنی کتاب ''تاریخ الاسلام والمسلمین'' میں اس انصاری صحابی کو منافق قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ بدری صحابی ہیں جیسا کہ روایت کے الفاظ سے واضح ہے: ''انه خاصم رجلا من الانصار قد شهد بدرًا'' (بخاری: ۲۷۰۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ پر ان کا اعتراض یقینا بلا قصد تھا کیونکہ بدری صحابی نے پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے اپنے اخلاص کا ثبوت دے دیا تھا لہٰذا بلا قصد جملہ کی بنا پر ان کو منافق قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ آپ نے صرف انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے زبیر کو اس کا پورا حق دلوا دیا اور اس کے بعد اس انصاری صحابی کی خاموشی ہی کو اس کی توبہ سمجھی گئی لہٰذا اگر کسی مسلم کی پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی گواہی دے رہی ہو اور کوئی ایسی بات مل جائے جو ظاہراً کفر ہو اور اس کی زندگی میں اس کفر کا رد موجود ہے تو ہم اس کو منافق کہنے کے بجائے اس کی بات کی تاویل کریں گے۔

2۔ جہالت:

بعض اوقات آدمی شرکیہ یا کفریہ کام کرتا ہے اور اسے علم نہیں ہوتا کہ یہ شرکیہ کام ہے۔ اور وہ اس کا علم حاصل کرنے سے عاجز بھی ہوتا ہے۔ جب اسے بتایا جاتا ہے تو وہ توبہ کر لیتا ہے۔ تو شرکیہ کام کرنے کی بنا پر اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے بچوں سے کہا کہ میں نے اللہ کی درگاہ میں کوئی نیکی نہیں بھیجی۔ اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو سخت عذاب دے گا۔ تم میرے مرنے کے بعد میری لاش جلا دینا۔ جب جل کر کوئلہ ہو جائے تو اسے خوب باریک پیسنا اور جس دن زور کی آندھی ہو اس دن یہ راکھ آندھی میں اڑا دینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کن کہا وہ شخص سامنے کھڑا ہو گیا۔ اللہ نے پوچھا میرے بندے تو نے کیا کیا؟ اس نے عرض کیا اے اللہ تیرے خوف سے اور تو جانتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے اس پر رحم کیا اور اس کو بخش دیا۔(بخاری ۵۰۶)

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے، ہمارا زمانہ کفر ابھی نیا نیا گزرا تھا راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیا جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا، مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اور اپنے ہتھیار بھی برکت کے لیے اس درخت پر لٹکایا کرتے تھے، جب ہم اس درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے آپ سے عرض کیا جیسے ان مشرکوں کے لیے ''ذات انواط'' ہے، آپ ہمارے لیے بھی ایک ''ذات انواط'' مقرر فرما دیجیے آپ نے اللہ أکبر کہا اور فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے وہی بات کہی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم لوگ بڑے جاہل ہو، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بھی اگلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے۔[ترمذی:2180]

جہالت کے سبب بدعت میں واقع ہونے والے

بدعت میں جہالت سے واقع ہونے والا جو اس عمل و اعتقاد کے بدعت ہونے سے جاہل ہو جس میں وہ واقع ہو رہا ہے یا وہ کسی کی تقلید کرتے ہوئے اس بدعت کا ارتکاب کرے۔ اس پر حکم کا دارومدار دو باتوں پر ہے:

۱۔ اس بدعت کی نوعیت جس میں وہ واقع ہوا ہے:۔

اگر وہ ایسے مسئلہ میں بدعت کا شکار ہوا جو لوگوں کے مابین معروف ہے تب اسے عذر نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر وہ کوئی دقیق مسئلہ ہے تو پھر اُسے عذر دیا جائے گا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ امت کو پیچیدہ علمی امور میں خطا (غلطی لگ جانا) معاف ہے، بے شک وہ علمی مسائل (اعتقادی) ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بیشتر بزرگان امت ہلاک ہو جاتے جب ایک ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے جو اس سے لاعلم ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ شراب حرام ہے کیونکہ وہ لاعلمی اور جہالت کے ماحول اور علاقے میں پروان چڑھتا ہے، جبکہ اس نے علم بھی حاصل نہیں کیا تو پھر ایک عالم فاضل جو اپنے زمان ومکان کے لحاظ سے جو میسر ہے اس کے دائرے میں رہتے ہوئے طلب علم میں اجتہاد و محنت کرتا ہے جبکہ اس کا مقصد بھی حسب امکان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے تو وہ اس سے بھی اولیٰ اور زیادہ مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں قبول کرے، اس کے اجتہادات کا ثواب عطا کرے اور جو اس سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ان سے درگزر فرمائے کہ اس نے فرما رکھا ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾(البقرۃ:۲۸۶)

''اے اللہ اگر ہم سے بھول ہو جائے یا ہمیں غلطی لگ جائے تو ہماری پکڑ نہ فرما۔''

اہلسنت ہر اس شخص کی نجات کے پرعزم طور پر قائل ہیں جو اللہ کا تقوی اختیار کرتا ہے، جیسا کہ قرآن نے کہہ رکھا ہے تاہم جہاں تک کسی شخص کو متعین کیے جانے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں اس بنا پر توقف کرتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں آیا وہ تقوی اختیار کرنے والوں میں شامل ہے یا نہیں (مجموع الفتاوی، ج ۲۰ ص ۱۶۵)

۲۔ اس کی جہالت کی نوعیت:

اگر وہ ایسے معاشرے میں رہتا ہے جہاں کتاب وسنت کا علم عام ہے، حق کو جاننا کچھ مشکل نہیں اور وہ اپنے آپ سے جہالت دور کرنے پر قادر ہے تو ایسی حالت میں بدعت کے مرتکب کو عذر نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر وہ ایسے علاقے میں بستا ہے جہاں علمائے حقہ کے نہ پائے جانے کے سبب بدعات کا زور اور سنت کمزور ہے یا اس میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ علم حاصل کر سکے تو تب اُسے جہالت کا عذر دیا جائے گا۔

شیخ سعید بن ناصر الغامدی حفظہ اللہ ایسے بدعتی کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو اپنی جہالت دور کرنے پر قادر ہونے کے باوجود جہالت دور نہیں کرتا:

((ترک العلم وهو قادر عليه فهذا يسمى جاهل اذ الأصل في الجهل خلو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النفس من العلم، وجهله هذا غير معذور به لكونه أعرض عن طلب العلم الواجب عليه، مع تمكنه منه وقدرته على نيله، فلا عذر له عند الله في الآخرة۔ أما حكمه الدنياوي، فبحسب بدعته، إن كانت مكفرة فهو كافر وإن كانت مفسقة فهو فاسق))(حقيقة البدعة وأحكامها: ۲۲۵)

''علم پر قدرت رکھنے کے باوجود اسے حاصل نہ کرنے والے کو جاہل کہا جاتا ہے کیونکہ جہل اصل میں نفس کے علم سے خالی ہونے کو کہتے ہیں۔ یہ جہالت قابل عذر نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے واجب علم سے اعراض کیا جب کہ وہ اس کے سیکھنے پر قدرت رکھتا تھا۔ ایسے آدمی کے لیے آخرت میں کوئی عذر نہیں۔ جہاں تک دنیوی حکم کا تعلق ہے تو وہ اس کی بدعت کے مطابق ہوگا اگر اس کی بدعت مکفرہ ہے تو وہ کافر اور اگر مفسقہ ہے تو فاسق ہے۔''

یہی معاملہ مقلد کا ہے' اگر اس کے لیے حق کا جاننا ممکن ہو اور اس تک دعوت پہنچ چکی ہو اس کے باوجود اگر وہ علم حاصل نہیں کرتا تب وہ مجرم ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ مقلدین پر حکم لگانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

(نعم لابد في هذا المقام من تفصيل به يزول الإشكال، وهو الفرق بين مقلد تمكن من العلم ومعرفة الحق فأعرض عنه، ومقلد لم يتمكن من ذلك بوجه والقسمان واقعان في الوجود، فالمتمكن المعرض مفرط تارك للواجب لا عذر له عند الله ......)(طريق الهجرتين: ۱/۴۱۲)

''اس بارے میں تفصیل میں جانا ضروری ہے' اسی سے اشکال ختم ہوگا۔ تفصیل یہ ہے کہ وہ مقلد جو علم حاصل کرتا ہے اور حق کو جان کر اس سے اعراض کرتا ہے اور وہ جو علم اور حق کو نہیں جان پاتا میں فرق ہے۔ حق جان کر واجب کو ترک کرنے والا زیادتی کا مرتکب ہے اور اس کے لیے اللہ کے ہاں کوئی عذر نہیں ہے۔''

3۔ تاویل:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا ایک دستہ مشرکوں کی طرف بھیجا۔ ان کا باہم مقابلہ ہوا۔ ایک مشرک جب کسی مسلمان کو قتل کرنا چاہتا موقع پا کر اسے قتل کر دیتا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اسامہ نے جب اسے مارنے کے لئے تلوار اٹھائی تو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا۔ لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کے سامنے اسامہ کا قصہ بیان ہوا۔ آپ نے انہیں بلایا اور پوچھا تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف دی۔ اس نے فلاں اور فلاں کو شہید کیا (یہ صورت حال دیکھ کر) میں نے اس شخص پر حملہ کیا جب اس نے تلوار دیکھی تو اس نے (جان بچانے کے لئے) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ دیا۔ آپ نے پوچھا پھر کیا تم نے اسے قتل کر دیا؟ انہوں نے کہا ہاں اس نے ہتھیار کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کا دل چیرا تھا کہ تمہیں علم ہو گیا کہ اس نے کلمہ دل سے نہیں کہا تھا۔ جب قیامت کے دن وہ لا الہ الا اللہ لائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ اسامہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمایئے آپ نے پھر فرمایا جب قیامت کے دن وہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لائے گا تم کیا کرو گے؟ آپ یہی کلمہ دہراتے رہے یہاں تک کہ اسامہ نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ (بخاری:۴۲۶۹۔ مسلم:۹۶)

رسول اللہ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہنے کے باوجود کہ تو نے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کو قتل کیوں کیا قصاص میں اسامہ کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی ان سے دیت وصول کی۔ گویا تاویل کی بنا پر اسامہ رضی اللہ عنہ ان سزاؤں سے بچ گئے۔

تاویل کے سبب کفر یا بدعت میں واقع ہونے والے

ان سب کا بھی ایک حکم نہیں ہے۔ تاویل کرتے ہوئے بدعت میں واقع ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے شخص پر حکم لگانے کا دارومدار دو باتوں پر ہے۔

ا۔ تاویل کی نوعیت۔

تاویل سائغ:۔امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((قال العلماء: كل متأول معذور بتأويله ليس بآثم اذا كان تأويله سائغًا في لسان العرب، وكان له وجه في العلم)) (فتح الباري: ٢/٣٠٤)

''علماء فرماتے ہیں: ہر اس تاویل کرنے والے کو عذر دیا جائے گا اور گنہگار نہیں گردانا جائے گا جس کی تاویل کی عربی زبان اور علم (شرعی) میں گنجائش پائی جاتی ہو۔''

امام ابن العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(والقول قد يكون مخالفًا للنص، و قائله معذور، فان المخالفة بتأويل لم يسلم منها أحد من أهل العلم، وذلک التأويل إنْ كان فاسداً فصاحبه مغفور له لحصوله عن اجتهاده...... فمخالفة النص ان كانت عن قصد فهي كفر، وان كانت عن اجتهاد فهي من الخطأ المغفور......)

''بسا اوقات قول نص کے مخالف ہوتا ہے اور اس کا قائل معذور ہوتا ہے۔ کیونکہ تاویل کرتے ہوئے نص کی مخالفت میں واقع ہونے سے اہل علم میں سے کوئی نہیں بچ پایا۔ تاویل فاسد ہونے کے باوجود تاویل کرنے والے کے بارے میں امید ہے کہ اللہ بخش دے گا' کیونکہ یہ تاویل اس کے اجتہاد کا نتیجہ ہوتی ہے...... پس نص کی مخالفت اگر ارادۃً اور قصداً کی جائے تو یہ کفر ہے اور اگر یہ اجتہاد کے سبب ہو یہ خطا قابل معافی ہے۔'' (الاتباع: ٢٩)

تاویل غیر سائغ:

وہ تاویل جس کا عربی زبان اور شرعی علم میں اعتبار نہ کیا جاتا ہو۔ اس قسم کی تاویل کرنے والوں کو عذر نہیں دیا جائے گا۔ بشرطیکہ جب یہ تاویل دین کے اُن بنیادی امور میں کی جائے جو لوگوں کے مابین معروف ہوتے ہیں جیسے اسماعیلیوں، دروزیوں، نصیریوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاحدہ کی تاویلات۔

امام ابن الوزیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(و کذلک لا خلاف في کفر من جحد ذلک المعلوم بالضرورۃ للجمیع وتستر باسم التأویل فیما لا یمکن تأویلہ)

''اسی طرح اس کے کفر میں بھی کوئی اختلاف نہیں جو تاویل کے نام پر، معلوم بالضرورہ امور کا انکار کرتا ہے۔'' (ایثار الحق علی الخلق: ۴۱۵)

۲۔ تاویل کرنے والے کی شخصیت:

اگر ان امور ظاہرہ کے علاوہ کسی ایسے امر میں بدعت میں واقع ہوتا ہے' جو ہو تو کفریہ مگر اس کا کفریہ ہونا لوگوں میں معروف نہیں' یعنی مسائل خفیہ سے تعلق ہو تو ایسے بدعتی کی شخصیت کو دیکھا جائے گا۔ اگر تو وہ دین سے اعراض اور عناد و دشمنی کے سبب بدعت کا ارتکاب کر رہا ہے تب اس پر اس کی گمراہی کے بقدر حکم لگایا جائے گا اور اگر وہ کوئی نیک شخص ہے اور غلطی لگنے کی بنا پر اس بدعت میں واقع ہوا ہے تو پھر اُسے عذر دیا جائے گا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔ (حقیقۃ البدعۃ أحکامھا الشیخ سعید بن ناصر الغامدی: 280/2)

4۔ اکراہ:

اگر کوئی شخص کفر کا اظہار کرنے پر مجبور کر دیا جائے تو اُس کے لیے جائز ہے کہ وہ زبان سے مشرکوں کی موافقت کرے بشرطیکہ اس کے دل میں ایمان کا نور ہو اور دل ایمان و یقین سے مطمئن ہو تو ایسا شخص بھی کافر نہیں ہوگا۔

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۶﴾ (النحل: ۱۰۶)

''جس شخص نے ایمان لانے کے بعد اللہ سے کفر کیا الا یہ کہ وہ مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان پر مطمئن ہو (تو یہ معاف ہے) مگر جس نے برضا ورغبت کفر قبول کیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور انہی لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے''۔

مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہیں مشرکوں نے ایذائیں دیں تو مجبوراً آپ نے اپنی زبان سے ان کی ہاں میں ہاں ملا دی مشرکوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر)

5۔ خطا اور نسیان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے خطا، بھول چوک اور وہ کام جس کے لیے انہیں مجبور کر دیا جائے معاف کر دیا ہے۔ (ابن ماجہ ۲۰۴۳)

تکفیر معین:

تکفیر معین میں جلد بازی نہ کرنے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ سلف کے ہاں سرے سے تکفیر معین نہیں ہے اور یہ کہ ہمارے سلف نے متعین اشخاص کی تکفیر ہی نہیں کی۔ اہلسنت کا باقاعدہ اصول ہے کہ وہ شروط پوری ہونے اور موانع دور ہونے کے بعد تکفیر معین کرتے ہیں تاکہ اہل اسلام کو فتنوں سے بچایا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلا دیا اور محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن الخضیری نے اپنے والد (شیخ الخضیری جو احناف کے بڑے ائمہ میں سے ہیں) سے روایت کی ہے کہ شہر بخارا کے فقہا ابن سینا کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ کافر تھا مگر بلا کا ذہین تھا۔ اس پر محمد بن عبدالوہاب یہ اضافہ کرتے ہیں کہ بخارا کے تمام فقہا نے متعین طور پر ابن سینا کی تکفیر کی جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے دین میں متعین طور پر تکفیر کرنا روا ہے۔ (مفید المستفید)

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حق کو باطل بنا کر پیش کیا جاتا ہے جس سے عامۃ المسلمین گمراہ ہو سکے تو علماء حق کا خاموش رہنا جرم بن جاتا ہے اسلام میں اس مداہنت کی کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنجائش نہیں موجودہ دور میں بھی علماء کرام نے اور خصوصا سعودیہ عرب کے دار الافتاء الجنۃ الدائمۃ نے قادیانیوں کی مجموعی طور پر اور مرزا غلام احمد کی متعین طور پر تکفیر کی۔

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور الجنۃ الدائمۃ کے دیگر علماء کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا علماء کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی انسان کو کافر کہہ دیں اور اس پر کفر کا الزام لگا دیں؟

جواب: ''کسی کی تعیین کیے بغیر (کسی کفریہ حرکت کی بنا پر) کافر قرار دینا شرعاً درست ہے۔ مثلاً یہ کہنا ''جس مصیبت کا ٹالنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اگر کوئی شخص اس مصیبت کو ٹالنے کے لئے غیر اللہ سے فریاد کرے تو وہ کافر ہے۔'' مثلاً کوئی شخص کسی نبی یا ولی سے یہ درخواست کرے کہ وہ اسے یا اس کے بیٹے کو شفا دے دے۔

کسی معین شخص کو اس صورت میں کافر کہا جا سکتا ہے جب وہ کسی ایسی چیز کا انکار کرے جس کا جزو دین ہونا ہر خاص و عام کو معلوم ہو۔ مثلاً نماز، زکوٰۃ یا روزہ وغیرہ۔ جو شخص اس کا علم ہونے کے بعد بھی انکار کرتا ہے اسے کافر کہنا واجب ہے۔ لیکن اسے نصیحت کرنی چاہیے اگر توبہ کر لے تو بہتر ہے ورنہ اسلامی حکمران اسے سزائے موت دیں۔ اگر کفریہ اعمال کے ارتکاب کے بعد بھی کسی خاص شخص کو کافر کہنا درست نہ سمجھا جائے تو پھر کسی مرتد پر بھی حد نافذ نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ دار الافتاء سعودی عرب: فتویٰ نمبر: ۶۱۰۹، جلد دوم، ص: ۹۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱ غیر مکفرہ بدعات

حافظ الحکمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایسی بدعات جن سے کتاب اللہ کی تکذیب لازم نہ آتی ہو اور نہ ہی اللہ کے رسولوں کے لائے ہوئے دین کی تکذیب لازم آتی ہو غیر مکفرہ بدعات کہلاتی ہیں۔ مثلاً: مروان بن حکم کی بدعات۔ جسے کبار صحابہ کرام نے برا بھلا کہا اور اُسے ان بدعات سے روکا اور ان کا رد کیا لیکن ان بدعات کے پائے جانے کے باوجود انہوں نے مروان کی بیعت سے ہاتھ نہ کھینچا۔ اُس کی بدعات میں سے کچھ ملاحظہ فرمائیں: کچھ نمازوں میں تاخیر کر کے آخر وقت میں نماز ادا کرنا، نماز عید سے قبل خطبہ عید دینا اور جمعہ وغیرہ کا خطبہ بیٹھ کر دینا۔" (معارج القبول:۲/ ۵۰۳۔۵۰۴)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید گاہ میں منبر کا اہتمام مروان بن حکم کے عہد میں کیا گیا۔ (بخاری:۹۵۶، مسلم:۸۸۹۔)

ایک شخص نے مروان کے اس فعل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: "تم نے عید کے روز منبر لا کر سنت کی مخالفت کی کیونکہ اس روز اسے نہیں لایا جاتا تھا، اور تم نے خطبہ کو نماز سے پہلے پڑھ کر (سنت کی مخالفت کی) (ابوداود:۱۱۴۰۔ ابن ماجہ ۱۲۷۵)۔

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبدالرحمن بن ام الحکم بیٹھے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس خبیث کی طرف دیکھو، بیٹھے ہوئے خطبہ دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ﴾ (الجمعة:۱۱)

"اور جب یہ لوگ کوئی سودا بکتا دیکھتے ہیں یا کوئی تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ اٹھتے ہیں اور آپ کو (خطبے میں) کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔" (مسلم:۸۶۴)۔

صحابی رسول نے آیت سے خطبہ جمعہ کھڑے ہو کر دینے پر استدلال کیا۔

سیدنا عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے بشیر بن مروان کو جمعہ کے دن منبر پر دونوں ہاتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٹھاتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو ہلاک کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ میں صرف ایک ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ (مسلم: ۸۷۴)

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ بدعت غیر مکفرہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بعض بدعتیں وسائل شرک ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور وہاں نمازیں پڑھنا اور اللہ سے دعائیں مانگنا۔ بعض بدعتیں فسق اعتقادی ہیں جیسے خوارج، قدریہ (جو علم الٰہی کا اقرار کرتے ہوں) اور مرجئہ کے اقوال اور شرعی دلیلوں کے مخالف ان کے اعتقادات۔ اور بعض بدعتیں معصیت و نافرمانی کی ہیں جیسے شادی بیاہ سے کنارہ کشی اور دھوپ میں کھڑے ہوکر روزہ رکھنے کی بدعت اور شہوت جماع ختم کرنے کی غرض سے خصی ہونے کی بدعت۔'' (بدعت، تعریف، اقسام اور احکام: 7,8)

فتویٰ کمیٹی اللجنۃ الدائمۃ سعودی عرب بدعت مکفرہ اور غیر مکفرہ کی وضاحت میں لکھتی ہے:

سوال: اس بدعتی کا کیا حکم ہے جو اپنی بدعت پر باقاعدگی سے عمل کرتا ہے، مثلاً فوت ہونے والے پر دفن سے پہلے اور بعد میں قرآن پڑھنا، جنازہ میں آنے والوں کے لیے بکری ذبح کرنا، توسل قادریہ پڑھانا جس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ (**وسهل مرادنا بجاه احمد**) ''اے اللہ! بجاہ احمد ہماری مراد آسان فرما'' اپنے حلقہ میں خوشبو لگانا، میت کو قبرستان جاتے ہوئے **لا اله الا الله** پڑھتے ہوئے قبرستان جانا اور قبر کے پاس ٹھہر کر میت کو تلقین کرنا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ لوگ کافر ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدعتوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے، یہ اس کی مخالفت کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ گناہ گار مسلمان ہیں۔

جواب: **الحمد لله وحده والصلوة والسلام على رسوله وآله وصحبه وبعد**: تمام بدعتیں ایک جیسی بری نہیں۔ بعض تو (اتنی بری ہیں کہ) کفر بن جاتی ہیں، بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہ تو ہیں کفر نہیں ۔ چنانچہ دفن سے پہلے یا بعد میت پر قرآن پڑھنا، جنازہ میں شریک ہونے والوں کے کھانے کے لیے بکری وغیرہ ذبح کرنا، میت کو قبرستان لے جاتے ہوئے لا الہ الا اللہ پڑھتے جانا، قبر کے پاس رک کر میت کو تلقین کرنا، اجتماعی ذکر کا حلقہ قائم کرنا اور اس میں خوشبو سلگانا یہ سب بدعتیں ہیں جو لوگوں نے خود بنالی ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ اعمال قولی، عملی یا تقریری طور پر ثابت نہیں ۔ نہ صحابہ کرام اور ائمہ سلف سے ثابت ہیں ۔ یہ سب گناہ ہیں جن پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ گناہوں میں شامل ہو جاتے ہیں، لیکن کفر نہیں ۔ مگر جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ یہ بدعت ہے، پھر اس پر اصرار کرے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مقابلے میں خود ساختہ شریعت رائج کر کے عوام کو دھوکہ دے اور سیدھی راہ سے گمراہ کرنا چاہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے جان بوجھ کر ایسی شریعت بنانا چاہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور اس نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کی مخالفت کو جائز سمجھا ہے۔

باقی فوت شدہ افراد مثلاً عبد القادر جیلانی، احمد تیجانی وغیرہ کو پکارنا اور ان سے کسی نفع کے حصول یا نقصان سے بچنے کے لیے یا مصیبت ٹالنے کے لیے فریاد کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک بھی ہے اور کفر بھی ۔ وہ اہل جاہلیت جن کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کی دعوت دی تھی اور جن میں سے اپنے شرک پر اڑے رہنے والوں سے جنگ کی تھی، ان کا شرک و کفر بھی اسی قسم کا تھا...... بسا اوقات ایک بدعت شرک کا قریبی ذریعہ ہوتی ہے جیسے کسی صوفی کا یہ قول ''احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاہ کے طفیل ہماری مشکل آسان کر دے۔'' یا اللہ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے قبر کا طواف کرنا۔ اسی طرح اولیاء کی قبروں کی زیارت کیلئے اہتمام سے سفر کر کے جانا بھی شرک کا باعث بن سکتا ہے ۔ یاد رہے اگر طواف کرنے والے کی نیت مدفون ولی کا قرب حاصل کرنا ہو تو وہ شرک اکبر بن جائے گا ۔ وباللہ التوفیق وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم ۔ (اللجنۃ الدائمہ فتاوی دار الافتاء سعودی عرب، جلد 2، ص: 288)

بدعت غیر مکفرہ کا مرتکب اسلام سے خارج نہیں ہوتا البتہ وہ اہل سنت سے خارج ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُمت کے تہتر فرقے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سوائے ایک جماعت کے سب دوزخ میں جائیں گے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول وہ کونسا گروہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ما انا علیہ واصحابی۔ "یہ وہ جماعت ہوگی جو اس راستے پر چلے گی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"

(ترمذی: ۲۵٦۵)

سلف صالحین نے ۷۲ فرقوں سے وہ گروہ مراد لیے ہیں جو ایسی بدعات کا ارتکاب کرنے والے ہیں جو آدمی کو گمراہ کرتی ہیں کافر نہیں بناتی۔ اس حدیث میں جن گمراہ گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ کفر اکبر اور شرک اکبر کا ارتکاب کرنے والے نہیں ہیں کیونکہ ایسے لوگ تو دائرہ اسلام ہی سے خارج ہیں جبکہ اس حدیث میں ان لوگوں کا بیان ہے جو امت یعنی دائرہ اسلام میں داخل ہیں کافر نہیں۔

۷۲ گروہوں کو دائرہ اسلام سے خارج اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی قرار دینا غلط ہے

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ومن قال إن الثنتين وسبعين فرقة كل واحد منهم يكفر كفرا ينقل عن الملة فقد خالف الكتاب والسنة واجماع الأئمة الاربعة وغير الاربعة، فليس فيهم من كفّر كل واحد من الثنتين وسبعين فرقة" (مجموع الفتاوی: جلد۷ص۲۱۸)

"جس شخص نے یہ کہا کہ ۷۲ گروہوں میں سے ہر ایک کافر ہے اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے تو اس نے کتاب وسنت اور اجماع ائمہ کی مخالفت کی' ان میں سے کوئی بھی ۷۲ گروہوں میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتا تھا۔"

فتویٰ کمیٹی "اللجنۃ الدائمۃ" سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا: كلهم في النار الا واحدة "سب فرقے جہنم میں جائیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوائے ایک کے۔'' اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ کیا بہتر فرقے سب کے سب مشرکوں کی طرح دائمی جہنمی ہیں یا نہیں؟ تو اللجنۃ الدائمۃ نے یہ فتویٰ دیا:

''اس حدیث میں امت سے مراد امت اجابت ہے۔ وہ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے 72 فرقے راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں۔ اور ایسی بدعتوں کے مرتکب ہیں جو اسلام سے خارج نہیں کرتیں۔ ان کو ان کی بدعتوں اور گمراہیوں کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ اللہ چاہے تو کسی شخص کو معاف بھی کر سکتا ہے اور اس کی مغفرت (بغیر عذاب کے) ہو سکتی ہے۔ اور اس کا انجام جنت ہے۔ ایک نجات یافتہ جماعت ہے اور وہ اہل سنت والجماعت ہے۔ اہل سنت وہ لوگ ہیں جو نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہیں اور اس طریقہ پر قائم رہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔ انہی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک جماعت حق پر قائم اور غالب رہے گی جو ان کی مخالفت کرے گا یا ان کی مدد نہیں کرے گا وہ انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ اللہ کا حکم آ جائے۔'' (بخاری: ۳۶۳۹، مسلم: ۱۹۲۱) لیکن جس کی بدعت اس قسم کی ہو کہ اس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج ہو جائے تو وہ امت دعوت میں داخل ہے، امت اجابت میں شامل نہیں۔ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔'' (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء، فتویٰ نمبر: ۴۳۶۰)

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر ناصر بن عبدالکریم العقل حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان گمراہ فرقوں میں بعض ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو ملت اسلامیہ سے خارج ہونے کے سبب ان ۷۲ گروہوں سے بھی خارج ہوتے ہیں۔ اُن کا شمار مسلمانوں میں نہیں ہوتا جیسے غالی جہمیہ، غالی رافضہ، باطنیہ، خالص فلاسفہ، اہل حلول واتحاد، وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے اور اہل بدعت میں سے وہ مشرکین جو شرک اکبر میں واقع ہوتے ہیں...... پھر یہ حوالہ نقل کرتے ہیں:

((قال حفص بن حمید: قلت لعبداللہ بن المبارک: علی کم افترقت ھذہ الامۃ؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقال : الأصل أربع فرق : هم الشيعة ،والحرورية ،والقدرية ، والمرجئة، فافترقت الشيعة على اثنتين وعشرين فرقة وافترقت الحرورية على احدى وعشرين فرقة،وافترقت القدرية على ست عشرة فرقة،وافترقت المرجئة على ثلاث عشرة فرقة۔قال:قلت:یاأباعبدالرحمن لم أسمعک تذکر الجھمیة،قال: انما سألتني عن فرق المسلمین))(الابانة لابن بطة:۱/۳۷۹)

''حفض بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا: یہ امت کتنے فرقوں میں تقسیم ہوئی؟ آپ نے فرمایا:ان فرقوں کی اصل چار ہیں: شیعہ، خوارج، قدریہ اور مرجئہ۔ پھر شیعہ ۲۲ فرقوں میں بٹے ،خوارج ۲۱ گروہوں میں ،قدریہ ۱۶ گروہوں میں اور مرجئہ ۱۳ گروہوں میں۔ حفض بن حمید کہتے ہیں میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن میں نے آپ سے جہمیہ کا تذکرہ نہیں سنا؟ آپ نے جواب دیا: تو نے مجھ سے مسلمانوں کے گروہوں کے بارے میں سوال کیا ہے (یعنی جہمیہ کافر ہیں مسلمان نہیں)

(دراسات في الاهواء والفرق والبدع وموقف السلف منها:۹۰)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ جھمیة کفار ہیں اور وہ ان گمراہ 72 فرقوں میں شامل نہیں ہیں جن کا حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے منافقین جو کہ اسلام ظاہر کرتے ہیں اور کفر چھپاتے ہیں وہ بھی ان 72 فرقوں میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تو زندیق ہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: جلد ۳ ص ۳۵۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غیر مکفرہ بدعت کے حاملین کے ساتھ اہلسنّت والجماعت کا رویہ وسلوک

بعض وجوہ کی بنا پر محبت کی جائے گی اور بعض کی بنا پر نفرت:

شیخ صالح فوزان الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان کے بارے میں محبت اور دشمنی دونوں پائی جائے گی، اور وہ گنہگار مسلمانوں کی جماعت ہے، لہذا ان کے ایمان کی وجہ سے ان سے محبت کی جائے اور ان کے اندر جو کفرو شرک سے کمتر بدعات یا کبیرہ گناہ ہیں ان کی وجہ سے نفرت بھی کی جائے گی۔ ان کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو نصیحت کی جائے اور ان کے برے اعمال پر نکیر کی جائے، ان کے گناہوں پر خاموشی جائز نہیں ہے، بلکہ ان پر نکیر کی جائے گی، انہیں معروف کا حکم دیا جائے گا، منکر سے روکا جائے گا، اور ان پر اسلامی حدود وتعزیرات نافذ کی جائیں گی، حتی کہ وہ معصیت کے کاموں سے باز آجائیں اور گناہوں سے توبہ کرلیں۔ ان سے نہ تو پختہ بغض و کینہ رکھا جائے گا اور نہ ان سے برات ظاہر کی جائے گی، جیسا کہ شرک سے کمتر کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارے میں خوارج کا خیال ہے، اور نہ ہی ان سے خالص محبت اور دوستی رکھی جائے گی، جیسا کہ مرجئہ کا خیال ہے، بلکہ ان کے بارے میں مذکورہ تفصیل کے مطابق معتدل موقف اپنایا جائے گا، جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ (دوستی اور دشمنی کا معیار اسلام کی نظر میں)

اہل سنت کے ہاں ایک ہی شخص میں سنت اور بدعت، نیکی اور فسق، خیر اور شر بیک وقت جمع ہوسکتے ہیں ایسے شخص کے خیر کی وجہ سے وہ دوستی اور موالات کا مستحق ہوگا اور اپنی بدعت اور شر کی بنا پر قابل مذمت اور مخاصمت کا مستحق ہوگا۔ یعنی کوئی شخص یا گروہ کسی ایک پہلو سے محبت اور دوستی کا مستحق اور دوسرے پہلو سے دشمنی اور مذمت کا مستحق ہوسکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی میں جب خیر وشر، اطاعت و معصیت اور سنت و بدعت دونوں جمع ہوں تو اس سے اس میں پائے جانے والی خیر کے بقدر موالات (محبت) اور اس میں پائے جانے والی شر کے بقدر معادات (دشمنی) اختیار کرنی چاہیے۔ (مجموع فتوی: ج ۲۸ ص ۲۰۹)

علامہ ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اہل بدعت سے محبت اور بغض ان میں بقدر خیر اور شر ہونا چاہیے، کیونکہ ایک آدمی میں موالات کا سبب اور عداوت کا سبب، اور محبت ونفرت کا سبب دونوں جمع ہوتے ہیں۔ یوں وہ ایک اعتبار سے محبوب اور دوسری وجہ سے مبغوض ہوتا ہے اور فیصلہ غالب حالت کے مطابق ہوگا۔'' (شرح العقیدۃ الطحاویہ: ص ۴۳۴)

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''بدعت صغریٰ اور اس کا ارتکاب کرنے والے اہل بدعت کا حکم مختلف ہے۔...... یہ لوگ فاسق و فاجر اور اہل معاصی مسلمانوں کی طرح ہیں، ان سے محبت وبغض ان کے ایمان واتباع کے مطابق ہوگا۔ انہیں خارج عن الملۃ کافر قرار دینا، ان سے قطع تعلقی کرنا، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے فتوے دینا اہل السنۃ والجماعۃ کا طریقہ نہیں ہے۔ اہل علم نے ہمیشہ ان کے ساتھ افہام وتفہیم، مکالمہ بالدلیل، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ان کی نصیحت اور خیر خواہی کو اپنا فرض سمجھا ہے، فقہی مذاہب اور مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر اور مدارسِ فقہ کے مجتہدین کی اجتہادی غلطیاں، ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بدعاتِ صغریٰ کا یہی حکم ہے کلمہ اخلاص پر اجتماع اور وحدت امت کا یہی تقاضا ہے۔ (مقالات تربیت: ص: ۱۰۹)

غیر مکفرہ بدعت کی وجہ سے تکفیر کرنا درست نہیں ہے چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[پہلے پہل کی بدعات (خوارج کی بدعت) دراصل ان کے قرآن کو غلط سمجھ لینے کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بناء پر ظہور ہوئیں۔ مقصدان کا قرآن سے تعارض نہ تھا بلکہ انہوں نے اس سے وہ مطلب لیا جو اصل میں نکلتا نہ تھا۔ وہ یہ سمجھے کہ قرآن مجید سے گناہ کے مرتکب افراد کی تکفیر ثابت ہوتی ہے کیونکہ مومن تو (بقول قرآن) نیکوکار، پرہیزگار و پارسا ہوتا ہے۔ اس بنا پر انہوں نے یہ مطلب نکال لیا کہ جو شخص نیکوکار اور پارسا نہیں ہے تو وہ کافر ہے اور مستقل جہنمی ہے۔ پھر یہ کہنا شروع کر دیا کہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ کے سبھی لوگ مومن نہیں ہیں، کیونکہ انہوں نے شریعت کے برخلاف حکم وفیصلہ کیا ہے، ان لوگوں کی بدعت دو مقدمات پر مبنی تھی: ایک یہ کہ جس نے بھی قرآن کی خلاف ورزی کی، چاہے وہ عمل میں ہو یا رائے میں کافر ہے، اور دوسرا یہ کہ سیدنا عثمان، سیدنا علی رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ کے لوگ ایسا ارتکاب کر چکے ہیں۔| مجموع الفتاویٰ ج ۱۳ ص ۲۰

غیر کفریہ بدعت کے مرتکب اہل بدعت کی تکفیر کرنے کو امام ابن تیمیہ نے بدعت کہا۔

''بدعات منکرہ میں ایک بدعت مسلمانوں کے گروہوں کی تکفیر کرنا ہے اور ان کے خون ومال حلال قرار دینا ہے۔ جیسے (بدعتی کے بارے میں) یہ کہا جاتا ہے: یہ تو بدعتی کی کھیتی ہے (یعنی اسے لوٹنے کا گناہ نہیں) اور اس قسم کی دوسری باتیں...... (مجموع الفتاویٰ جلد ۷ ص ۶۸۴)

اہل بدعت کے ساتھ عدل وانصاف کرنا

دین اسلام کا مقصد تمام لوگوں کو حق اور عدل پر قائم کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَٰبَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ ﴾ (الحدید:۲۵)

''بلاشبہ ہم نے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔''

اس لیے اس زمین پر مسلمان ہی سب سے زیادہ عدل کرنے والے ہیں اور مسلمانوں میں اہلسنت سب گروہوں سے بڑھ کر عادل ہوتے ہیں کیونکہ وہ اللہ اور اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول کی اتباع میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔ عدل کرنا اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ﴾ (الانعام: ۱۵۲)

''اور جب تم بات کہو تو انصاف سے کہو چاہے وہ رشتہ دار ہی (کے خلاف) ہو۔''

عدل کی اس قدر اہمیت ہے کہ مسلمان کو اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں بھی عدل سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ (النساء: ۱۳۵)

''اے ایمان والو اللہ کی خاطر انصاف پر رہتے ہوئے گواہی دیا کرو خواہ وہ گواہی تمہارے اپنے یا تمہارے والدین یا قریبی عزیزوں کے خلاف ہی ہو۔''

پھر اپنی جماعت اور گروہ کے حق میں کسی پر ظلم کرنا اور عدل سے تجاوز کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اس امت میں اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جو پورا حق دینے والے اور حوصلہ افزائی کرنے والے ہیں۔ (السلسلة الصحيحة ۲۸۴۸)

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝٨﴾ (المائدة: ۸)

''اے ایمان والو اللہ کی خاطر قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مشتعل نہ کر دے کہ تم عدل کو چھوڑ دو، عدل کیا کرو یہی بات تقویٰ کے قریب تر ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے خوب باخبر ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(فنهى أن يحمل المؤمنين بغضهم للكفار على ألا يعدلوا، فكيف اذا كان البغض لفاسق أو مبتدع متأول من أهل الايمان؟ فهو أولى أن يجب عليه ألا يحمله ذلك ألا يعدل على مؤمن وان كان ظالماً له)

"اس آیت کریمہ میں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ مؤمنین کو کفار سے بغض کہیں عدل سے نہ پھیر دے۔ (جب کافروں کے بارے میں یہ تعلیم ہے کہ ان کے ساتھ ظلم نہیں کرنا) تو پھر اہل ایمان میں سے فاسق و فاجر اور اس بدعتی سے بغض (کی وجہ سے ان پر ظلم کرنا) کس قدر برا ہوگا جو تاویل کرنے والا ہے۔ یقیناً یہ کافر سے کہیں زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ مؤمن ان کے حق میں ظلم کا ارتکاب نہ کریں چاہے یہ خود مومنین پر ظلم کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں۔" (الاستقامہ: 1/38)

مزید فرماتے ہیں:

(ولما كان أتباع الأنبياء هم اهل العلم والعدل كان كلام أهل الاسلام والسنة مع الكفار وأهل البدع بالعلم والعدل لا بالظنِ وماتهوى الأنفس ولهذا قال النبي ﷺ: ((القضاة ثلاثة: قاضيان في النار وقاض في الجنة، رجل علم الحق وقضى به فهو في الجنة، ورجل علم الحق وقضى بخلافه فهو في النار)) فاذا كان من يقضي بين الناس في الأموال والدماء و الأعراض اذا لم يكن عالماً عادلا كان في النار، فكيف بمن يحكم في الملل و الأديان وأصول الايمان والمعارف الالهية والمعالم العلية بلا علم ولا عدل؟) (مجموع الفتاوی، ج۳ ص۴۲۳)

"جب انبیاء کے پیروکار علم و عدل والے ہیں تو پھر ضروری ہے کہ کفار اور اہل بدعت کے ساتھ علم و عدل کے ساتھ بات کی جائے نہ کہ ظن اور نفس کی پیروی کرتے ہوئے۔ نبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ان میں سے ایک جنتی اور دو جہنمی ہیں۔جنتی تو وہ ہے جو حق کو معلوم کرے پھر اسکے مطابق فیصلہ صادر کرے۔دوسرا وہ شخص جو حق کو پہچان کر بھی اس سے انحراف کرتا ہے ایسا شخص جہنمی ہے اور تیسرا وہ شخص جو جہالت کے باوجود فیصلہ صادر کرتا ہے وہ بھی دوزخ میں جائے گا'' (ابوداود: ۳۵۷۳۔ابن ماجہ)

جب لوگوں کے مابین علم و عدل کے بغیر اُن کے خون، مال اور عزتوں کے بارے میں فیصلے کرنے والا شخص آگ کا مستحق ہے تو پھر اس کے جرم کا کیا حال ہوگا جو ملتوں، ادیان اور ایمان، معارف الالٰہیۃ اور معالم العلیۃ کے بارے میں بلا علم و عدل فیصلے کرتا ہے۔''

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ عبدالرشید حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''عہد نبوی میں تو چونکہ صرف مومن اور کفار و مشرکین اور منافقین ہی تھے، اس لیے اس مسئلہ (یعنی بدعت کے ساتھ ولاء اور براء) کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے میں کوئی خاص پیچیدگی نہیں تھی۔جبکہ بعد میں مسلمانوں کے اندر متعدد بدعتی فرقے معرض وجود میں آ گئے، جس کی وجہ سے یہ مسئلہ خاص اہمیت اختیار کر گیا اور اس کی تطبیق بھی کافی مشکل ہوگئی۔ بالخصوص عصر حاضر میں ولاء اور براء کے حدودِ اطلاق اور عملاً تطبیق میں خاصی افراط و تفریط کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ایک طرف کچھ لوگوں نے اس میں کافی شدت اختیار کر رکھی ہے، اور وہ معمولی فقہی اختلاف کو بنیاد بنا کر براءت کا اظہار کرنے میں جلد بازی سے کام لے رہے ہیں، اور اپنے مسلک سے فقہی اختلاف رکھنے والے شخص کو اس کی کوئی نہ کوئی غلطی تلاش کر کے اسے بڑھا چڑھا کر پیش کر کے اس کے پیچھے نماز ادا کرنے کو منع قرار دیتے ہیں جو سلف امت کے طرز عمل کے سراسر منافی ہے۔

دوسری طرف کچھ لوگوں کی وسعت ظرفی کا دائرہ شرعی حدود و قیود سے تجاوز کر گیا ہے، وہ کلمہ گو مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے لیے اہل ایمان کے دلوں میں نرم گوشہ پیدا کرنے کی کوشش میں ہیں اور بین المذاہب مکالمے کی آڑ میں کفار و مشرکین اور اعداء اسلام کے لیے ولاء کا راستہ ہموار کرنے میں شعوری یا لاشعوری طور پر مصروف ہیں، اس طرح مخصوص

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اغراض یا قلت ادراک کی وجہ سے وحدت ادیان کا ملحدانہ فلسفہ نشر کیا جا رہا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے خلاف بین الاقوامی یہودی سازش کا حصہ ہے، اور جدید افلاطونیت اور مغرب کی ''روشن خیالی'' کو مسلمانوں میں قابل قبول بنانے کی سعی نامشکور ہے۔''

(مقالات تربیت ص ۱۷۴، ۱۷۵)

بدعات میں واقع ہونے والے علماء کے محاسن کا تذکرہ اور اعتراف

﴿وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (البقرة:۲۳۷)

''اور اگر تم درگزر کرو تو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے' باہمی معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو اور جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔''

(۱) امام ابوامامہ مالک رحمۃ اللہ علیہ ابوذر ہروی کے بارے میں کہتے ہیں۔

''اللہ ابوذر ہروی پر لعنت کرے اس نے سرزمین حرم میں سب سے پہلے علم کلام کو متعارف کروایا تھا... ''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ان کلمات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(ابو ذر فيه من العلم و الدين و المعرفة بالحديث و السنة، و انتصابه لرواية البخاري عن شيوخه الثلاثه، وغير ذلک من المحاسن و الفضائل ما هو معروف به)

''ابوذر میں علم اور دین پایا جاتا تھا اور وہ حدیث اور سنت کی معرفت بھی رکھتا تھا اور ابوذر کی بخاری والی روایت کا انحصار شیوخ ثلاثہ پر ہے' اور اس کے علاوہ محاسن وفضائل ہیں جن کے ساتھ وہ معروف ہیں۔''

آپ ابوذر اور ان جیسے دیگر ائمہ متکلمین جیسے ابوولید الباجی اور ابوجعفر السمناني کے بارے میں لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثم انه ما من هؤلاء الا من له في الاسلام مساع مشكورة ،وحسنات مبرورة ،وله في الرد على كثير من أهل الالحاد والبدع ،والانتصار لكثير من أهل السنة والدين ما لا يخفى على من عرف احوالهم ،وتكلم فيهم بعلم وصدق وعدل وانصاف ،لكن لما التبس عليهم هذا الأصل المأخوذ ابتداء عن المعتزلة وهم فضلاء عقلاء احتاجوا الى طرده او التزام لوازمه، فلزمهم بسبب ذلک ما أنكره المسلمون من أهل العلم والدين ،وصار الناس بسبب ذلک منهم من يعظمهم لما لهم من المحاسن والفضائل، ومنهم من يذمهم لما وقع في كلامهم من البدع والباطل ،وخيار أمور اوسطها (درء تعارض العقل والنقل: 2/102,101)

''ان میں سے ہر ایک کی اسلام کی خاطر ایسی کاوشیں ہیں کہ جن پر اُن کا شکریہ ادا کیا جانا چاہیے اور ان کی حسنات مبرورہ ہیں، انہوں نے اہل الحاد اور بدعت پر بے حد رد کیا اور اہل سنت اور دین کی مدد کی۔ یہ حقیقت اس بندہ پر مخفی نہیں ہے جو ان کے حالات جانتا ہے اور ان کے بارے میں سچائی عدل اور انصاف کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ لیکن ان پر (صفات باری تعالٰی کے باب میں) معاملہ خلط ملط ہوا تو انہوں نے غلطی کھائی جس کی وجہ معتزلہ تھے ......ان حضرات کی بابت لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے ایک ان کے محاسن اور فضائل کی وجہ سے ان کی تعظیم کرنے لگا اور دوسرا ان کے کلام میں پائی جانے والی بدعت اور باطل کے سبب ان کی مذمت کرنے لگا لیکن بہترین امور تو وہ ہیں جو وسط میں ہوں (یعنی درمیانی راہ ہی بہتر ہے)۔

(ب) ابوبکر باقلانی کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا عدل

ابوبکر باقلانی قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں ابوحامد سفرائینی کا یہ کلام نقل کرتے ہیں۔ وہ اپنے شاگرد کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یا بني ،قد بلغني أنک تدخل على هذا الرجل ،يعني الباقلاني ،فاياک واياه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فانه مبتدع يدعو الناس الى الضلالة، والا فلا تحضر مجلسي۔

''اے بیٹے مجھے خبر ملی ہے کہ تو باقلانی کے پاس آتا جاتا ہے۔تو اس سے بچ کر رہ۔وہ بدعتی ہے اور لوگوں کو گمراہی کی طرف دعوت دیتا ہے۔(اگر تو اس کے پاس جانے سے نہیں رک سکتا) تو پھر میری مجلس میں نہ آیا کر۔''

اسے ذکر کرنے کے بعد ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وهذا الذي نقلوه من انكار أبي حامد وغيره على القاضي أبي بكر الباقلاني هو بسبب هذا الأصل ـ مع ما كان فيه من الفضائل العظيمة والمحاسن الكثيرة والرد على الزنادقة والملحدين وأهل البدع،

''ابوحامد اور دیگر اہل علم نے قاضی ابوبکر باقلانی پر جو رد کیا ہے اس کا سبب گمراہی کی یہ بنیاد ہے (جس کا ذکر کیا گیا ہے)...... اس (بدعت کے باوجود) باقلانی کے عظیم فضائل اور کثیر محاسن ہیں۔انہوں نے زنادقہ، ملحدین اور اہل بدعت پر رد کیا......'' ((درء تعارض العقل والنقل: 100-92/2)

چونکہ یہ بدعت ایسے مسئلہ میں تھی کہ جس میں اہل علم تاویل پر عذر دیتے ہیں اسی لیے اتنی بڑی بدعت کے پائے جانے کے باوجود انہیں عذر دیا گیا۔

اہل بدعت غیر مکفرہ سے احادیث صحیحہ لینا:

اہل بدعت کی روایت مقبول ہوتی ہے اگر وہ ثقہ وصدوق ہو۔چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایوب بن عائذ سے روایت لائے ہیں جبکہ اس کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ وہ ارجاء کے قائل تھے اور وہ صدوق (بہت سچے) تھے (الضعفاء ۲۴) جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایوب بن عائذ صدوق یعنی حسن الحدیث یا صحیح الحدیث تھے لہٰذا ارجاء کی وجہ سے ان کی روایت کو ضعیف قرار دینا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی غلط ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نرمی سے پیش آنا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الشعرآء:۲۱۵)

''اپنے پیروکار مومنوں سے نرمی سے پیش آؤ۔''

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ آپس میں عاجزی اختیار کرو۔کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔'' (مسلم ۲۸۶۵)

خیر خواہی کرنا:

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے' زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی پر بیعت کی۔ (بخاری:۵۷،مسلم:۵٦)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' سوال کیا گیا ''کس کی؟'' فرمایا: ''اللہ کی' اسکی کتاب کی' اسکے رسول کی' خلیفۃ المسلمین کی اور عام مسلمانوں کی۔'' (بخاری:۵۵)

شفقت کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہ چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے۔ (بخاری:۱۳۔مسلم:۴۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔ (بخاری:۱۰۔مسلم:۴۰)

پریشانی کو دور کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔وہ نہ اس پر زیادتی کرتا ہے، نہ اسے (بے یار و مددگار چھوڑ کر) دشمن کے سپرد کرتا ہے۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں لگا ہو' اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔ جو کسی مسلمان سے کوئی پریشانی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرمائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (بخاری: ۲۴۴۲۔ مسلم: ۲۵۹۰)

حقیر نہ سمجھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مومن سے دنیا کی کوئی سختی دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا۔ جو شخص مفلس کو (قرض کے لئے) مہلت دے گا اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کا عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا عیب چھپائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ جو شخص علم دین حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے جب لوگ اللہ کی کتاب پڑھنے پڑھانے کے لیے اللہ کے گھر میں جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہے جو ان کو ڈھانپ لیتی ہے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ (مسلم: ۲۶۹۹)

سلام کہنا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہیں لاؤ گے۔ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت نہیں کرو گے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو تو باہم محبت کرنے لگ جاؤ گے اور وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (مسلم: ۵۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا ''اسلام کی کونسی بات زیادہ بہتر ہے؟''
آپ ﷺ نے فرمایا ''تم (بھوکے کو) کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کہو چاہے تم اسے جانتے ہو یا نہیں۔'' (بخاری: ۱۲ مسلم: ۳۹)

مسکرا کر ملنا:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کسی بھی نیکی کو ہرگز حقیر نہ جاننا اگرچہ تیرا اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا ہی کیوں نہ ہو۔'' (مسلم: ۲۶۲۶)

آپ ﷺ نے فرمایا۔ اچھی گفتگو نیکی ہے۔ (بخاری ۲۷۰۷۔ مسلم: ۱۰۰۹)
معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی سے مسکرا کر ملنا اور اچھی گفتگو کرنا بھی نیکی ہے۔

مریض کی تیمارداری کرنا:

نبی اکرم ﷺ نے مریض کی تیمار پرسی کرنے، جنازے کے ساتھ چلنے، چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے (اگر وہ الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمك الله کہنے) قسم دینے والے کی قسم پوری کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، کمزور کی مدد کرنے اور سلام کے پھیلانے اور عام کرنے کا حکم دیا۔
(بخاری: ۵۶۲۳، ۱۲۳۹)

جنازے کے ساتھ جانا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، بیمار کی مزاج پرسی کرنا، جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔'' (بخاری: ۱۲۴۰، مسلم ۲۱۶۲)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واذا قال المؤمن: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾، يقصد كل من سبقه من قرون الأمة بالايمان، وان كان قد اخطأ في تأويل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تأوّله فخالف السنة، أو اذنب ذنباً، فانه من اخوانه الذين سبقوه بالايمان، فيدخل في العموم، وان كان من الثنتين والسبعين فرقة، فانه ما من فرقة الا وفيها خلق كثير ليسوا كفاراً، بل مؤمنون فيهم ضلال وذنب يستحقون به الوعيد، كما يستحقه عصاة المؤمنين۔ والنبي ﷺ لم يخرجهم من الاسلام، بل جعلهم من أمته، ولم يقل: انهم يخلدون في النار۔ فهذا أصل عظيم ينبغي مراعاته۔ (منهاج السنة: ۲۴۱)

"جب ایک مومن یہ دعا کرتا ہے ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ کہ اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے معاف فرمادے۔ تو اس سے اس کی مراد امت کے وہ تمام اہل ایمان ہوتے ہیں جو اس سے پہلے ایمان لا چکے اگر چہ ان میں سے کوئی تاویل میں خطاء کر کے سنت کی مخالفت یا کوئی گناہ کر بیٹھا ہو تو وہ یقیناً اس آیت کے عموم میں داخل ہے اور ان وہ بھائیوں میں سے ہے جو اس سے پہلے ایمان لا چکے اگر چہ وہ ۷۲ فرقوں میں سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ہر فرقے میں ایسے بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں جو کافر نہیں ہیں بلکہ مومن ہیں اگر چہ ان میں گمراہی اور گناہ پایا جاتا ہو جس کی وجہ سے وہ وعید کے مستحق ہوں۔ جس طرح گناہ گار اہل ایمان وعید کے مستحق ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام سے خارج نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی اصل ہے جس کا خیال رکھنا چاہیے۔"

سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی یعنی اللجنة والدائمة للافتاء والارشاد سے بدعتیوں کے جنازوں میں حاضری اور ان کے مردوں کی نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے یوں فتویٰ دیا۔

"وہ بدعتی جن کی بدعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک تک پہنچ جاتی ہے مثلاً جو مردوں، غائب انسانوں، جنوں، فرشتوں یا دیگر مخلوقات سے مدد مانگتے اور فریاد کرتے ہیں تو وہ کافر ہیں۔ انکے مردوں کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کے جنازوں میں حاضر ہونا جائز نہیں ہے اور وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدعتی جن کی بدعت شرک تک نہیں پہنچتی مثلاً جو میلاد اور معراج کی محفلیں منعقد کرتے ہیں تو یہ لوگ گناہگار ہیں۔ انکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ ان کے جنازوں میں حاضری دی جائے گی۔ اور ان کے لیے مغفرت کی اسی طرح امید ہے جس طرح موحد گناہگاروں کے لیے امید ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ جلد دوم ص ۵۵)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اگر کسی کے ایمان کے بارے میں شک کیا گیا ہو تب بھی اس کا نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اسلام ظاہر کرنے والا ہو (یعنی اصلی کافر نہ ہو)۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جن میں نفاق پایا جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے نفاق کو نہیں جانتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ﴾ (التوبة:۱۰۱)

''تمہارے اردگرد بسنے والے دیہاتیوں میں اور خود مدینے میں بھی کچھ منافق موجود ہیں جو اپنے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ انہیں تم نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں۔'' (مجموع الفتاویٰ: جلد ۲۴ ص ۲۸۷)

البتہ اگر کسی گناہ میں ملوث یا بدعت کے مرتکب کا جنازہ کسی بزرگ، عالم دین کے نہ پڑھانے سے لوگوں کو سبق ملتا ہو اور وہ اُس بدعت سے باز آتے ہوں تب اُس عالم کا جنازہ نہ پڑھانا درست ہے' ایسی صورت میں باقی لوگ اُس کا جنازہ پڑھیں گے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ پڑھانے سے انکار کیا۔ ایسا کرتے وقت ضروری ہے کہ اس میت پر مسلمانوں میں کوئی جنازہ پڑھنے والا اور اسے دفنانے والا موجود ہو' اگر کوئی موجود نہ پایا گیا تب اُس کا جنازہ نہ پڑھانا' یا اُسے نہ دفنانا جائز نہیں (تفصیل کے لیے دیکھیں: موقف اھل السنة والجماعة من اھل الاھواء والبدع: ۲/۴۳۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمت و بخشش کی دعا کرنا:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((والصلاة لا تجوز على من عَلِم نفاقه بنص القرآن، نعلم أن ذلك بناء على الايمان الظاهر والله يتولى السرائر، وقد كان النبي ﷺ يصلي عليهم ويستغفر لهم حتى نهي عن ذلك، وعلّل ذلك بالكفر، فكان ذلك دليلاً على أن كل من لم يعلم أنه كافر بالباطن۔ جازت الصلاة عليه والاستغفار له وان كانت فيه بدعة وان كان له ذنوب۔

واذا ترك الامام أو أهل العلم والدين الصلاة على بعض المتظاهرين ببدعة أو فجور زجرًا عنها۔ لم يكن ذلك محرّماً للصلاة عليه والاستغفار له۔ بل قال النبي ﷺ فيمن كان يمتنع عن الصلاة عليه وهو: الغال وقاتل نفسه والمدين الذي لا وفاء له: (صَلُّوا على صاحبكم)۔ روى أنه كان يستغفر للرجل في الباطن وان كان في الظاهر يدع ذلك زجرًا عن مثل مذهبه۔ (فان الامام أحمد مثلاً قد باشر الجهمية الذين دعوه ألى خلق القرآن۔ ونفي الصفات، وامتحنوه وسائر علماء وقته، وفتنوا المؤمنين والمؤمنات الذين لم يوافقوهم على التجهم بالضرب والحبس، والقتل والعزل عن الولايات، وقطع الارزاق، ورد الشهادة، وترك تخليصهم من أيدي العدو، بحيث كان كثير من أولي الأمر اذ ذاك من الجهمية من الولاة والقضاة وغيرهم: يكفّرون كل من لم يكن جهميًا موافقًا لهم على نفي الصفات مثل القول بخلق القرآن، ويحكمون فيه بحكمهم في الكافر......ومعلوم أن هذا من أغلظ التجهم۔ فان الدعاء الى المقالة أعظم من قولها۔ واثابة قائلها وعقوبة تاركها أعظم من مجرد الدعاء اليها۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والعقوبة بالقتل لقائلها أعظم من العقوبة بالضرب۔
ثم ان الامام أحمد دعا للخليفة وغيره۔ ممن ضربه وحبسه، واستغفر لهم، وحلّلهم مما فعلوه به من الظلم والدعاء الى القول الذي هو كفر، ولو كانوا مرتدين عن الاسلام لم يجز الاستغفار لهم،فان الاستغفار للكفار لا يجوز بالكتاب والسنة والاجماع)

[ہر وہ شخص جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ وہ باطن میں کافر ہے (مطلب یہ ہے کہ کفر کو چھپا کر رکھے اور سوائے اپنے خاص لوگوں کے کسی کے سامنے ظاہر نہ کرتا ہو۔ وگرنہ دلوں کے بھید اور باطن کا حال تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) تو اس کی نماز جنازہ اور اس کے لئے استغفار اور دعائے مغفرت جائز ہے اگرچہ اس میں کوئی بدعت ہی کیوں نہ پائی جاتی ہو یا کچھ گناہ بھی کیوں نہ کرتا ہو۔ اور اگر امام، اہل علم اور دیندار لوگ کسی بدعت یا فسق وفجور سرعام کرنے والے کا جنازہ اس مقصد کی خاطر چھوڑ دیں کہ لوگ اس سے سبق سیکھیں اور برائیوں سے باز رہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا جنازہ اور اس کے لئے دعائے مغفرت حرام ہے۔ بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جس نے مال غنیمت ہتھیایا تھا، یا جس نے خودکشی کی تھی یا جو مقروض فوت ہوگیا تھا فرمایا: صلوا على صاحبكم کہ تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے آپ خود بھی باطن میں اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے تھے کہ بظاہر سبق آموزی کے لئے اس کو ترک کئے ہوئے تھے] (مجموع الفتاویٰ، ج ۷ ص ۲۱۶-۲۱۷)

[بطور مثال امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ہی کو لے لیں جن کا واسطہ ان ''جہمیوں'' سے پڑا تھا جو انہیں ''خلق قرآن'' کے مذہب پر آمادہ کرتے تھے، صفات الٰہی کے منکر تھے اور اس بنا پر ان کو اور دیگر علماء وقت کو سزا وابتلاء سے دوچار کرتے تھے ان مومنین اور مومنات کو تازیانہ وزنداں کی اذیت دیتے جو جہمیت کو قبول کرنے میں ان کی آواز ملانے سے گریز کرتے تھے بلکہ پھانسیاں بھی دیتے، معزولیاں بھی کرتے، دانا پانی بھی بند کرتے، گواہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی رد کرتے اور ان کو دشمن کے ہاتھ سے چھڑانے کی بھی ضرورت محسوس نہ کرتے، جیسا کہ اس دور میں ''جہمیہ'' سے تعلق رکھنے والے بہت سے والی اور قاضی ہر اس شخص کو کافر کہتے تھے جو ''جہمی'' مذہب اختیار نہیں کرتا اور ''خلق قرآن'' کا قائل ہو کر نفی صفات میں ان کا ہم مذہب نہیں ہوتا تھا، جو حکم کافروں پر لگاتے وہی ان پر لگاتے تھے...... جبکہ یہ تو معلوم ہے کہ یہ جہمیت کی غلیظ ترین شکل ہے کیونکہ اس مذہب کی طرف دعوت دینا اس کا اپنی حد تک قائل ہونے سے کہیں سنگین ہے اور اس مذہب کا قائل ہونے والوں کو انعام و اکرام سے نوازنا اور انکار کرنے والے کا سزا دینا، صرف اس کی دعوت سے کہیں زیادہ سنگین ہے اور پھر اس کے مخالف کو قتل کرنا خالی زدوکوب کرنے سے کہیں سنگین اور شدید تر ہے۔

تاہم امام احمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اور دیگر ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے ان پر کوڑے برسائے تھے اور قید کئے رکھا تھا دعا بھی کرتے تھے اور استغفار بھی۔ ان پر جو ظلم روا رکھا تھا اور کفریہ مذہب ٹھونسنے کے لئے جو تشدد کرتے رہے اس سے بھی ان کو بری کر دیا۔ اگر وہ اسلام سے مرتد ہو چکے ہوتے تو انکے لئے استغفار جائز نہ ہوتا کیونکہ قرآن و سنت اور اجماع کی رو سے کفار کے لئے مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے] (مجموع الفتاویٰ، ج ۱۲ ص ۴۸۸-۴۸۹)

دعوت قبول کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تمہیں کھانے کے لیے بلایا جائے تو دعوت قبول کرو۔ اگر روزہ دار ہو تو دعوت دینے والے کو دعا دو اور اگر روزہ دار نہیں تو کھانا کھالو۔ (مسلم ۱۴۳۱)

شہادت قبول کرنا

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اصحاب بدعت کی شہادت قبول کرنا ائمہ سلف کا عام مذہب ہے۔ اسی مذہب کے ابو لیلیٰ، ابن شبرمہ، ابوحنیفہ، شافعی اور ان کے تلامذہ قائل ہیں۔ اسی طرح امام ثوری، حسن بن یحییٰ، عثمان بتی، داؤد، طبری اور تمام وہ فقہاء جن کا مذہب کہیں نہ کہیں رائج رہا ہے، اس مذہب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے قائل ہیں، اس شرط کے ساتھ کہ جب وہ جھوٹ کی گواہی نہ دیتے ہوں اور فسق کے کام نہ کرتے ہوں یعنی عادل ہوں (الاستذکار لابن عبدالبر: ۲۶/۱۰۴)

البتہ علماء کرام نے اس کی دو شرائط مقرر کی ہیں:

۱۔ان کی بدعت مکفرہ نہ ہو ۲۔وہ بدعت کے داعی نہ ہوں

میل جول رکھنا:

آپ ﷺ نے فرمایا وہ مومن جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے۔اور ان سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے اس مومن سے افضل ہے جو لوگوں سے میل ملاپ نہیں رکھتا اور نہ ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔(ترمذی ۲۵۰۷)

معلوم ہوا کہ اسلام میں رہبانیت نہیں بلکہ اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ انسانوں میں رہ کر اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کیے جائیں اور حق کی سربلندی اور باطل کی سرکوبی کے لیے محنت کی جائے اور اس راہ کی صبر آزما مشکلات خوشی کے ساتھ برداشت کی جائیں۔

نصیحت کرنا:

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ''تم اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' ایک شخص نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن یہ بتائیے اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیسے کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اس کو تم ظلم کرنے سے روک دو۔یہی اس کی مدد کرنا ہے۔'' (بخاری: ۲۴۴۳)

معاشرے سے ظلم و فساد روکنے کے لیے کتنا جامع ارشاد ہے کہ اخلاقی جرات سے کام لے کر ظالم کو بھی ظلم کرنے سے روکو۔

ایثار و قربانی کرنا:

ایک انصاری آپ ﷺ کے مہمان کو گھر لے گیا۔بیوی نے بتایا کہ ''گھر میں صرف بچوں کی خوراک ہے۔'' اس نے کہا کہ ''بچوں کو بہلا کر سلا دینا اور چراغ بجھا دینا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں۔'' چنانچہ مہمان نے کھانا کھایا اور ان دونوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم نے آج کی رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر بڑا خوش ہوا ہے۔

(بخاری: ۳۷۹۸۔ مسلم: ۲۰۵۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ ﴾ (الحشر: ۹)

''اور وہ اپنے آپ پر (دوسروں کو) ترجیح دیتے ہیں چاہے خود محتاج ہوں اور جو نفس کی کنجوسی سے بچا لیے گئے وہی کامیاب ہیں۔''

امام المروزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

(سألت أبا عبدالله عن قوم من أهل البدع يتعرضون ويكفّرون؟ قال: لا تتعرضوا لهم قلت: وأي شيء تكره من ان يحبسوا؟ قال: لهم والدات وأخوات) (الآداب الشرعية لابن المفلح: ۱/۲۵۷)

میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ اہل بدعت کے ایسے برے معاملے سے کس طرح پیش آنے کی تلقین کرتے ہیں جو اہل سنت کو ستانے میں بسا اوقات ان کی تکفیر تک کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: تم ہرگز انہیں نہ ستانا (یعنی اہل سنت کو اُن جیسا طرز عمل نہیں اختیار کرنا چاہیے) المروزی کہتے ہیں کہ میں نے پھر پوچھا کہ آپ اہل بدعت کو قید میں رکھنے کو بھی ناپسند کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ ان کی مائیں اور بہنیں تنہا ہو جائیں گی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسکینوں کی امداد کرنا:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ تھے آپ نے فرمایا: جس کے پاس فاضل سواری ہو وہ اس کو دے دے جسکے پاس سواری نہ ہو۔ جس کے پاس فاضل زادراہ ہو وہ اس کو دیدے جس کے پاس زادِراہ نہ ہو۔ پھر آپ نے چند اور چیزوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ ہم نے سمجھ لیا کہ فاضل اشیاء میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مسلم:۱۷۲۸)

حاصل کلام یہ ہے کہ وہ تمام حقوق جو اللہ رب العزت نے ایک مسلمان کو عطا کیے ہیں ان میں وہ بدعتی بھی داخل ہیں جن کی بدعت کفر و شرک کو نہیں پہنچتی۔

اہل بدعت کے ساتھ سختی کرنا

سلف نے کچھ بدعتیوں کے ساتھ سختی کی۔ اس کے دو پہلو ہیں:

۱۔ اس کا اطلاق بدعت مکفرہ کے مرتکب گروہوں پر ہوتا ہے۔

۲۔ اگر بدعت غیر مکفرہ کا مرتکب ہے تو اُس سے مقصد اہل بدعت کو ڈرانا، لوگوں کو ان کی بدعت سے روکنا ہے۔ جسے اہل علم نے بدعتی سے قطع تعلقی کے باب میں ذکر کیا ہے۔ پھر یہ اُسی صورت جائز ہے کہ جب اس سے شرعی مصلحت حاصل ہوتی ہو اور دین کے واجبات نہ چھوٹتے ہوں۔ شرعی مصلحت کا طے کرنا اپنے دل کی خواہشات اور مخالفین سے انتقام لینے پر موقوف نہیں ہے بلکہ یہ قرآن وسنت کے واضح دلائل اور شرعی قواعد وضوابط پر موقوف ہے۔ ہر دور کے وہ علمائے حقہ جو اللہ کی توحید کے معاملے میں مداہنت نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں وہی اس بارے میں رہنمائی کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

ذیل میں قطع تعلقی کے بارے میں اصول وقواعد کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قطع تعلقی کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾﴾(الانعام:٦٨)

”جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات میں نکتہ چینیاں کرتے ہیں تو ان سے اعراض کیجیے تا آنکہ وہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں اور اگر شیطان آپ کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیے۔“

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”یہ آیت مبارکہ ہر اس شخص پر رد کرتی ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ دین کے ائمہ اور انکی تمبعین کو فاسقوں کے ساتھ گھلنا ملنا چاہیے۔ اس آیت کے ضمن میں محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: (لا تجالسوا أهل الخصومات، فانهم الذين يخوضون في آيات الله) اہل بدعت کے ساتھ مت بیٹھو کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیات میں نکتہ چینیاں کرتے ہیں۔“

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (وهذا دليل على أن مجالسة أهل الكبائر لا تحل) ”یہ آیت اہل کبائر کی صحبت کے حرام ہونے کی دلیل ہے (جب وہ گناہ کے کام میں مشغول ہوں)۔“ (تفسیر قرطبی: ۷/ ۱۳، ۱۲)

احادیث نبوی اور صحابہ کرام کے بہت سے آثار اس مسئلہ پر دلالت کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٧﴾

(آل عمران:۷)

''وہی تو ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی جس کی کچھ آیات محکم ہیں اور یہی (محکمات) کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات ہیں اب جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ انگیزی کی خاطر متشابہات کے پیچھے ہی پڑے رہتے ہیں اور انہیں حسب منشاء معنی پہناتے ہیں حالانکہ ان کا صحیح مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم ان متشابہات پر ایمان لاتے ہیں ساری آیات ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور سبق تو عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے پس ان سے بچو۔'' (بخاری: ۴۵۴۷، مسلم: ۲۶۶۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے بلند گنبد دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کیا فلاں انصاری صحابی کا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے اور دل میں یہ بات رکھی یہاں تک کہ اس گنبد کا مالک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کے درمیان سلام کیا آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اس طرح کئی بار کیا حتیٰ کہ انہیں پتا چل گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہیں۔ انہوں نے صحابہ سے اس کی شکایت کی اللہ کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں (صحابہ نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سے ناراضگی کا سبب بتلایا) پھر وہ صحابی واپس گئے اور اپنے گنبد کو گرا کر بالکل زمین کے برابر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن پھر اس گنبد کی طرف نکلے تو اسے نہ دیکھ کر صحابہ سے فرمایا کہ گنبد کے ساتھ کیا کیا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم سے گنبد کے مالک نے آپکے اعراض کی شکایت کی تھی تو ہم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے اسے بتلا دیا تھا' چنانچہ اس نے اسے منہدم کر دیا آپ ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال ہے سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔

(ابوداؤد: ۵۲۳۷)

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میرے دونوں ہاتھ پھٹ گئے تھے گھر والوں نے میرے ہاتھوں پر زعفران کا خلوق لگا دیا اگلی صبح کو جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا جاؤ اسے دھو کر اپنے سے دور کرو۔" (ابوداؤد: ۴۶۰۱)

اسی طرح صحابہ کرام بھی گناہوں اور بدعات کے ارتکاب پر قطع تعلقی کرتے تھے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو جنازہ میں ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اللہ کی قسم میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔" (الزھد لأحمد بن حنبل: ۱/۱۶۱)

بدعت مکفرہ اور غیر مکفرہ کے مرتکبین کے ساتھ قطع تعلقی کے مابین فرق

۱۔ اسلام سے خارج ہونے والے اصلاً دشمنی کے مستحق ہیں جبکہ غیر مکفرہ کے مرتکب اصلاً محبت اور دوستی کے مستحق ہیں۔

۲۔ اسلام میں داخل افراد سے قطع تعلقی اسی صورت جائز ہے جب اس سے کوئی شرعی مصلحت حاصل ہو اور کوئی مفسدت پیدا نہ ہو جبکہ مرتدین سے کسی صورت محبت نہیں کی جا سکتی۔

ہمارے ائمہ نے سلف کے ہر ایسے قول کی وضاحت کی ہے جس سے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ تمام اہل بدعت کو قطع تعلقی میں برابر کی حیثیت حاصل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قدریہ کی دو اصناف ہیں۔

(۱) علم الٰہی کا انکار کرنے والے یہ اسلام سے خارج ہیں۔

(۲) جو علم الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ''قدریہ'' کی اس دوسری صنف کے بارے میں فرماتے ہیں:

(لا یصلی علیهم ،ولا یسلم علی اهل القدر ،ولا علی اهل الاهواء جمیعهم،ولا یصلی خلفهم،ولا تقبل شهادتهم)

''اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھائی جائے ،انہیں سلام نہ کیا جائے ۔یہی حکم تمام اہل اھواء (بدعتیوں) کا ہے۔قدریہ کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اور نہ اُن کی گواہیوں کا اعتبار کیا جائے''

امام ابوعمر بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز کی امامت کا حقدار وہ ہے جو دین میں کامل ہو،قرآن کی تلاوت ،اُس کے معانی اور مفہوم کو سمجھنے والا ہو اور دین میں تفقہ رکھتا ہو۔یہ تب ہے جب وہ امام راتب (جسے خلیفہ یا اس کے نائب نے مقرر کیا ہو یا وہ اہل خیر کا مستقل امام)ہو۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا مخاطب کہ اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھائی جائے ،اہلسنت کی ممتاز اور اعلیٰ شخصیات ہیں جنھیں ائمۃ المسلمین کہا جاتا ہے۔ائمہ اہل سنت کا ان کی نماز جنازہ نہ پڑھانا اس غرض سے ہے کہ لوگ متنبہ ہو جائیں (جو کہ ایک شرعی مصلحت ہے)امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول [لا یصلی علیهم]ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائی جائے] سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی شخص ان کی نماز جنازہ نہ پڑھے کیونکہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نے شہادتین کی گواہی دی ہوگی ،اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی خواہ وہ بدعتی ہو یا کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو۔فقہاء اسلام اور ائمہ عظام میں سے کسی ایک کا بھی مجھے یہ قول نہیں ملا کہ جو بظاہر امام مالک کے الفاظ سے نکلتا ہے۔(الاستذکار لابن عبدالبر: ۲۶/۱۰۴، ۱۰۳)

ائمہ سلف کے باقی تمام اقوال جو غیر مکفرہ بدعتیوں کے رد میں بیان ہوئے ہیں اُن کا یہی معنیٰ و مفہوم ہے جیسے امام ابن عبدالبر نے بیان فرمایا ہے۔اسی لیے سلف اہل بدعت کو مسلمانوں والے حقوق دیا کرتے تھے۔ملاحظہ فرمائیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم یکونوا (یعنی اصحاب النبي) یحجبون الصلاۃ علی أحد من أهل القبلة

(شرح أصول الاعتقاد أهل السنة: ۱۰۶۰/۳)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اذا قال لا اله الا الله صلي علیه (شرح أصول الاعتقاد أهل السنة: ۱۰۶۰/۳)

''جب وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں:

ان أصوب ذلک، وأعدله عندي، اذا قال لا اله الا الله ثم هلک أن یغسل ویصلی علیه (شرح أصول الاعتقاد أهل السنة: ۱۰۶۰/۳)

''میرے نزدیک صحیح اور عدل پر مبنی بات یہی ہے کہ جو لا الہ الا اللہ کے عقیدے پر فوت ہوا۔ اُس کو غسل دیا جائے گا اور اُس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔''

قطع تعلقی کے مقاصد اور شرعی ضوابط

قطع تعلقی دیگر عبادات کی طرح ایک عبادت ہے' جس طرح شریعت نے گناہوں کی مختلف شرعی سزائیں مقرر کی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک شرعی سزا ہے۔ جس کا بنیادی مقصد گناہ کو معاشرے میں پھیلنے سے روکنا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الهجر الشرعي نوعان: أحدهما: بمعنی الترک للمنکرات۔

والثاني: بمعنی العقوبة علیها۔

فالأول: یراد به أنه لا یشهد المنکرات لغیر حاجة...... بخلاف من حضر عندهم للانکار علیهم أو حضر بغیر اختیاره... وهذا الهجر من جنس هجر الانسان نفسه عن فعل المنکرات ومن هذا الباب الهجرة من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارلکفر والفسوق الی دارالا سلام والایمان،فانه هجر للمقام بین الکافرین والنافقین الذین لا یمکّنونه من فعل ماأمر الله به۔

والنوع الثانیي:الهجر علی وجه التأدیب، وهو هجر من یظهر المنکرات یهجر حتی یتوب منها، کماهجر النبي ﷺ والمسلمین: الثلاثة الذین خلِفوا حتی أنزل الله توبتهم، حین ظهر منهم ترک الجهاد المتعین علیهم بغیر عذر، ولم یهجر من أظهر الخیر وان کان منافقاً۔فهنا الهجر بمنزلة التعزیر۔

والتعزیر یکون لمن ظهر منه ترک الواجبات وفعل المحرمات، کتارک الصلوة والزکاة۔والتظاهر بالمظالم والفواحش،والداعي الی البدع المخالفة للکتاب والسنة واجماع سلف الأمة التي ظهر أنها بدع۔

وهذا حقیقة قول من قال من السلف والأئمة: أن الدعاة الی البدع لا تقبل شهادتهم، ولا یصلی خلفهم، ولا یؤخذ عنهم العلم، ولا یناکحون، فهذه عقوبة لهم حتی ینتهوا،ولهذا یفرقون بین الداعیة وغیر الداعیة لأن الداعیة أظهر المنکرات فاستحق العقوبة،بخلاف الکاتم فانه لیس شرًا من المنافقین الذین کان النبیی ﷺ یقبل علانیتهم ویکل سرائرهم الی الله مع علمه بحال کثیر منهم......فالمنکرات الظاهرة یجب انکارها بخلاف الباطنة فان عقوبتها علی صاحبها خاصة)(مجموع الفتاوی، ج ۲۸ص۲۰۳)

[ہجر شرعی (کنارہ کشی اور دوری) دو طرح کی ہوتی ہے:

ایک وہ جو ترک منکرات کی صورت میں ہوتی ہو۔اور دوسری وہ جو اس بنا پر سزا یا عقاب کی صورت میں ہو۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ بلاضرورت مسلمان برائی یا منکرات کی جگہ نہ جائے......سوائے اس شخص کے جو ان کے پاس ان کا رد کرنے کے لئے جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجر و کنارہ کشی کی دوسری قسم بطور سزا ہوتی ہے۔ اس کے تحت انسان ایک ایسے شخص سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے جس سے منکرات اور برائیاں ظاہر ہوتی ہوں اور یہ اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔ نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں نے ان تین صحابیوں سے ہجر اختیار کیا تھا جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کی آیات نازل فرمائیں۔ آپ نے ان سے یہ رویہ اس وقت اختیار کیا جب ان سے فرض عین جہاد سے کوتاہی سرزد ہوئی تھی، جبکہ جس شخص نے جہاد میں نہ جانے کا کوئی عذر بیان کیا وہ چاہے منافق ہی ہوتا آپ اس سے ہجر و کنارہ کشی کا رویہ اختیار نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ یہ ہجر بطور تعزیر ہے اور تعزیر کا حکم اسی شخص پر ہوتا ہے جس سے ترک واجبات یا ارتکاب محرمات ظاہر ہوں مثلاً ایسی بدعات کی دعوت دے جو کتاب وسنت اور اجماع سلف کے خلاف ہوں اور یہ بھی واضح اور ظاہر ہو کہ وہ بدعات ہیں۔

بزرگان سلف اور ائمہ کے اس قول کی بھی یہی حقیقت و مطلب ہے کہ داعیان بدعت کی شہادت قابل قبول نہیں، ان کے پیچھے نہ نماز پڑھنی چاہیے نہ ان سے علم لینا چاہیے اور نہ بیاہ شادی کرنی چاہیے کیونکہ یہ ان کی سزا ہے تا آنکہ وہ اس سے باز آ جائیں۔ اسی بنا پر یہ بزرگ بدعت کے داعی و مبلغ اور غیر داعی میں فرق کرتے ہیں کیونکہ داعی و مبلغ منکرات کا ظاہر و برسر عام ارتکاب کرتا ہے اس لئے سزا کا مستوجب ہے۔ بخلاف ایسے شخص کے جو چھپ کے کرتا ہے، اب یہ شخص بہر حال ان منافقین سے بدتر نہیں ہے جن کے ظاہر کو رسول اکرم ﷺ قبول کر لیا کرتے تھے اور ان کے پوشیدہ امور کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے تھے، حالانکہ آپ کو ان کے بیشتر لوگوں کے حال کی خبر بھی تھی ...... چنانچہ منکرات باطنہ (چھپی ہوئی) کے برعکس منکرات ظاہرہ کا ردو انکار فرض ہے کیونکہ چھپی بدعت اس کے حاملین تک محدود رہتی ہے]

دیگر عبادات کی طرح ہجر شرعی کی قبولیت کی بھی دو شرائط ہیں:

ا۔ اخلاص:۔ یہ تمام اعمال کی قبولیت کا باطنی ترازو ہے۔ ضروری ہے کہ قطع تعلقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے کی نیت خالص ہو وہ اللہ کی رضا کے سوا اس عمل سے کچھ اور نہ چاہتا ہو۔ اس کا مقصد بدعت کو پھیلنے سے روکنا اور بدعتی کی اصلاح کرنا ہو۔ تب اس کا عمل اللہ کے ہاں شرف قبولیت پائے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ﴾ (البينة: ۵)

''اور انہیں حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ خالص اللہ کی عبادت کریں پوری طرح یکسو ہو کر۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''یہ سب کچھ نصح وخیر خواہی اور رضائے الٰہی کی خاطر ہونا چاہیے۔ انسان کی کسی شخص کے ساتھ ذاتی پرخاش نہیں ہونی چاہیے مثلاً دونوں کے درمیان کوئی دنیوی عداوت ہو، باہمی حسد وبغض ہو یا قیادت کا جھگڑا ہو اور انسان اس بنا پر اس کی برائیاں بظاہر نصح وخیر خواہی کے لئے بیان کرتا پھرے جبکہ دل میں مقصد انتقام یا بدلہ چکانا ہو تو یہ شیطانی حرکت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوئی ہوتی ہے'' نصیحت کرنے والے کا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی اصلاح کر دے اور مسلمانوں کو دین ودنیا میں اس کے ضرر سے بچائے اور کفایت کرے۔ اس کا یہ بھی فرض ہے کہ اس نیک مقصد کو سرانجام دینے کے لئے آسان اور ممکنہ طریق اختیار کرے۔'' (مجموع الفتاویٰ، ج۲۸ ص۲۲۱)

۲۔ شرعی اصولوں کی پیروی: شریعت میں قطع تعلقی کے کچھ اصول وضوابط طے کئے گئے ہیں جن کی پیروی کرنے سے ہی یہ عمل اللہ کے ہاں شرف قبولیت پاتا ہے۔ جس سے قطع تعلقی کی جارہی ہو اس کی بابت ان شروط کا پورا ہونا ضروری ہے۔ ذیل میں ان قواعد کو ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ اس کے بارے میں انسان کو یقین ہو کہ اس میں بدعت پائی جاتی ہے۔ لوگوں کی سنی سنائی باتوں کی وجہ سے کسی سے قطع تعلقی کرنا جائز نہیں۔ جب تک کہ انسان کسی کی زبان،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تحریر یا کسی اور باوثوق ذریعے سے اس بات کا یقین نہ کرلے کہ یہ بدعت اس میں پائی جاتی ہے تب تک اس سے قطع تعلقی درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝﴾(الحجرات:٦)

''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم نادانستہ کسی قوم کا نقصان کر بیٹھو پھر اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔''

۲۔ اُس عمل کے بدعت ہونے پر ائمہ کے مابین اتفاق ہو۔ ایسے مسائل میں بدعتی سے قطع تعلقی نہیں کی جائے گی جنکے بدعت ہونے میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔

۳۔ بدعتی پر اس مسئلہ میں حجت تمام کی جا چکی ہو، اُس کے شبہات کا ازالہ کیا گیا ہو اور اُسکے سامنے درست موقف پیش کیا گیا ہو۔ دیکھیے: (البدعۃ واحکامھا الشیخ سعید الغامدی: ۳۴۰/۲)

قطع تعلقی کیے جانے والے شخص میں اگر یہ تین باتیں پائی جائیں تو وہ شرعی طور پر قطع تعلقی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ لیکن قطع تعلقی کی کچھ شرائط اور اصول وضوابط ہیں جن کے پورا کیے جانے پر یہ عبادت موقوف ہے۔

۱۔ مصلحت ومفسدت کا قاعدہ ۲۔ جتنا جرم ہو اُس قدر سزا دینا

1۔ قطع تعلقی تب کی جائے گی جب اس سے شرعی مصلحت حاصل ہوتی ہو۔

اگر قطع تعلقی سے مقاصد حاصل ہوتے ہوں تو قطع تعلقی کرنی چاہیے وگرنہ نہیں۔ اسی طرح اگر قطع تعلقی کرنے سے جس شر کو ہٹایا جا رہا ہے اس سے کوئی بڑا شر لازم آتا ہو تب بھی یہ عبادت ساقط ہو جائے گی۔ مصلحت ومفسدت کے حوالے سے درج ذیل عوامل نہایت اہمیت رکھتے ہیں:

ا۔ قطع تعلقی کرنے والے کا طاقتور یا کمزور ہونا:۔ اگر وہ طاقتور ہے تو اس عمل میں مصلحت ہے وگرنہ نہیں۔

۲۔ جس سے قطع تعلقی کی جا رہی ہے اس پر مرتب ہونے والے اثرات:۔ اگر اُس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بہتری آتی ہے یا اس کو سزا دینے سے دوسروں کو عبرت ہوتی ہے تو یہ عمل درست ہے اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو تب تالیف قلوب کرنا بہتر ہے۔

۳۔جس علاقے میں سنت غالب ہے وہاں اہل بدعت کو دبایا جائے گا اور ان کے ساتھ سختی کی جائے گی جیسے صحابہ نے اہل بدعت کے ساتھ سختی کی جب بدعات نئی نئی اسلامی معاشرے میں داخل ہو رہی تھیں۔

مجاہد بن جبر ابو الحجاج رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تابعی فرماتے ہیں: ''میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، ہم اس مسجد میں نماز پڑھنا چاہتے تھے تو مؤذن نے اذان میں تثویب (الصلوٰۃ خیر من النوم) کہہ دیا (جب کہ وہ اذان ظہر یا عصر تھی) ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''أخرج بنا من عند هذه المبتدع ''ہمیں اس بدعتی کے پاس سے نکال لے جاؤ'' اور آپ نے وہاں نماز ادا نہ کی۔'' (ترمذی، ابوداؤد: ۵۳۸)

مگر جب بعض علاقوں میں بدعات عام ہو گئیں تو پھر اُن سے تالیف قلوب کا طرز عمل اپنایا گیا۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: قلت لأحمد لنا أقارب بخراسان يرون الارجاء فنكتب الى خراسان نقرئهم السلام قال: سبحان الله لم لا تقرئهم (مسائل الامام احمد تاليف أبي داود السجستاني: ۲۷۶)

''میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کہا: ہمارے رشتہ دار ارض خراسان میں رہتے ہیں اور فتنہ ''ارجاء'' میں مبتلاء ہیں، ہم ان سے مراسلت کرتے ہوئے انہیں السلام علیکم کہتے ہیں (آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سبحان اللہ: آخر انہیں ''السلام علیکم'' نہ کہنے کی کیا وجہ ہے؟''

۴۔قطع تعلقی سے اگر واجبات دین چھوٹتی ہوں جیسے جہاد، امر بالمعروف نہی عن المنکر تب یہ عمل درست نہیں۔ سلف میں ایسی کئی مثالیں ہیں جب انہوں نے بدعتی حکمرانوں کی اطاعت میں جہاد کیا جیسے احمد بن حنبل کا اپنے وقت کے جہمی حکمرانوں کے ساتھ طرز عمل۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تفصیل کے لیے دیکھیے ہجر المبتدع للشیخ بکر ابی زید رحمۃ اللہ علیہ)

ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل بدعت وفسق سے ولاء و براء کے حوالے سے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں یہ بھی فرماتے ہیں: '' یہ ہجر و ترک اہل سنت کی قوت وضعف اور قلت و کثرت کے لحاظ سے مختلف ہے کیونکہ مقصد تو مہجورین کی تادیب (بدعتیوں کو سزا دینا) ہے اور عوام الناس کو اس (بدعت وفسق) سے بچانا ہے۔ لہٰذا اگر مصلحت اس میں ہے کہ ہجر و ترک شر وفساد کے ضعف کا باعث ہے تو وہاں ہجر مشروع ہے۔ لیکن اگر ہاجر کمزور ہے اور ہجر و ترک شر کے اضافے کا باعث ہے تو مصلحت یہی ہے کہ وہاں ہجر مشروع نہیں۔ بلکہ بعض لوگوں کے لیے تالیف، ہجر سے زیادہ سودمند ثابت ہوتی ہے اور بعض کیلیے ہجر، تالیف سے زیادہ نفع بخش ہوتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کبھی دشمن سے قتال بہتر ہوتا ہے اور کبھی جزیہ لینا بہتر ہوتا ہے، یہ سب مختلف احوال اور مصالح کے اعتبار سے ہے۔'' (مجموع الفتاوی: ج ۲۸ ص ۲۰۶)

اسی لیے اہل بدعت یا اہل فسق سے ولاء و براء کا معاملہ انہی دینی مصالح کے اعتبار سے ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ انکار منکر میں کوئی اور منکر یا فتنہ وفساد کھڑا ہو جائے۔ ہمارا یہ مقصد بھی قطعاً نہیں کہ ولاء و براء کے اصول میں سرد مہری کا مظاہرہ کیا جائے۔ بلکہ عامۃ الناس جو اس کی نزاکت سے بے خبر ہیں انہیں بہر نوع اس سے خبردار کرنا چاہیے کہ وہ بدعتیوں کی مجلس کی زینت نہ بنیں تاکہ ''من کثر سواد قوم فھو منھم'' کا مصداق نہ بن جائیں۔'' (مقالات تربیت، ص: ۲۰۱)

2۔ قطع تعلقی میں ظلم وعدوان کا ارتکاب نہ کرے

جس کا جتنا جرم ہو اسی قدر اسے سزا دینی چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ ﴾ (المآئدۃ: ۱۰۵)

''اے ایمان والو! تمہیں اپنی فکر کرنا لازم ہے جب تم خود ہدایت پر ہو گئے تو کسی دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی گمراہی تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔''

اس آیت کے ضمن میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''شریعت نے گنہگاروں کے ساتھ قطع تعلقی' مذمت' بغض اور سزا دینے کو جس قدر مشروع کیا ہے اُس میں زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔ جو کوئی سزا دینے میں شدت کرے اُسے کہنا چاہیے کہ تم اپنے آپ کے ذمہ دار ہو' اگر تم ہدایت پر ہو تو دوسروں کی گمراہی تمہیں کچھ نقصان نہیں دے گی۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ ﴾(المائدۃ:۸)

''کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مشتعل نہ کر دے کہ تم عدل چھوڑ دو۔ عدل کیا کرو یہی بات تقویٰ کے قریب تر ہے۔''

﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝﴾(البقرۃ:۱۹۰)

''اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں مگر زیادتی نہ کرنا اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾(البقرۃ:۱۹۴)

''اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہو جتنی اس نے تم پر کی ہے اور اللہ سے ڈرتے ہو۔'' (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۴/ ۴۸۱، ۴۸۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وھذا لأن الھجر من (باب العقوبات الشرعیة) فھو من جنس الجھاد في

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبيل الله۔ وهذا يفعل لأن تكون كلمة الله هي العليا ويكون الدين كله لله۔ والمؤمن عليه أن يعادي في الله ويو اليفي الله، فان كان هناك مؤمن فعليه أن يو اليه وان ظلمه، فان الظلم لا يقطع الموالاة الايمانية۔ قال تعالىٰ: ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾...... الى قوله: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۹،۱۰) فجعلهم اخوة مع وجود القتال والبغي والأمر بالاء صلاح بينهم۔

فليتدبر المؤمن الفرق بين هذين النوعين۔ فما أكثر مايلتبس أحدهما بالآخر وليعلم أن المؤمن تجب موالاته وان ظلمك واعتدىٰ عليک، والكافر تجب معاداته وان أعطاک وأحسن اليک، فان الله سبحانه وتعالىٰ بعث الرسل وأنزل الكتب ليكون الدين كله لله۔ فيكون الحب لأوليائه والبغض لأعدائه ۔والاكرام لأوليائه والاهانة لاعدائه ۔ والثواب لأوليائه والعقاب لأعدائه۔

[ہجر، عقوبات شرعیہ کے باب میں سے ہے اوراس لئے وہ جہاد فی سبیل اللہ کی جنس سے ہے۔ یہ اس لئے روا رکھا جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ سربلند ہو اور دین سارے کا سارا اللہ رب العزت کے لئے ہو جائے، بنابریں مومن کا فرض ہے کہ اللہ کے لئے دشمنی کرے اور اللہ ہی کے لئے دوستی ۔اس لئے اگر کہیں ایک بھی مومن ہو تو اس کا فرض بنتا ہے کہ اس کے ساتھ دوستی اور وفاداری کا رشتہ قائم رکھے چاہے وہ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کرتا ہو کیونکہ ظلم و زیادتی سے ایمانی دوستی، ہمدردی اور موالات کے رشتے نہیں کٹ جاتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۚ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:۹،۱۰)

''اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ باہم لڑ پڑیں تو ان میں عدل کے ساتھ صلاح واصلاح کرا دیا کرو اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ بے شک مومن لوگ تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے باہم سرکشی کے باوجود ان کی باہم صلح واصلاح کروانے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو بھائی بھائی ہی رکھا ہے۔ بنابریں مومن کو سوچ سمجھ لینا چاہیے کہ (ہجر کی) ان دو اقسام میں کس قدر فرق ہے کیونکہ بسا اوقات اور اکثر و بیشتر انسان کے ذہن میں یہ فرق باقی نہیں رہتا، یہ بھی اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ مومن سے محبت، دوستی اور وفاداری کا رشتہ استوار رہنا چاہیے، چاہے اس سے اس پر ظلم وزیادتی کا ارتکاب ہی کیوں نہ ہوا ہو، اور کافر سے دشمنی رکھنا فرض ہے چاہے وہ اس پر کتنا بھی احسان کیوں نہ کرتا ہو اور انعام واکرام ہی سے کیوں نہ نوازتا ہو (مجموع الفتاویٰ، ج ۲۸ ص ۲۰۸-۲۰۹)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''شیطان انسان سے ہر معاملے میں اسراف چاہتا ہے۔ جب وہ کسی کو نرمی اور رحمت کی طرف مائل دیکھتا ہے تو اُس کے لیے نرمی اور رحم دلی کو مزین کر دیتا ہے یہاں تک کہ انسان اس سے بھی بغض ودشمنی نہیں کرتا جس سے اللہ دشمنی کرتا ہے، اسے اُس بات پر بھی غیرت نہیں آتی کہ جس بات پر اللہ کو غیرت آتی ہے۔ اسی طرح جب شیطان کسی کو شدت کی طرف مائل دیکھتا ہے تو وہ اُس کے لیے شدت اور سختی کو مزین کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ذات الٰہی کی رضا مندی کے علاوہ (اپنی ذات، جماعت) کے لیے سختی کرنے لگتا ہے اور وہ احسان، نرمی اور صلہ رحمی جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے ترک کر دیتا ہے۔ اس طرح وہ شدت میں زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے۔ یہ شخص رحمت واحسان کے حکم الٰہی کو ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے جس شدت کا حکم دیا اُس میں زیادتی کرنے کی وجہ سے مذموم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾﴾ (الاعراف:۳۱)

''اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

زیادتی میں شدت کرنے والے اور رحم دلی میں زیادتی کرنے والے دونوں کو کہنا چاہیے:

﴿رَبَّنَا ٱغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِىٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿١٤٧﴾﴾ (آل عمران:۱۴۷)

''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمارے کام میں اگر زیادتی ہوگئی ہو تو اسے معاف فرما۔ ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا وہ عمل کرتا ہے جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اس کام سے بغض رکھتا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول ناپسند جانتے ہیں۔ رہا وہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہی نہیں لاتا' وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔ اس لیے بعض اوقات اس پر رحم کے جذبات غالب ہوتے ہیں اور کبھی شدت پسندی کی خواہش، وہ اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کے پیچھے بھاگتا ہے۔

﴿فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَكَ فَٱعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ ٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ ٱللَّهِ ۚ﴾ (القصص:۵۰)

''پھر اگر وہ جواب نہ دے سکیں تو جان لیجئے کہ وہ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر محض اپنی خواہش کے پیچھے لگا ہوا ہو۔'' (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۵/ ۲۹۳، ۲۹۲)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''آدمی سے سزا اور تعزیر کے لیے دوری اختیار کی جاتی ہے۔ جس کا مقصد اُسے اور اُس جیسوں کو اس بدعت سے باز رکھنا ہوتا ہے۔ یہ اُن پر رحمت اور احسان کے طور پر کیا جاتا ہے نہ کہ اُن سے انتقام اور اپنے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے۔'' (المنہاج:۵/۲۳۹)

''اس لیے جو کوئی لوگوں کو اُن کے گناہوں کی وجہ سے سزا دے اُسے چاہیے کہ اُن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ رحمت اور احسان کرنے کی نیت رکھے جیسے والد اپنے بیٹے اور معالج مریض کے ساتھ کرتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا اور جسے میں نہیں دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے میں دیتا ہوں، لیکن میں اُن لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے چینی دیکھتا ہوں اور جنہیں میں نہیں دیتا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں غنیٰ اور بھلائی پائی جاتی ہے۔'' (بخاری: ۹۲۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں ایک شخص کو اس خوف سے دیتا ہوں کہ کہیں (ایسا نہ ہو کہ اگر اسے نہ دیا جائے تو وہ کافر ہو جائے اور) اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں منہ کے بل نہ پھینک دے'' (بخاری: ۲۷، مسلم: ۱۵۰)

جبکہ دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض مومنین کے ساتھ قطع تعلقی کرتے ہیں ...... کیونکہ مقصود اللہ کی مخلوق کو بہتر طریقے کے ساتھ اطاعت الٰہی کی دعوت دینا ہے۔ جہاں محبت و نرمی فائدہ دے وہاں نرمی اپنانی چاہیے اور جہاں ڈراوا فائدہ دے وہاں ڈرانا چاہیے۔'' (منہاج السنۃ: ۶۵/۱، ۶۳)

بدعت اور اہل بدعت کے مختلف مراتب ہونے کے اعتبار سے دوستی اور دشمنی، قربت اور دوری، قطع تعلقی اور تعلق داری پر بھی اثر پڑتا ہے۔

قطع تعلقی میں داعی بدعتی اور غیر داعی بدعتی میں فرق

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[جو شخص مسلمانوں کو اللہ کے دین کی اقامت سے نہیں روکتا اس کے کفر کی زد بھی دوسروں پر نہیں پڑتی بلکہ اپنی حد تک ہی رہتی ہے (وہ سزا کا مستحق نہیں ہوتا)۔ فقہاء اسلام نے اس لئے کہا ہے کہ خلاف کتاب وسنت بدعات کا داعی و مبلغ ایسی سزا کا حق دار ہے جس کا مستوجب ایک خاموش رہنے والا (بدعتی) نہیں ہوتا] (مجموع الفتاویٰ، ج ۲۸ ص ۳۵۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''شریعت کا نہایت قیمتی اصول ہے جسے توجہ دینی چاہیے: جس کسی کے گناہ سے دوسروں کے دین یا دنیا کو نقصان پہنچتا ہو اسے دنیا میں سخت سزا دی جائے گی اور جس کا گناہ اُسی کی حد تک رہتا ہے یعنی اس کا نقصان اسی کی اپنی ذات کو ہوتا ہے' اُسے دنیا میں سزا نہیں دی جائے گی اگرچہ آخرت میں اس کی سزا پہلے والے سے زیادہ شدید ہو سکتی ہے۔ جیسے منافق کو دنیا میں مسلمانوں والے حقوق حاصل ہوتے ہیں جبکہ آخرت میں وہ جہنم کے آخری گڑھے میں ہوگا۔ دوسری طرف وہ شخص جو بدعت کا داعی ہے ممکن ہے وہ اجتہاد یا تقلید کی وجہ سے معذور ہو مگر چونکہ اس سے لوگوں کو نقصان ہوتا ہے اس لیے اُسے سزا دی جائے گی۔ داعی الی البدعۃ اور خاموشی اختیار کرنے والے کے مابین فرق کی یہی بنیاد ہے۔'' (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۷۷۔۳۔۳۷۳)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[اگر کوئی شخص نمازیں چھوڑ لیتا ہو یا منکرات کا ارتکاب کرتا ہو اور آدمی دیکھے کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص اٹھتا بیٹھتا اور صحبت رکھتا ہے جس کی اپنی دینداری بھی اس کی وجہ سے خراب ہو سکتی ہو تو اس کے سامنے اس کا حال بیان کرنا چاہیے تاکہ وہ اس کی صحبت چھوڑ دے اور اگر وہ شخص بدعتی ہو اور خلاف کتاب و سنت عقائد کا پرچار بھی کرتا ہو یا خلاف کتاب و سنت راستے یا طریقے پر گامزن ہو، اور آدمی کو اندیشہ ہو کہ وہ شخص اس طرح سے لوگوں کو گمراہ کرے گا، تو لوگوں کے سامنے اس کی حقیقت بیان کرنی چاہیے تاکہ وہ اسکی گمراہی سے بچے رہیں اور حقیقت حال سے آگاہ رہیں۔] (مجموع الفتاویٰ، جلد ۲۸ ص ۲۲۱)

أن يكون الرجل مظهرا للفجور، مثل الظلم والفواحش والبدع المخالفة للسنة، فاذا أظهر المنكر وجب الانكار عليه بحسب القدره---وأن يهجر ويذم على ذلك---بخلاف من كان مستترا بذنبه متسخفياً، فان هذا يستر عليه، لكن ينصح سرًّا۔ويهجره من عرف حاله ليتوب، ويذكر أمره على وجه النصيحة (مجموع الفتاوى ج۲۸ ص ۲۲۰-۲۱۹)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

[اگر آدمی ظاہراً ایسے منکرات کا ارتکاب کرے تو حسب قدرت اس کا رد و انکار واجب ہے......اس سے کنارہ کشی و روگردانی بھی کرنی چاہیے اور مذمت بھی......جبکہ گناہ کو چھپانے اور خفیہ انداز سے کرنے والے کی صورتحال اس سے برعکس ہوگی ۔ ایسے شخص کی پردہ پوشی فرض ہے، تاہم نصیحت اسے بھی کی جائے گی بلکہ جب اس کا حال معلوم ہو جائے تو اس سے ہجر یعنی علیحدگی کی جا سکتی ہے تاکہ توبہ کرلے اور بر سبیل نصیحت اس کا ذکر بھی جائز ہے۔]

فأما من كان مستتراً بمعصية او مسرّا البدعة غير مكفرة، فان هذا لا يهجر، وانما يهجر الداعي الى البدعة، اذ الهجر نوع من العقوبة، وانما يعاقب من أظهر المعصية قولاً أو عملاً۔

وأما من أظهر لنا خيراً فانا نقبل علانيته ونكل سريرته إلى الله تعالى فان غايته أن يكون بمنزلة المنافقين الذين كان النبي ﷺ يقبل علانيتهم، ويكل سرائرهم الى الله۔۔ ولهذا كان الامام أحمد وأكثر من قبله وبعده من الأئمة كمالك وغيره لا يقبلون رواية الداعي الى بدعة، ولا يجالسونه، بخلاف الساكت، وقد أخرج أصحاب "الصحيح" عن جماعات ممن رمي ببدعة من الساكتين، ولم يخرّجوا عن الدعاة الى البدع۔ (مجموع الفتاوی، ج ۲۴ ص ۱۷۵)

[تاہم وہ شخص جو ایک معصیت خفیہ کرتا ہے یا کسی بدعت غیر مکفرہ (جس سے آدمی کافر نہیں ہوتا) کو چھپائے رکھتا ہے تو ایسے شخص سے ہجر (کنارہ کشی اور دوری) اختیار نہیں کی جائے گی بلکہ اس کا مستوجب صرف داعی بدعت ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ ہجر ایک قسم کی سزا ہے اور سزا صرف اس شخص کو دی جاتی ہے جو قولی یا فعلی لحاظ سے معصیت ظاہر کرتا ہے۔ رہا وہ شخص جو ہمارے سامنے خیر ظاہر کرتا ہے تو ہم ظاہر پر ہی اس سے معاملہ کریں گے اور اس کے پوشیدہ امور اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں گے، کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ منافقین کے درجے میں ہو جن کے ظاہر کو رسول اکرم ﷺ قبول کیا کرتے تھے اور اندر کی باتیں اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا کرتے تھے......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ داعی بدعت کی نہ روایت قبول کیا کرتے تھے اور نہ ہی ہم نشینی پسند کیا کرتے تھے ،بخلاف ایسے شخص کے جو خاموش رہتا ہے۔حدیث کے ائمہ نے بہت سے ایسے لوگوں سے روایت کی ہے جن پر بدعت کا الزام لگا ہے مگر وہ خاموش انداز سے اس کے قائل ہوتے تھے جبکہ داعیان بدعت سے روایت قبول نہیں کی

اہل بدعات کی بدعت پر رد کرنا

اہلسنّت والجماعت کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل بدعت کی گمراہی کو واضح کر کے بیان کیا جائے ،امت کو ان سے خبر دار کیا جائے ،مذہب سنت کو غالب اور ظاہر کیا جائے ،اور مسلمانوں کو اس کی تعلیم وتبلیغ کی جائے ،بدعات کو مٹایا جائے اور ان کے حاملین کے بغی وعدوان سے بچا اور بچایا جائے ،مگر یہ سب کچھ عدل وانصاف کے ترازو کے پابند رہتے ہوئے اور کتاب وسنت کی نصوص کے دائرے میں رہتے ہوئے کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾﴾ (آل عمران:۱۰۴)

''اور تم میں ایک گروہ ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے' نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے یہی لوگ کامیاب ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جو شخص تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے۔اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہ ہو تو زبان سے (اس کی برائی واضح کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔(مسلم۔ح۔۴۹)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''اسلام جس طرح اجنبی حالت میں شروع ہوا تھا اسی طرح اجنبی حالت میں لوٹ جائے گا۔اجنبیوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے خوشخبری ہو۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب لوگوں میں فساد برپا ہوگا تو وہ ان کی اصلاح کریں گے۔'' (سلسلہ صحیحہ للالبانی:1273)

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھیجے۔ اس کے حواری اور ساتھی ہوتے تھے جو اس کے حکم کی پیروی اور اس کی سنت پر عمل کرتے پھر ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو ایسی بات کہتے جو وہ کرتے نہیں تھے اور وہ کام کرتے جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس جو شخص ان سے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے۔ جو شخص ان سے زبان سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے۔ جو شخص ان سے دل سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے۔ اور اس کے علاوہ رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (مسلم:۵۰)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ومثل أئمة البدع من اهل المقالات المخالفة للكتاب والسنة، أو العبادات المخالفة للكتاب والسنة، فان بيان حالهم وتحذير الأمة منهم واجب باتفاق المسلمين...... حتى قيل لأحمد بن حنبل: الرجل يصوم ويصليى ويعتكف أحبُّ اليک، أويتكلم في أهل البدع؟ فقال: اذا قام وصلى واعتكف فانما هو لنفسه، واذاتكلم في أهل البدع فانما هو للمسلين، هذا أفضل۔

فبين أن نفع هذا عام للمسليمن في دينهم، من جنس الجهاد في سبيل الله اذ تطهير سبيل الله ودينه ومنهاجه وشرعته ودفع بغي هؤلاء وعدوانهم على ذلک واجب على الكفاية باتفاق المسلمين، ولو لا من يقيمه الله لدفع ضرر هؤلاء لفسد الدين، وكان فساده أعظم من فساد استيلاء العدو من أهل الحرب، فان هؤلاء اذا استولوا لم يفسدو القلوب ومافيها من الدين الا تبعا، وأما أولئک فهم يفسدون القلوب ابتداء''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

[خلاف کتاب وسنت عقائد یا عبادات کے حاملین ائمہ بدعات کے متعلق یہی ہے کہ ان کے بارے میں لوگوں کو آگاہ اور خبردار کرنا واجب ہے اور اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے حتیٰ کہ جب امام احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی نماز روزہ اور اعتکاف بکثرت کرتا ہے دوسرا اہل بدعات کا رد کرتا ہے، آپ کے نزدیک کون سا بہتر ہے؟ تو کہنے لگے: ''اگر کوئی شخص نماز، روزہ اور اعتکاف کرتا ہے تو وہ اس کے اپنے لئے ہے اور اگر اہل بدعات کا رد کرتا ہے تو یہ مسلمانوں کے لئے ہے اور یہی افضل ہے''۔ امام صاحب نے یہاں یہ بات واضح کی ہے کہ موخرالذکر کا نفع وفائدہ تمام مسلمانوں کے لئے ان کے دین کی خاطر ہے جو کہ جہاد کے زمرے میں آتا ہے۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اللہ کے دین اور منہج وشریعت کو پاک کرنا اور اس پر یہ لوگ جس ظلم وعدوان کے مرتکب ہوتے ہیں اس کا رد کرنا فرض کفایہ ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اہل بدعت کے پھیلائے ہوئے ضرر اور شر کو رد کرنے کے لئے علمائے حقہ کو کھڑا نہ کرتا تو آج دین برباد ہو چکا ہوتا، اور دین کا فساد اہل حرب جیسے دشمن کے غلبے کے فساد سے کہیں بڑا ہوتا ہے کیونکہ یہ اہل حرب لوگ اگر غلبہ حاصل کرلیں تو دلوں میں فساد پیدا نہیں کریں گے، الا یہ کہ شکست کے نتیجے میں بعد میں ایسا ہو، لیکن اہل بدعت کے فساد کی بنیاد اور ابتداء دلوں سے ہوتی ہے''۔ (مجموع الفتاویٰ، ج ۲۸ ص ۲۳۱۔۲۳۲)

رد کرنے میں حکمت اختیار کرنا:

حق کا اظہار اور باطل بات کا رد انتہائی ضروری ہے۔ مگر اس میں حکمت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ایک غلط بات کو سنا تو فوراً حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر رد کرنا چاہا لیکن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ اس کا رد مدینہ جا کر ہونا چاہیے' تاکہ سمجھدار لوگ بات کو صحیح طور پر سمجھ سکیں تو انہوں نے قبول کیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آخری حج کیا تو ایک آدمی نے کہا کہ اگر امیر المومنین انتقال کر جائیں تو ہم فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کرلیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آج شام کو کھڑے ہو کر لوگوں کو ڈراؤں گا جو مسلمانوں کے حق کو غصب کرنا چاہتے ہیں۔ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ایسا نہ کریں اس لیے کہ حج کا موسم ہے۔ آپ کی مجلس میں زیادہ تر عام لوگ ہوں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ اس کو سن کر صحیح مقام پر نہیں رکھیں گے اور ہر طرف لے اڑئیں گے اس لیے آپ انتظار کریں دارالہجرۃ، دارالسنۃ یعنی مدینہ پہنچ کر صرف اصحاب رسول مہاجرین و انصار کو جمع کریں۔ وہ لوگ آپ کی گفتگو کو یاد رکھیں گے اور صحیح مقام پر رکھیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں مدینہ پہنچتے ہی سب سے پہلے یہی کہوں گا۔ (بخاری:۷۳۲۳)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں ایک بدعت ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور انہیں اس سے منع کرنے کی بجائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف جاتے ہیں۔ گھر کے باہر بیٹھ کر ان کا انتظار کرتے ہیں۔ جب وہ باہر آتے ہیں تو انہیں بتا کر ان سے رد کرواتے ہیں تا کہ بڑے عالم کے رد سے بدعت کے رد میں زور پیدا ہو۔ ملاحظہ فرمائیں:

عمر بن یحییٰ کے دادا فرماتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے پہلے بیٹھتے تھے، جب آپ باہر آتے تو ہم آپ کے ساتھ مسجد کی طرف جاتے۔ ہمارے پاس ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا: ''ابوعبدالرحمن (ابن مسعود) ابھی باہر نہیں آئے؟'' ہم نے کہا: ''نہیں۔'' پھر وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ حتی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر آئے۔ جب وہ باہر آئے تو ہم سب ان کی طرف کھڑے ہوئے، ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے ابوعبدالرحمن! میں نے مسجد میں ابھی ایک کام دیکھا ہے، وہ مجھے برا معلوم ہوا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ''وہ کیا ہے؟'' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر آپ زندہ رہے تو اسے دیکھ لیں گے۔ میں نے ایک جماعت کو حلقوں کی شکل میں مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ نماز کا انتظار کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں۔ ہر حلقہ میں ایک آدمی ہے جو کہتا ہے: سو بار "لا الٰہ الا اللہ" پڑھو تو وہ سو بار "لا الٰہ الا اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: سو بار "سبحان اللہ" کہو تو وہ سو بار "سبحان اللہ" کہتے ہیں"
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: "پھر تو نے ان سے کیا کہا؟" ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں نے
آپ کی رائے کا انتظار کرتے ہوئے، ان سے کچھ نہیں کہا؟" انہوں نے کہا: "کیا تم نے
انہیں حکم نہیں دیا کہ وہ اپنی برائیوں کو شمار کریں؟" اور ان کو ضمانت دینا تھی اس طرح سے
گننے سے ان کی نیکیاں ضائع ہوں گی۔" پھر وہ چلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلے۔ حتی کہ
آپ ان حلقوں میں سے ایک کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: "یہ کیا ہے، جو میں
تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟" انہوں نے کہا: "اے ابوعبداللہ! ہم ان کنکریوں کے
ساتھ اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ کو شمار کرتے ہیں۔" انہوں نے فرمایا:
"اپنی برائیوں کو شمار کرو۔ میں ضامن ہوں کہ نہ گننے سے تمہاری نیکیوں سے کوئی چیز ضائع
نہیں ہوگی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت! تم پر افسوس ہے کہ تم کتنی جلدی ہلاک ہو رہے ہو۔ یہ
تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کثرت سے موجود ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے ابھی
بوسیدہ نہیں ہوئے اور ان کے برتن ابھی نہیں ٹوٹے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے، یا تو تم ایسے (بدعت والے) طریقے پر ہو جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
طریقہ سے زیادہ ہدایت ہے یا تم نے گمراہی کا دروازہ کھولا ہوا ہے۔" انہوں نے کہا: "
اے ابوعبدالرحمن! اللہ کی قسم! ہم نے تو صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔" انہوں نے کہا: "بہت
سے لوگ نیکی کا ارادہ کرتے ہیں مگر انہیں نیکی حاصل نہیں ہوتی۔ (سنن دارمی: ۲۱۰)

اہل بدعت سے مناظرہ کرنا

شیخ خالد بن أحمد الزہرانی فرماتے ہیں:

اہل بدعت سے مناظرہ کرنے کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ممدوح ۲۔ مذموم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۔ممدوح مناظرہ:

ارشاد ربانی ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ﴾(النحل:۱۲۵)

''اے نبی! آپ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجیے اور ان سے ایسے طریقہ سے مباحثہ کیجیے جو بہترین ہو۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے مناظرے ذکر فرمائے ہیں جیسے ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم اور نمرود سے مناظرہ، موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مناظرہ۔

سلف میں سے بعض کا قول ہے:

ناظروا القدرية بالعلم، فان أقروا به خصموا،وان جحدوا فقد كفروا

(جامع العلوم والحكم:۱/۲۷)

''قدریہ سے علم کے ساتھ مناظرہ کرو، اگر وہ اللہ کے علم کا اعتراف کریں گے تو ان سے بحث کی جائے گی اور اگر وہ علم الٰہی کا انکار کریں گے تو کفر کریں گے۔''

اسی لیے صحابہ کرام نے گمراہ فرقوں میں سے بعض کے ساتھ مناظرہ کیا۔جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خوارج سے مناظرہ کرنا۔

۲۔مذموم مناظرہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(أبغض الرجال الى الله الألد الخصم)(بخاری:۲۴۵۷،مسلم:۲۶۶۸)

''اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ آدمی وہ ہے جو سخت جھگڑنے والا ہو۔''

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک اس میں جھگڑا نہیں شروع ہو جاتا پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَقَالُوٓا ءَ اٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ (زخرف:۵۸)

''(اور کہنے لگے) کیا ہمارے ''الہٰ'' اچھے ہیں یا وہ (عیسیٰ)؟ وہ آپ کے سامنے یہ مثال سراسر کج بحثی کی خاطر لائے ہیں۔ بلکہ یہ ہیں ہی جھگڑالو'' (ترمذی:۳۲۵۳)

عبدالرحمن بن أبی زناد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ادرکنا أهل الفضل والفقه من خيار أولية الناس يعيبون أهل الجدل والتنقيب و الاخذ بالرأي أشد العيب، و ينهونا عن لقائهم و مجالستهم وحذرونا مقاربتهم أشد التحذير'' (الابانۃ الکبریٰ:۲/۵۳۲)

''ہم نے بہترین لوگوں میں سے اہل فضل وفقہ کو دیکھا کہ وہ جھگڑالو، بہت زیادہ کرید کرنے والوں اور اپنی رائے اختیار کرنے والوں کو سخت معیوب سمجھتے تھے اور ہمیں ایسے لوگوں سے ملنے جلنے سے اور ان کی قربت اختیار کرنے سے سختی سے منع کرتے تھے۔''

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''أصول السنة عندنا: التمسک بما كان عليه أصحاب رسول الله ﷺ والاقتداء بهم، وترک البدع، وكل بدعة فهي ضلالة، ترک الخصومات، والجلوس مع أصحاب الأهواء، وترک المراء والجدل والخصومات في الدين'' (شرح اصول اعتقاد السنۃ:۱/۱۵۶)

''ہمارے نزدیک سنت کے اصول یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے مسلک کے ساتھ تمسک رکھا جائے ان کی اقتدا اور پیروی کی جائے اور بدعات کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے، خواہش پرست اور بدعتی لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا جائے، دین میں جھگڑوں کو ترک کیا جائے اور بحث ومناظروں سے پرہیز کیا جائے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مناظرے کی شرائط اور مقاصد

ا۔ مخالفین کو حق کی دعوت دینا اور ان کے سامنے انکی بدعت کا بطلان ثابت کرنا۔

۲۔ دین کی حفاظت کرنا، مخالفین کی تحریفات اور تاویلات کی حقیقت کھولنا۔

۳۔ عام لوگوں کو بدعت میں واقع ہونے سے بچانا۔ اہل بدعت کے شبہات کا ازالہ کرنا

۴۔ مخالفین کی حقیقت لوگوں کے سامنے کھولنا تاکہ لوگ ان کے شر سے بچ جائیں۔

۵۔ لوگوں کو کلمہ توحید پر جمع کرنا۔ ایسا تبھی ممکن ہے جب دین میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کا رد کیا جائے۔

جب مناظرے سے یہ مقاصد پورے ہوتے ہوں تو یہ مناظرہ شرعی کہلائے گا اور اگر یہ مقاصد نہ پائے گئے تو مناظرہ مذموم کہلائے گا۔

مناظرے کے اصول وضوابط

علم کی بنیاد پر مناظرہ کرنا: مناظرہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مخالفین کے ساتھ علم کی اساس پر مناظرہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر علم کے جدال کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ﴾ (الحج:۳)

”کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے بارے میں علم کے بغیر بحث کرتے اور ہر سرکش شیطان کی اتباع کرنے لگتے ہیں۔“

﴿هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران:۶۶)

”تم وہ لوگ ہو جو ان باتوں میں جھگڑا کرتے ہو جن کا تمہیں کچھ علم ہے مگر ایسی باتوں میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں کچھ علم ہی نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ابوفروخ رحمۃ اللہ علیہ نے مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا: ہمارے علاقے میں بدعات کی بھرمار ہے۔ میں نے بدعتیوں کا رد کرتے ہوئے کچھ لکھا ہے۔ امام مالک نے انہیں جواب دیا:

"لا یرد علیھم الا من کان ضابطاً عارفاً بما یقول لھم، لا یقدرون أن یعرجوا علیه، فھذا لا بأس به، وأما غیر ذلک، فاني أخاف أن یکلمھم فیخطئ فیمضوا علی خطئه، أو یظفروا و یزدادوا تمادیاً علی ذلک"

(الاعتصام للشاطبی)

"ان پر ردو ہی شخص کرے جو پورے ضبط کے ساتھ ان باتوں کو جانتا ہو جو ان گمراہوں کو کہنا چاہیے تاکہ وہ اس پر غالب نہ آسکیں، اس صورت میں کوئی حرج نہیں ورگرنہ مجھے خدشہ ہے جب وہ ان سے بحث کرے گا تو اس میں خطاء کا شکار ہوگا پھر وہ اپنی خطاء پر قائم ہو جائے گا اس طرح یہ گمراہ لوگ کامیاب ہو جائیں گے اور سرکشی میں بڑھ جائیں گے۔"

۲۔ مخالف کی ہدایت کی طمع کرنا:

ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "سمعت محمد بن سیرین ینھي عن الجدال الا رجلًا ان کلمته طمعت في رجوعه" (الاعتصام: ۱/۴۴)

"میں نے محمد بن سیرین کو سنا وہ مناظرہ کرنے سے منع کرتے تھے، سوائے اُس آدمی سے کہ جس سے جب مناظرہ کیا جائے تو مناظرہ کرنے والا اُس کے حق کی طرف رجوع کرنے کی طمع کرے۔"

اگر مناظرہ معاند (ہٹ دھرمی کے ساتھ باطل پر اڑا رہنے والے) سے ہو جائے تب ایسی صورت میں مناظرہ کرنا درست ہے جب اُس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ حاصل ہونے کا یقین ہو اور مناظرہ ترک کرنے سے اہل سنت کی بے عزتی کا خدشہ ہو۔ اس قسم کے مناظرے کا تصور سلف کے ہاں بھی ملتا ہے۔ حافظ امام ابوبکر احمد اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں باطنی اسماعیلیوں میں سے ایک شخص نے حاکم وقت سے مناظرے کا مطالبہ کیا۔ امیر نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابوبکر اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کے لیے بھیجا۔ یہ مناظرہ ایک مجمع کے سامنے ہوا جس میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس اسماعیلی کو عبرتناک شکست دی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

(الاعتصام: ۲۰۳/۱، ۲۰۲)

۳۔ مناظرہ کا اسلوب

مناظرے کا اسلوب آداب واخلاق کے لحاظ سے مناسب ہونا چاہیے۔ مخالف کو اللہ سے ڈراتے ہوئے اُس پر احسن انداز میں حق واضح کرے تا کہ وہ اپنی غلطی سے رجوع کر لے۔

۴۔ مناظرہ کا مقصد حق کی نصرت

مناظرے کا مقصد حق تک پہنچنا اور حق کو اخلاص کے ساتھ بیان کرنا ہو۔ نہ کہ باطل کی نصرت اور حق کا انکار۔ جیسا کہ ہر کافر قوم کا وطیرہ رہا ہے

﴿وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ﴾ (المؤمن:۵)

''اور انہوں نے ناحق جھگڑا کیا تا کہ باطل سے حق کو شکست دے سکیں۔''

اگر مناظرہ کا مقصد کج بحثی اور جھگڑا کرنا ہو تو یہ مشرکین کا طریقہ ہے

اسی طرح مناظرے کا مقصد اپنے علم وذہانت کا اظہار کرنا، لوگوں کو اپنی صلاحیتوں سے متاثر کرنا، یا دنیا طلب کرنا نہ ہو یہ سب مذموم مناظرے کی شکلیں ہیں۔

۵۔ مناظرہ بدعت کی شان وشوکت کا باعث نہ ہو۔

مناظرے کی وجہ سے بدعت کی شان وشوکت میں اضافہ اور اسے اہمیت نہ ملتی ہو۔

امام لالکائی رحمۃ اللہ علیہ مناظروں کا ایک نقصان یہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے بدعتیوں کو اہمیت ملتی ہے اور لوگ انہیں حیثیت دیتے ہیں۔ (دعوۃ اھل البدع للشیخ خالد احمد الزہرانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بدعت (غیر مکفرہ) کی اقتداء میں نماز کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾﴾ (البقرة:٤٣)

''اور نماز پابندی سے ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

اس لیے اہلسنّت کا شعار ہے کہ جب وہ مسلمانوں کے کسی بھی شہر یا علاقے میں ہوں وہاں جمعہ، جماعت اور عید کی نمازوں میں ان لوگوں کے ساتھ شرکت کرتے اور تعلق وموالات رکھتے ہیں جو اسلام اور ایمان کے دائرہ سے خارج نہیں کیے جاسکتے۔

فضیلۃ الشیخ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''اہل علم کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ فاسق اور اہل بدعت کو امام نہ بنایا جائے۔ اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ امام بنا دیئے گئے ہوں یا بالجبر وہ امام بن گئے ہوں تو ان کے پیچھے نماز درست ہے، اس لیے کہ بدعت فسق ہے اور فاسق و فاجر کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ((صلوا خلف كل برّ وفاجر)) کی روایت کے الفاظ ضعیف ہیں، جیسا کہ علامہ ابن جوزی نے العلل المتناهية (ج۱،ص۴۲۱،۴۲۸) میں اس کے طرق نقل کر کے ان پر کلام کیا ہے اور امام احمد، امام دارقطنی اور امام عقیلی سے نقل کیا ہے کہ اس باب کی کوئی روایت ثابت نہیں۔ تاہم صحابہ کرام کا عمل اسی کے مطابق ہے۔ بلکہ ابن قدامہ اور علامہ شوکانی نے تو عصر اول میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار: ج۳ص ۱۷۴)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ حجاج کا ظالم ہونے کے علاوہ اس کا ناصبی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والا) ہونا بھی کسی پر مخفی نہیں۔

امام بخاری نے التاریخ الکبیر اور امام بیہقی نے السنن الکبری (ج۳ص ۱۲۲) میں عبدالکریم البکاء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ '' ادركت عشرة من اصحاب النبي ﷺ كلهم يصلي خلف ائمة الجور '' میں نے دس صحابہ کرام کو دیکھا وہ سب ائمہ جور کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب امامة المفتون والمبتدع قائم کیا اور اس میں امام حسن بصری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ "صل وعلیه بدعته"بدعتی کے پیچھے نماز پڑھو اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہے۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اقدام کرنے والے بلوائیوں سے بڑھ کر فتنہ پرداز اور کون ہوسکتا ہے مگر اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے تو انہوں نے اثبات میں اس کا جواب دیا اور فرمایا کہ "من دعا الی الصلاة فاجیبوه" جو نماز کی طرف بلاتا ہے اس کی بات کو تم قبول کرو اور صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: "الصلاة أحسن ما یعمل الناس فاذا أحسن الناس فأحسن معهم، واذا أساء و فاجتنب اساء تهم" "لوگ جو اچھا عمل کرتے ہیں نماز ان میں سب سے اچھا عمل ہے۔ جب لوگ اچھا کام کریں تو تم ان کے ساتھ مل کر اچھا کام کرو اور جب کوئی برا کام کریں تو ان کے اس برے کام سے اجتناب کرو۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ باب ذکر کر کے اشارہ کیا ہے کہ گناہ گار اور بدعتی کے پیچھے نماز جائز ہے اور اصول بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے کہ: "ان من صحت صلاته صحت امامته" "جس کی اپنی نماز درست ہے اس کی امامت بھی درست ہے۔ فقہاء کے اختلافی مسائل میں بھی یہی اصول ہے اور فاسق و بدعتی کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ حدیث نبوی میں امامت کی جو شروط بیان ہوئی ہیں ان میں "معصوم عن الخطا" کا ذکر بہر نوع نہیں۔

علامہ شوکانی نے اس موضوع پر مستقل رسالہ لکھا کہ امام کے لیے عدالت شرط نہیں۔ لیکن بدعتی اگر ایسی بدعت کا مرتکب ہے جو بدعت مکفرہ ہے تو اس کے پیچھے نماز قطعاً جائز نہیں۔ امام احمد اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے امراء اور ائمہ مساجد کے جہل اور تاویل کے عذر کی بنا پر انہیں معذور سمجھتے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مجموع فتاویٰ ج ۷ ص ۵۰۸۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد خلاصۃ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حاصل مسئلہ یہ ہے کہ اہل بدعت وفسق وغیرہ کو امام بنانا مکروہ ہے، اوران کی اقتداء مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر ان کے علاوہ دوسروں کے پیچھے نماز ممکن ہو تو یہی افضل ہے، ورنہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا اکیلے پڑھنے سے اولی ہے، اور مناسب یہی ہے کہ ان کی اقتداء کی کراہت تب ہے جب کوئی دوسرا امام موجود ہو، اگر ایسا نہیں تو مکروہ بھی نہیں، جیسا کہ اس میں کوئی ابہام نہیں۔" (مقالات تربیت: ص ۲۰۵)

☆ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں اور خشبیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ا/ ۱۶۹، ۱۷۰، حلیۃ الاولیاء ا/ ۳۰۹ وسندہ صحیح)

آپ انہیں سلام بھی کہتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ۳/ ۱۲۲، وسندہ صحیح)

☆ حجاج بن یوسف کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا:

"وكان ظلوماً جباراً ناصبياً خبيثاً......"

اور وہ ظالم جبار (اور) ناصبی خبیث تھا۔ (سیر اعلام النبلاء ۴/ ۳۴۳)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مشہور ظالم حجاج بن یوسف جیسے بدعتی کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ۳/ ۱۲۱، ۱۲۲، وسندہ حسن)

بدعت غیر مکفرہ ہو تو ایسے امام کی اقتداء میں ادا کی گئی نماز درست ہے۔ اس کے چند مزید دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

امام کی غلطی اور خطا کاری سے مقتدیوں کی نماز فاسد نہیں ہوتی:

امام بخاری رحمہ اللہ یہ عنوان قائم کرتے ہیں:

"باب اذا لم يتم الامام واتم من خلفه."

"جب امام نے نماز کو کامل طور پر ادا نہیں کیا اور مقتدیوں نے کامل طور پر ادا کیا۔ اور اس عنوان کے تحت یہ حدیث نقل کی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اماموں نے نماز اچھی طرح (ارکان کی تعدیل اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ) پڑھائی تو تمہارے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ثواب ہے اور ان کے لیے بھی ثواب ہے اور اگر نماز پڑھانے میں خطا کی (یعنی رکوع وجود کی عدم طمانیت، اور قومے جلسے کے فقدان سے نماز پڑھائی) تو تمہارے (مقتدیوں) کے لیے ثواب ہے اور ان کے لیے وبال ہے۔'' (صحیح بخاری: ۶۹۴)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی امام بے وضو یا بحالت جنابت نماز پڑھا دیتا ہے تو مقتدیوں کی نماز صحیح اور امام پر نماز کا اعادہ ہے خواہ اس نے یہ فعل ارادتاً کیا ہو یا لاعلمی کی بنا پر۔'' (شرح السنۃ)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہوگا۔ جس وقت تجھ پر ایسے امام (حاکم) ہوں گے جو نماز میں دیر کریں گے یا اس کے وقت سے قضا کریں گے؟'' میں نے کہا کہ آپ مجھے اس حال میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کو اس کے وقت پر پڑھ پھر اگر تو اس نماز (کی جماعت) کو ان کے ساتھ پالے تو (ان کے ساتھ) دوبارہ نماز پڑھ لے تحقیق یہ نماز تیرے لیے نفل ہوگی۔'' (مسلم: ۶۴۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں نماز کو اس کے وقت سے قضاء کرنے والے ائمہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

☆ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم صحابہ میں سے کسی کو نہیں جانتے کہ جو مختار، عبیداللہ بن زیاد، حجاج یا ان سے بڑے کسی فاسق کے پیچھے نماز ادا کرنے سے رکے ہوں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ﴾ (المآئدۃ: ۲)

''نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کیا کرو۔'' (المحلی، ج ۴، ص ۳۰۲)

یہی موقف تابعین اور ان کے بعد آنے والے ائمہ کا ہے۔

☆ کسی آدمی نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”خوارج میں سے ایک شخص ہماری امامت کرواتا ہے کیا ہم اس کے پیچھے نماز ادا کرلیا کریں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں، لوگوں کو اس سے زیادہ شر والوں نے امامت کروائی ہے۔ (أصول السنۃ لابن ابی زمنین: ج:۳؛ ص:۲۵۴)

☆ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے: ”فلنا صدقه وعليه بدعته“ پس اس کی سچائی ہمارے لئے ہے اور اس کی بدعت اسی پر (وبال) ہے۔ (میزان الاعتدال ۱/۵ ترجمۃ ابان بن تغلب)

علامہ ابن العز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: والفاسق والمبتدع صلاته في نفسها صحيحة فاذا صلى المأموم خلفه لم تبطل صلاته“

”فاسق اور بدعتی کی نماز فی نفسہا صحیح ہے، اگر مقتدی اس کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔“ (شرح الطحاویہ، ص ۴۷۴)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”جہمی“ امراء و حکام کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیتے تھے وہ فرماتے تھے کہ ہر جہمی کافر نہیں، یہ دراصل اپنی بے خبری اور جہالت کی بنا پر جہمیوں کے ہاتھ چڑھے ہوئے تھے، وہ در حقیقت جانتے نہ تھے کہ یہ عقیدہ کفر ہے۔“ (مجموع الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۰۷، ۵۰۸)

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے جب بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم پوچھا گیا تو آپ نے فتویٰ دیا:۔

اہل بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ جن کی بدعتیں کفر تک پہنچانے والی ہیں۔

2۔ جن کی بدعتیں کفر تک پہنچانے والی نہیں ہیں۔

ان میں سے پہلی قسم کے اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ کافر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی نماز صحیح نہیں لہٰذا یہ بھی صحیح نہیں کہ وہ مسلمانوں کے امام بنیں۔ اور وہ اہل بدعت جن کی بدعتیں کفر تک نہیں پہنچاتیں تو ان کے پیچھے نماز کا حکم۔ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اہل فسق کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ راجح بات یہ ہے کہ اہل فسق

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے پیچھے نماز جائز ہے سوائے اس صورت کے کہ ان کے پیچھے نماز ترک کرنے میں مصلحت ہو مثلاً: نماز نہ پڑھنے کی صورت میں اگر ان کے لیے تنبیہ ہو اور اس طرح وہ اپنے فسق و فجور کو ختم کر سکتے ہوں تو پھر اس مصلحت کی وجہ سے بہتر یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔(فتاویٰ اسلامیہ جلد اوّل ص: ۳۸۹)

مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''علماء کے صحیح قول کے مطابق بدعتی، کپڑے کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے اور دیگر گناہگاروں کے پیچھے نماز صحیح ہے بشرطیکہ بدعت کفر تک پہنچانے والی نہ ہو اور اگر بدعت کفر تک پہنچانے والی ہو جیسے جہمیہ وغیرہ ایسے بدعتی ہیں جو اپنی کفریہ بدعات کے باعث دائرہ اسلام ہی سے خارج ہیں تو ان کے پیچھے نماز صحیح نہیں۔لیکن ذمہ دار اصحاب پر یہ واجب ہے کہ امامت کے لیے ایسے لوگوں کو منتخب کریں جو بدعت اور فسق و فجور سے پاک ہوں اور اچھے سیرت و اخلاق کے مالک ہوں کیونکہ امامت ایک عظیم امانت ہے۔امام مسلمانوں کا قائد ہوتا ہے لہٰذا اگر اچھے لوگوں کو امامت پر فائز کرنا ممکن ہو تو ایک بدعتی اور فاسق کو امام نہیں بنانا چاہیے۔(فتاویٰ اسلامیہ جلد اوّل ص: ۵۰۰)

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا:

بدعات پر عمل کرنے والے علاقے میں مقیم شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس شخص کا ان کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا نماز جمعہ ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا اسے انفرادی طور پر اپنی نماز ادا کرنی چاہیے اور کیا اس سے نماز جمعہ ساقط ہو جائے گا؟

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہر نیک یا فاجر امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنا واجب ہے، اگر نماز جمعہ پڑھانے والے امام کی بدعت ایسی نہ ہو جو اسے اسلام سے خارج کر دے تو اس کے پیچھے نماز ادا کی جائے گی۔امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ونرى الصلاة خلف كل بر وفاجر من أهل القبلة ومن مات منهم''(عقيدة طحاوية)

''ہم اہل قبلہ میں ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اسی طرح جو فوت ہو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چکے ان کے لیے دعا مغفرت کو بھی درست جانتے ہیں"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر مقتدی کو علم ہو کہ امام بدعتی ہے، اور وہ اپنی بدعت کی دعوت دیتا ہے، یا وہ فاسق ہے اور اس کا فسق ظاہر ہے، اور وہ مستقل امام ہے جس کے بغیر نماز پڑھنا ممکن نہیں، مثلاً جمعہ اور عیدین کی امامت وہی کرواتا ہے، اور عرفات میں نماز حج وغیرہ کا بھی امام وہی ہے تو عام سلف وخلف کے ہاں مقتدی اس کے پیچھے نماز ادا کرے گا، امام شافعی، امام احمد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ اسی لیے وہ عقائد میں یہ بات ذکر کرتے ہیں: "جمعہ اور عید کی نماز ہر نیک یا فاجر امام کے پیچھے پڑھے گا۔ اسی طرح اگر کسی بستی میں صرف ایک ہی امام ہو تو اس کے پیچھے نماز باجماعت ادا کی جائے گی، کیونکہ نماز باجماعت ادا کرنا اکیلے نماز ادا کرنے سے افضل ہے، چاہے امام فاسق ہی ہو۔

جمہور علماء کرام، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ بلکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے اور امام احمد وغیرہ کے ہاں جس نے فاجر امام کے پیچھے جمعہ اور نماز باجماعت ترک کی وہ بدعتی ہے۔ صحیح یہی ہے کہ وہ بدعتی کی اقتداء میں نماز ادا کرے گا اور اسے دہرائے گا نہیں، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز جمعہ اور باجماعت نماز فاجر اماموں کے پیچھے ادا کرتے اور اسے لوٹاتے نہیں تھے، جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کے پیچھے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور آپ کے علاوہ دیگر صحابہ ولید بن عقبہ (جو کہ شراب پیتا تھا) کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔

فاسق اور بدعتی کی نماز فی نفسہ صحیح ہے، چنانچہ جب اس کے پیچھے مقتدی نماز ادا کرے تو اس کی نماز باطل نہیں، جن علماء نے بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ سمجھی ہے تو وہ اس لیے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا واجب ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جو شخص بدعت یا فسق ظاہر کرتا ہو اسے مسلمانوں کی امامت نہیں دینی چاہیے، کیونکہ وہ تعزیر اور سزا کا مستحق ہے حتی کہ وہ اس سے توبہ کر لے۔ اگر توبہ کرنے تک اس سے بائیکاٹ کرنا ممکن ہو تو یہ بہتر ہے، (کیونکہ) کچھ لوگ جب اس کے پیچھے نماز ادا کرنا ترک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردیں گے اور کسی دوسرے کی پیچھے نماز پڑھیں گے تو یہ اس پر اثر انداز ہوگا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے یا پھر اسے امامت سے معزول کردیا جائے، یا اس سزا کو دیکھتے ہوئے لوگ اس طرح کے گناہ سے باز آجائیں۔ اس طرح (کی مصلحت حاصل ہوتی ہوتو) اس میں مصلحت ہے بشرطیکہ مقتدی کی نماز باجماعت اور جمعہ نہیں رہنا چاہیے۔ لیکن اگر اس کے پیچھے نماز ترک کرنے سے مقتدی کا نماز جمعہ اور نماز باجماعت رہ جائے تو تب ان کے پیچھے نماز ترک نہیں کی جائے گی'' (مجموع الفتاویٰ:23/356-351) (مجموع فتاویٰ شیخ ابن باز:4/303)

عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سوال: فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ بدعتی فاسق وفاجر جو حد کفر کو نہ پہنچا ہو۔ اس کے پیچھے نماز تو ہوجاتی ہے مگر ایسے شخص کو امام بنانے والے مجرم ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ **اجعلوا ائمتکم خیارکم** (دارقطنی) اپنے امام بہتر لوگوں کو بنایا کرو۔ ہاں اگر ایسا شخص جبراً امام بن جائے اور مقتدی ہٹانے پر قادر نہ ہوں تو اس صورت میں مقتدی مجرم نہیں نہ ان کی نماز میں کوئی خلل ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث جلد اول:۵۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستور الحال کی اقتداء میں نماز

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ومن أصول أهل السنة والجماعة أنهم يصلون الجمع والأعياد و الجماعات،لا يدعون الجمعة والجماعة كما فعل أهل البدع من الرافضة وغيرهم۔

فان كان الامام مستوراًلم يظهر منه بدعة ولا فجور ضلي خلفه الجمعة والجماعة باتفاق الأئمة الأربعة وغيرهم من أئمة المسلمين، ولم يقل أحد من الأئمة:انه لاتجوز الصلاة الا خلف من عَلِم باطن أمره، بل مازال المسلمون من بعدنبيهم يصلون خلف المسلم المستور۔۔۔وأما اذالم يكن الصلاة الا خلف المبتدع أوالفاجر كالجمعة التي امامها مبتدع أو فاجر وليس هناک جمعة أخرىٰ فهذه تصلى خلف المبتدع والفاجر عند عامة أهل السنة والجماعة۔

وكان بعض الناس اذا كثرت الأهواء يحب أن لا يصلي الاخلف من يعرفه على سبيل الاستحباب ،كما نقل ذلک عن أحمد أنه ذكر ذلک لمن سأله،ولم يقل أحدانه لاتصح الاخلف من أعرف حاله۔

فالصلاة خلف المستور جائزة باتفاق علماء المسلمين ،ومن قال:ان الصلاة محرمة أو باطلة خلف من لا يعرف حاله۔ فقد خالف اجماع أهل السنة والجماعة......

فالوجب على المسلم اذا صارفي مدينة من مدائن المسلمين أن يصلي معهم الجمعة والجماعة ويوالي المؤمنين ولا يعاديهم۔وان رأى بعضهم ضالاًأو غاويا وأمكن أن يهديه ويرشده فعل ذلک، والافلا يكلف الله

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نفسًا الا وسعها۔واذ کان قادراً علی أن یولي في امامة المسلمین الأفضل ولاَّہ، وان قدر أن یمنع من یظھر البدع والفجور منعه۔وان لم یقدر علی ذلک فالصلاۃ خلف الأعلم بکتاب اللہ وسنة نبیه الأسبق الیٰ طاعة اللہ ورسوله أفضل، کما قال النبيﷺ في الحدیث الصحیح: ((یؤم القوم أقرأھم لکتاب اللہ،فان کانوافي القراء ۃ سواء فأعلمھم بالسنة،فان کانوافي السنة سواء فأقدمھم ھجرۃ،فان کانوافي الھجرۃسواء فأقدمھم سنًا))۔

وان کان في ھجرہ لمظھر البدعة والفجور مصلحة راجحة ھجرہ، کما ھجر النبيﷺ الثلاثة الذین خلِفوا حتیٰ تاب اللہ علیھم۔ وأما اذا وُلي غیرہ بغیر اذنه ولیس في ترک الصلاۃ خلفه مصلحة شرعیة کان تفویت ھذہ الجمعة والجماعة جھلاً وضلالاً،وکان قدر دبدعة ببدعة۔

’’اہلسنت والجماعت کے اصول میں ہے کہ وہ جمعہ،عیداور جماعت کی نمازوں میں شرکت کرتے ہیں اور جمعہ وجماعت کونہیں چھوڑتے ،جیسا کہ روافض یا دیگر اہل بدعت کرتے ہیں۔چنانچہ اگر امام مستور الحال ہواور انسان اس کے ہاں کوئی بدعت یا فسق وفجور نہ پائے تو ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کے پیچھے جمعہ وجماعت کی نماز ادا کرنی چاہیے۔ائمہ میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ جب تک آدمی اس کی اصل حقیقت حال نہ جان لے اس وقت تک ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لے کر اب تک مسلمان مستور الحال مسلمان کے پیچھے نماز ادا کرتے آئے ہیں ......تاہم جب ایک بدعتی یا فاجر شخص کے پیچھے نماز ادا کرنے کے علاوہ اور کہیں جماعت ممکن نہ ہومثلاً امام جمعہ بدعتی یا فاجر ہواور وہاں کہیں دوسرا جمعہ نہ ہوتا ہوتو ایسی صورت میں عام اہلسنت والجماعت کے ہاں اسی بدعتی یا فاجر شخص کے پیچھے نماز ادا کی جائے گی۔

تاہم جب اھواء وشہوات کی بھر مار ہوئی تو بعض حضرات بطور استحباب کسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شخص کے بارے میں جان کے ہی اس کے پیچھے نماز ادا کرنا پسند کرتے تھے، جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک سائل کو یہ بات کہی تاہم انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جب تک کسی کا حال معلوم نہ ہوجائے تب تک اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

مستور الحال کی اقتدا میں نماز کے جواز پر جملہ مسلمان ائمہ کا اتفاق ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ جس آدمی کے بارے میں علم نہ ہو اس کے پیچھے نماز حرام یا باطل ہے تو وہ اہلسنت والجماعت کے اجماع کا مخالف ہے...... چنانچہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ مسلمانوں کے کسی بھی شہر یا علاقہ میں ہو تو وہ ان کے ساتھ جمعہ و جماعت میں شرکت کرے اور مسلمانوں سے تعلق، دوستی اور وفاداری رکھے اور ان سے دشمنی یا بیر نہ رکھے۔ اگر ان میں سے کسی کو گمراہ یا غلط راستے پر پڑا ہوئے دیکھے اور اسے ہدایت اور رشد و نصیحت کا راستہ دکھا سکتا ہو تو یہ کام ضرور کرے، بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی استطاعت سے بڑھ کر مکلف نہیں کرتا۔ امامت کے منصب پر کسی افضل آدمی کو فائز کرانے میں اگر اس کی چلتی ہو تو ضرور ایسا کرے، بدعت اور فسق و فجور عام کرنے والوں کو روکنے کی طاقت رکھتا ہو تو یہ کام بھی ضرور کرے۔ تاہم اگر مذکورہ استطاعت نہ ہو تو ایسے شخص کے پیچھے جو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زیادہ رکھتا ہو اور دوسروں سے بڑھ کر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہو نماز ادا کرنا افضل ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں مروی ہے:

يؤم القوم اقرءهم لكتاب الله، فان كانوا في القراءة سواء فاعلمهم بالسنة فان كانوا في السنة سواء فاقدمهم بهجرة ، فان كانوا في الهجرة سواء فاقدمهم سِنًا.......

"کہ امامت وہ کرائے جو کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو، اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو ان میں سے جو سنت کا بڑا عالم ہو اور اگر سنت کے علم میں برابر ہوں تو جس نے ہجرت پہلے کی ہو، اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو جو عمر میں سب سے بزرگ ہو۔......"

بدعت و فجور کے اعلانیہ کرنے والے سے ہجر و کنارہ کشی اور روگی اختیار کرنے میں کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راجح مصلحت ہو تو اس سے یہی رویہ روا رکھے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین صحابیوں سے یہ رویہ رکھا تھا جو جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی تاہم جب اس کی رضامندی کے بغیر ایسے شخص کو امام بنایا جائے اور اس کی امامت میں نماز ترک کرنے میں کوئی شرعی مصلحت نہ ہو تو جمعہ اور جماعت کو فوت کرنا جہالت اور گمراہی ہے اور ایسا آدمی بدعت کا جواب بدعت سے دیتا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ، ج ۳ ص ۲۸۰-۲۸۶)

اللجنة الدائمة للافتاء سے درج ذیل سوال کیا گیا:

اگر ذبح کرنے والے کے عقیدے کا علم نہ ہو تو اس کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ''اگر وہ ظاہراً مسلمان ہو اور انسان اس کے عقیدے کو نہ جانتا ہو اسی طرح اس کے متعلق یہ علم بھی نہ ہو کہ اس کے عقیدہ میں انحراف پایا جاتا ہے، تو ایسے مجہول الحال شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا اور اس کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا صحیح ہے۔

(فتاویٰ اللجنة الدائمة: 7/365)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بدعت کے ساتھ مل کر جہاد کرنا

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولهذا كان من أصول أهل السنة والجماعة الغزو مع كل برّ وفاجر، فان الله يؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر، وبأقوام لا خلاق لهم، كما أخبر بذلك النبي ﷺ...... فانه لا بد من آحد أمرين: اما ترك الغزو معهم فيلزم من ذلک استيلاء الآخرين الذين هم أعظم ضررًا في الدين والدنيا۔ واما الغزو مع الأمير الفاجر فيحصل بذلک دفع الأفجرين۔ واقامة أكثر شرائع الاسلام، وان لم يمكن اقامة جميعها ۔ فهذا هو الواجب في هذه الصورة، وكل ماأشبهها بل كثير من الغزو الحاصل بعد الخلفاء الراشدين، لم يقع الا على هذا الوجه۔"

"اہلسنّت والجماعت کے اصول میں یہ شامل ہے کہ ہر نیکو کار اور گناہ گار امیر کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد ایک گناہ گار یا فاجر آدمی کے ذریعے بھی کر سکتا ہے اور ایسے لوگوں کے ذریعے سے بھی جو نیکی سے تہی دامن ہوں ۔ اس لئے دو امور میں سے ایک لازمی طور پر اختیار کرنا پڑے گا یا تو ان امراء کے ساتھ مل کر قتال چھوڑ دیا جائے جس کی بنا پر دوسروں کا غلبہ یقینی ہوگا جو کہ دین اور دنیا دونوں پہلوؤں سے زیادہ بڑے ضرر اور نقصان کے حامل ہیں یا پھر ایک فاجر امیر کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے جس کے نتیجے میں اس سے کہیں زیادہ بڑے فاجروں اور بدکاروں کو پسپا کیا جا سکتا ہے اور اگرچہ مکمل طور پر نہ سہی بیشتر احکام اسلام کا قیام ہو سکتا ہے، اس صورت حال یا اس قسم کے حالات میں یہی واجب ہے بلکہ بیشتر جنگیں جو خلفاء راشدین کے بعد لڑی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئی ہیں وہ اسی پہلو اور اسی نقطہ نظر ہی کی بنا پر لڑی گئی ہیں‘‘۔(مجموع الفتاوی، ج ۲۸ ص ۵۰۶)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر، على ماتوجبه الشريعة، ويرون اقامة الحج والجهاد، والجمع الأعياد مع الأمراء -ابرارًا كانوا أو فجاراً- ويحافظون على الجماعات ويدينون بالنصيحة للأمة، ويعتقدون معنى قوله ﷺ ((المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً)) وشبك بين أصابعه ﷺ۔ وقوله ﷺ: ((ومثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد الواحد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالحمى والسهر))

’’اہلسنت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرتے ہیں۔ امیر جیسے بھی ہوں، نیکوکار ہوں یا فاجر، اہلسنت ان کے ساتھ مل کے حج، جہاد جمعہ اور عید وغیرہ کا قیام درست سمجھتے ہیں، ’’جماعت‘‘ کی محافظت اور پاسبانی کرتے ہیں۔ امت کی خیر خواہی کو دین سمجھتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں کہ مومن دوسرے مومن کے لیے اُس عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔ مومنین کی باہم مودت، رحم وترس اور تعلق وہمدردی کی مثال بالکل جسد واحد کی سی ہے اگر اس کے ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا جسم اس کی وجہ سے بخار زدہ اور پریشان رہتا ہے۔‘‘ (مجموع الفتاوی، ج ۳ ص ۱۵۸)

’’اگر جہاد کسی اور طریقے سے ممکن نہ ہو تو کسی بھی امیر یا گروہ کے ساتھ مل کر یہ فریضہ سرانجام دیا جائے اور اس سلسلے میں وہ گروہ جس کے ساتھ مل کر آدمی قتال کرتا ہے اس کا ایسے کسی بھی معاملے میں ساتھ نہ دے جس میں اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تحت ان کی اطاعت کرے اور اس کی معصیت میں ان کی اطاعت نہ کرے کیونکہ ((لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق)) خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کوئی اطاعت نہیں۔امت کے افضل ترین لوگوں کا ماضی وحال ہر زمانے میں یہی طریقہ رہا ہے اور یہ ہر مکلف پر فرض ہے۔ یہ طریق وسط ہے، ایک انتہاء پر حروریہ (خوارج) ہیں جو فاسد زُہد وورع کے مسلک پر چلتے ہیں اور در حقیقت یہ کم علمی کا نتیجہ ہے جبکہ دوسری انتہاء پر مرجئہ اور اس قسم کے دوسرے لوگ ہیں جو امراء کی اطاعت مطلق کے مسلک پر چلتے ہیں چاہے وہ نیکوکار نہ بھی ہوں۔'' (مجموع الفتاویٰ، ج ۲۸ ص ۵۰۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم کے لحاظ سے سنت کی مخالفت میں واقع ہونے والوں کی اقسام

سنت کی مخالفت میں واقع ہونے والے حکم میں برابر نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض اجتہادی غلطی پر ہوتے ہیں، بعض ایسے ہوتے ہیں جو جاہل اور لاعلم ہونے کے باعث معذور ٹھہرتے ہیں، بعض ظالم اور بعض منافق وزندیق ہوتے ہیں اور بعض مشرک اور گمراہ۔ ان میں سے ہر ایک کے الگ الگ احکام ہیں:

1۔ مجتہد مخطی:

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا﴾

(الانبیاء: ۷۸،۷۹)

"اور یاد کیجئے جب داؤد اور سلیمان ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جسے دوسرے لوگوں کی بکریاں چر گئیں تھیں اور جب وہ فیصلہ کر رہے تھے تو ہم دیکھ رہے تھے اس وقت ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا جب کہ ہم نے قوت فیصلہ اور علم سب کو عطا کیا تھا۔"

جب ایک کھیتی کا مالک داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے پاس فیصلہ کرانے آیا جس کے کھیت میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں داخل ہوگئیں اور اس کی فصل کو اجاڑ دیا۔ داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ تمام بکریاں کھیتی کے مالک کو دے دی جائیں کیونکہ بکریوں کے مالک نے کوتاہی سے کام لیا سلیمان علیہ السلام نے اس جھگڑے میں حق کے مطابق فیصلہ سنایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ بکریوں کے مالک اپنی بکریاں کھیتی کے مالک کے حوالے کر دیں وہ ان کے دودھ اور اون سے فائدہ اٹھائے اور بکریوں کے مالک کھیت میں اس وقت تک کام کریں جب تک کھیتی اپنی پہلی حالت میں نہ آجائے۔ جب کھیتی اپنی پہلی حالت میں آجائے تو دونوں ایک دوسرے کا مال لوٹا کر اپنا اپنا مال لے لیں۔ (حاکم ۲۔۵۸۸ بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

یہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کے کمال فہم پر دلالت کرتا ہے۔ اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ جب حاکم کوئی فیصلہ کرتا ہے تو کبھی اس کا فیصلہ حق کے مطابق ہوتا ہے اور کبھی اس سے خطا ہو جاتی ہے۔ اگر کوشش کے باوجود فیصلے میں خطا ہو جائے تو وہ ملامت کا مستحق نہیں۔

امام ابن تیمیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے دونوں انبیاء کی تعریف وثنا بیان کی ہے کہ دونوں کو علم وحکمت سے نوازا گیا تھا مگر اس مسئلہ میں درست فہم سلیمان علیہ السلام کا تھا۔ اسی طرح علماء میں سے کسی کو درست فہم حاصل نہ ہونا اُس عالم کی مذمت کو لازم نہیں کرتا۔“ (مجموع الفتاویٰ: ج: ۳۳ص: ۲۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بعض اوقات اپنے کئی اجتہادات میں غلطی کھائی جیسے ایک صحابی نے امیر کی اطاعت کے وجوب سے استدلال کیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو آگ میں کودنے کا حکم دے سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ انصاری رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں ایک لشکر بھیجا اور اہل لشکر کو حکم دیا کہ اپنے سپہ سالار کی اطاعت کریں۔ راستہ میں سپہ سالار کو کسی بات پر غصہ آگیا۔ اس نے لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ پھر آگ جلائی۔ سپہ سالار نے کہا اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ بعض لوگوں نے حکم کی تعمیل کا ارادہ کیا اور بعض نے انکار کیا اور دوسروں کو بھی تعمیل کرنے سے روکتے رہے اور کہا کہ ہم آگ ہی سے بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے۔ اس بحث میں آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ اور سپہ سالار کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے اور فرمایا اطاعت تو صرف معروف کاموں میں ہے۔ (بخاری، ۴۳۴۰۔ مسلم، ح۔ ۱۸۴۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اعتقاد الفرقة الناجية هي الفرقة التي وصفها النبي ﷺ بالنجاة حيث قال: ((تفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة، اثنتان وسبعون في النار وواحدة في الجنة، وهي ما كان على مثل ما أنا عليه اليوم وأصحابي)) فهذا الاعتقاد هو المأثور عن النبي ﷺ وأصحابه رضي الله عنهم، وهم ومن اتبعهم الفرقة الناجية...... وليس كل من خالف في شيء من هذا الاعتقاد يجب أن يكون هالكا فان المنازع قد يكون مجتهدا مخطئا يغفر الله خطأه، وقد لا يكون بلغه في ذلك من العلم ماتقوم به عليه الحجة، وقد يكون له من الحسنات مايمحو الله به سيئاته، واذا كانت ألفاظ الوعيد المتناولة له لا يجب أن يدخل فيها المتأول، والقانت، وذو الحسنات الماحية، والمغفور له وغير ذلك: فهذا أولى))

''فرقہ ناجیہ کے عقائد اسی فرقہ کے عقائد ہیں جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجات کی پیشینگوئی کی تھی .... یہ عقائد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ماثور ہیں اور یہ حضرات اور ان کے پیچھے چلنے والے ہی فرقہ ناجیہ ہیں۔ مگر ہر اس شخص کا جو ان عقائد میں سے کسی بات کی مخالفت کرتا ہے لازمی طور پر ہلاکت میں پڑنا ضروری نہیں، کیونکہ مخالف بسا اوقات اجتہاد کی بنا پر غلطی کرتا ہے اور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کردے یا بعض اوقات یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسے ایسی بات کا علم نہ ہوا ہو جس سے اس پر حجت قائم ہوسکے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی نیکیاں اس کی برائیوں کو مٹانے کے قابل ہوجائیں۔ جب ایسی صورت ہے کہ کسی وعید کے الفاظ کی زد میں آنے کے باوجود ایک تاویل کرنے والا، خوف اور خشوع رکھنے والا شخص جس کے گناہ اس کی نیکیوں سے مٹ سکتے ہوں جو قابل مغفرت ہو، اس کا وعید میں لازمی اور قطعی طور پر داخل ہونا ضروری نہیں ہے تو ایسا شخص تو ان سے اولیٰ ہے۔'' (مجموع الفتاویٰ: ج ۳ ص ۱۷۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2۔ جاہل قابل عذر

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ⑮﴾ (بنی اسرآءیل:۱۵)

"اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیا کرتے جب تک اپنا رسول نہ بھیجیں۔"

ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا جبکہ ان کو معلوم نہ تھا کہ غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ شام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معاذ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا آپ نے پوچھا اے معاذ یہ کیا ہے؟ معاذ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں شام سے آیا اور میں نے وہاں لوگوں کو دیکھا جو اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے تھے۔ میرا دل چاہا کہ میں بھی آپ کو سجدہ کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کرو اگر اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (ابن ماجۃ:۱۸۵۳)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((فمن كان قد آمن بالله ورسوله، ولم يعلم بعض ما جاء به الرسول، فلم يؤمن به تفصيلا: اما أنه لم يسمعه، أو سمعه من طريق لا يجب التصديق بها، أو اعتقد معنى آخر لنوع من التأويل الذي يعذر به۔ فهذا قد جعل فيه من الايمان بالله وبرسوله، ما يوجب أن يثيبه الله عليه۔ و ما لم يؤمن به فلم تقم عليه الحجة التي يكفر مخالفها))

"چنانچہ وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لا چکا ہے مگر بعض ایسے امور کا اسے علم نہیں ہوا جنہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کے آئے ہیں۔ اس بنا پر وہ ان امور کے ساتھ ایمان مفصل نہ لا سکا، یا تو اس نے ان کے بارے میں سن ہی نہیں رکھا اگر سنا ہے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناقابل اعتماد ذریعہ سے، یا پھر وہ کسی ایسی تاویل وغیرہ کی بناء پر جو قابل عذر ہے کسی اور مطلب ومعنی کا اعتقاد رکھتا ہے، تو ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان والا ہے جس پر اللہ کی طرف سے ثواب کا مستحق ہے اور جن باتوں کے ساتھ وہ ایمان نہیں لا سکا تو اس سلسلے میں اس پر وہ حجت قائم نہیں ہوئی جس کا مخالف کافر قرار پاتا ہے۔ (مجموع الفتاوی، ج ۱۲: ص: ۴۹۴)

3۔ ''ظلم'' اور ''عدوان'' کے مرتکب

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((ومن أهل البدع من يكون فيه ايمان باطنا وظاهرا، لكن فيه جهل وظلم حتى أخطأ ما أخطأ من السنة، فهذا ليس بكافر ولا منافق، ثم قد يكون منه عدوان وظلم يكون به فاسقا أو عاصيا، وقد يكون مخطئا متأولا مغفورًا له خطؤه، وقد يكون مع ذلك معه من الايمان والتقوىٰ ما يكون معه من ولاية الله بقدر ايمانه وتقواه))

''بدعات کے حاملین میں بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جن میں باطناً اور ظاہراً ایمان ہوتا ہے مگر جہل اور ظلم کی بنا پر مذہب سنت کی مخالفت کرتے ہیں۔ ایسا شخص نہ تو کافر ہے اور نہ ہی منافق، اس کا ظلم وعدوان، ہوسکتا ہے اس درجے کا ہو کہ اس کی بنا پر زیادہ سے زیادہ فاسق یا عاصی (نافرمان) ٹھہرتا ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایمان اور تقوی اس حد تک ہو کہ اپنے ایمان اور تقوی کے بقدر اللہ کے ساتھ اس کی دوستی و وفاداری اور وابستگی کا رشتہ ہنوز قائم ہو'' (مجموع الفتاوی، ج ۳ ص ۳۵۴)

حجاج بن یوسف ایک ظالم حکمران تھا۔ حجاج بن یوسف نے صحابی رسول عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور ان کی لاش کو مدینہ کی ایک گھاٹی کے ایک درخت سے لٹکا دیا۔ قریشی اور دوسرے لوگ اس کو دیکھتے ہوئے گزرتے تھے۔ جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے تو کھڑے ہوئے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

السلام علیک ابا خبیب، السلام علیک ابا خبیب، السلام علیک ابا خبیب۔ اللہ کی قسم میں آپ کو اس سے پہلے بھی روکتا تھا۔ اللہ کی قسم میں نے آپ کی طرح روزہ دار رات کو بندگی کرنے والا اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا...... سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد جب حجاج کو اس کلام کی اطلاع ملی تو اس نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نعش اس گھاٹی سے اتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں پھینکوادی۔ پھر عبداللہ کی والدہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی لخت جگر ام المومنین عائشہ صدیقہ کی بہن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف آدمی بھیج کر ان کو بلوایا۔ انہوں نے آنے سے انکار کردیا تو حجاج نے دوبارہ آدمی بھیجا اور کہا کہ اگر تم نہیں آؤ گی تو میں تیری طرف ایسے آدمی کو بھیجوں گا' جو تجھے بالوں سے کھینچتا ہوا میرے پاس لائے گا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی' چاہے تو میری طرف ایسے آدمی کو بھیج جو مجھے بالوں سے کھینچتا ہوا لائے، حجاج جوتیاں پہن کر اکڑتا ہوا سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا تو نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے جواب دیا تو نے اس کی دنیا خراب کردی اور اس نے تیری آخرت خراب کردی اور سن مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو عبداللہ کو دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہتا ہے اللہ کی قسم میں دو کمر بندوں والی ہوں ایک کمر بند سے تو میں نے رسول اللہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کھانا باندھا تھا اور دوسرا کمر بند وہی تھا کہ جس کی عورت کو ضرورت ہوتی ہے اور سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ایک حدیث بیان فرمائی تھی کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا اور ظالم میں تیرے علاوہ کسی کو نہیں سمجھتی۔ راوی کہتے ہیں کہ حجاج اٹھ کھڑا ہوا اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہیں دیا۔ (مسلم: ۲۵۴۵)

لیکن اس ظلم کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے مسلمان سمجھا اور اس کے پیچھے نمازیں تک ادا کیں۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرے بعد ایسے امراء ہوں گے جو میری ہدایت سے راہنمائی حاصل نہ کریں گے اور نہ میری سنت کو اپنائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے اور عنقریب ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے جسموں میں شیطان کے دل ہوں گے ۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں کیا کروں اگر اس زمانہ کو پاؤں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیر کی بات سن اور اطاعت کر اگر چہ تیری پیٹھ پر مارا جائے یا تیرا مال غصب کر لیا جائے پھر بھی ان کی بات سن اور اطاعت کر۔ (مسلم:۱۸۴۷)

5۔ منافق

سنت کی مخالفت کرنے والوں میں منافق بھی ہوتے ہیں یہ لوگ ظاہر میں اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے کفر کو باطن میں چھپاتے ہیں ۔اس لیے یہ کافروں سے بھی زیادہ بدبخت ہیں ۔منافق یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے :

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾

(النساء:۱۴۵)

”یہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور آپ انکا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔“

یہ منافق دین اسلام سے خارج اور مستقل جہنمی ہیں مگر دنیا میں ان کو مسلمانوں والے حقوق حاصل ہوتے ہیں کیونکہ یہ ظاہراً اسلام اور خیر کا اظہار کرتے ہیں اور اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر اپنے کفر کا انکار کر دیتے ھیں :

﴿اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ (المنافقون:۲)

”انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے“

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جہاد کے سفر میں میں نے عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان (صحابہ) پر خرچ نہ کرو یہاں تک کہ یہ بھاگ جائیں اور جب ہم (مدینہ) لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا ذلیل (صحابہ) کو باہر نکال دے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا کر پوچھا ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم نے ایسا نہیں کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا سمجھا اور ان کو سچا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جانا۔ مجھے اس بات کا اتنا صدمہ ہوا کہ اس سے پہلے کسی بات کا اتنا صدمہ نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ المنافقون نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: اے زید! اللہ نے تیری تصدیق کر دی۔'' (بخاری:۴۹۰۱)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں تو آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔'' (بخاری :۴۹۰۵)

مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر ذوالخویصرہ التمیمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ نے اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ (بخاری:۴۶۶۷) اے محمد انصاف کرو۔ (بخاری: ۶۱۶۳) یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے ڈرو۔ آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو کیا میں روئے زمین پر اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا نہیں ہوں؟ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں آپ نے فرمایا نہیں ممکن ہے وہ نماز پڑھتا ہو۔ (یعنی ظاہری اسلام کی وجہ سے قتل کا مستحق نہ ہو)

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت سے ایسے نمازی ہیں جو زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ (یعنی منافق ہوتے ہیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں کے دل کریدنے اور ان کے پیٹ چاک (کر کے دلی حالت معلوم کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ (بخاری:۴۳۵۱۔ مسلم :۱۰۶۴)

ہمیں لوگوں کے ظاہر کو دیکھنا ہے اگر وہ ظاہر میں شرک و کفر کا انکار کرتے ہیں اگرچہ ان کو دلوں میں کفر پایا جاتا ہے تو ہم ظاہر کی وجہ سے ان کے ساتھ مسلمانوں والا سلوک کریں گے اور انہیں مسلمانوں والے حقوق دیں گے۔ البتہ آخرت میں یہ لوگ کفار کے ساتھ جہنم میں جمع کر دیئے جائیں گے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((هذا مع العلم بأن كثيراً من المبتدعة منافقون النفاق الأكبر، واولئك

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كفار في الدرك الأسفل من النار، فما أكثر ما يوجد في الرافضة والجهمية ونحوهم زنادقة منافقون،بل أصل هذه البدع هو من المنافقين الزنادقة،ممن يكون أصل زندقته عن الصابئين والمشركين، فهؤلاء كفار في الباطن،ومن علم حاله فهو كافر في الظاهر أيضًا))

[بہت سے اہل بدعت منافقین ہوتے ہیں،ان کا نفاق بھی نفاق اکبر ہوتا ہے،اور یہ لوگ کفار ہیں اور جہنم میں درک اسفل ان کا ٹھکانہ ہے۔روافض اور جہمیہ وغیرہ ایسے فرقوں میں زندیق اور منافقین بہت ہی کثرت سے موجود ہیں۔بلکہ بدعت کا اصل منبع ہیں' جن کی زندیقیت کے ڈانڈے صابئین اور مشرکین سے جا ملتے ہیں لہٰذا ایسے لوگ باطن میں کفار ہوتے ہیں اور جب ان کے اس حال کا علم ہو جائے (یعنی وہ اپنے کفر وشرک کا کھلم کھلا اظہار کر دیں) تو پھر ظاہر میں بھی وہ کافر ہی قرار دیئے جائیں گے] (مجموع الفتاوی، ج ۱۲ ص ۴۹۷)

6۔مشرکین

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کی ایک جماعت مشرکوں سے نہ جا ملے اور میری امت کے بہت سے لوگ بت پرستی نہ کریں" [ترمذی:2219، البانی نے صحیح کہا]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

(فمن اعتقد في بشر أنه اله، أودعا ميتًا، أوطلب منه الرزق والنصر والهداية، وتوكل عليه أو سجد له، فانه يستاب، فان تاب والا ضربت عنقه۔ ومن فضَل أحداً من (المشايخ) على النبي ﷺ أو اعتقد أن أحد يستغني عن طاعة رسول الله ﷺ: استيب، فان تاب والا ضربت عنقه۔ وكذالک من اعتقد أن احدًا من (أولياء الله) يكون مع محمد ﷺ كما كان الخضر مع موسى، فانه يستتاب، فان تاب والا ضربت عنقه۔۔ ومحمد ﷺ مبعوث الى جميع الثقلين: انسهم وجنهم،فمن اعتقد أنه يسوغ لأحد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخروج عن شريعته وطاعته فهو كافر يجب قتله)

[کسی بشر کے بارے میں جو شخص اللہ ہونے کا اعتقاد رکھے یا کسی مردے سے دعا کرے یا اس سے رزق، نصرت یا ہدایت کا طلب گار ہو، اس پر توکل کرے یا اس کو سجدہ کرے، تو ایسے شخص سے توبہ کرائی جائے گی اگر کر لے تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن تن سے جدا کردی جائیگی۔ جو شخص مشائخ میں سے کسی کی نبی اکرم ﷺ پر افضلیت کا قائل ہو یا یہ اعتقاد رکھے کہ کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کی اطاعت سے مستغنی و بے نیاز ہے ، اس سے بھی توبہ کرائی جائے گی ورنہ اس کی بھی گردن ماری جائے گی اسی طرح جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اولیاء میں سے کسی کی حیثیت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایسی ہے جیسے موسیٰ کے ساتھ خضر، تو ایسے شخص کو بھی توبہ کرائی چاہیے ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے..... محمد ﷺ جن و انس کے تمام افراد کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اس لئے جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ کوئی بھی شخص آپ کی شریعت اور اطاعت سے خروج کا مجاز ہے تو ایسے اعتقاد کا حامل کافر ہے اور اس کا قتل واجب ہے] (مجموع الفتاوی، ج ۳ص ۴۲۲)

مزید فرماتے ہیں:

(وهؤلاء الذين يزعم أحدهم أنه يراه أي الله سبحانه وتعالى بعيني رأسه في الدنيا هم ضلال كما تقدم، فان ضموا الى ذلك أنهم يرونه في بعض الأشخاص: أما الصالحين، أو بعض المردان، أو بعض الملوك وغيرهم، عظم ضلالهم وكفرهم ، وكانوحينئذ أضل من النصارى الذين يزعمون أنهم رأوه في صورة عيسى ابن مريم۔

بل هم أضل من أتباع الدجال الذي يكون في آخر الزمان ، ويقول للناس انا ربكم!۔۔۔

وهؤلاء قد يسمون (الحلولية) و(الاتحادية) وهم صنفان:

★(قوم) يخصونه بالحلول أو الاتحاد في بعض الأشياء، كما يقوله

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النصاریٰ في المسیح ،والغالیة في علی رضي الله عنه ونحوه،وقوم في أنواع من المشائخ،وقوم في بعض الملوک،وقوم في بعض الصور الجمیلة،الیٰ غیر ذلک من الاقوال التي هی شر من مقالة النصاریٰ۔

★و(صنف)یعمون فیقولون بحلوله واتحاده في جمیع الموجودات۔ حتی الکلاب والخنازیر والنجاسات وغیرہا۔ کما یقول ذلک قوم من الجهمیة ومن تبعهم من الاتحادیة: کأصحاب ابن عربي،وابن سبعین ، وابن الفارض والتلمساني، والبلیاني، وغیرهم۔۔فهؤلاء (الضلال الکفار) الذین یزعم أحدهم أنه یری ربه بعینیه۔وربما زعم أنه جالسه وحادثه آوضاجعه!وربمایعین أحدهم آدمیًاأماشخصا أوصبیًا أوغیر ذلک ویزعم أنه کلمهم، ویستتابون فان تابوا والاضربت أعناقهم وکانوا اکفارًا،اذهم أکفر من الیهود والنصاریٰ۔۔

هذاأکفر من الغالیة الذین یزعمون أن علیًارضي الله عنه،أوغیره من أهل البیت هوالله، وهؤلاء هم الزنادقة الذین حرقهم علي رضي الله عنه بالنار))

[اور یہ لوگ بھی جو بزعم خویش ،اللہ تعالیٰ کا دیدار اسی دنیا میں کرتے ہیں، مذکورہ اصناف کی طرح ہی گمراہ ہیں، پھر اگر اس کے ساتھ وہ یہ بھی شامل کریں کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار وہ بعض اشخاص کی صورت میں کرتے ہیں ...... یہ اشخاص صالحین ہوں جن ہو یا بادشاہ یا کوئی دوسرا ...... تو ایسی صورت میں ان کی گمراہی اور کفر دو چند بلکہ کہیں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔اور ایسی صورت میں یہ لوگ ان عیسائیوں سے بھی زیادہ گمراہ اور بدتر ٹھہرتے ہیں جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی صورت میں دیدار الٰہی کا اعتقاد رکھتے ہیں بلکہ یہ تو پیروان دجال سے بھی زیادہ گمراہ ہیں جو کہ آخر زمانے میں ظاہر ہوگا اور لوگوں کو کہے گا میں تمہارا رب ہوں ...... یہ لوگ بسا اوقات حلولیہ اور اتحادیہ ایسے ناموں سے یاد کئے جاتے۔ان کی دو اصناف ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک گروہ تو ایسا ہے جو خاص چیزوں یا اشخاص کی بابت ہی اللہ تعالیٰ کے حلول یا اتحاد کا اعتقاد رکھتا ہے مثلاً عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں یا غالی فرقے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا گمان رکھتے ہیں کچھ لوگ ایک خاص مرتبے پر فائز اولیاء اور مشائخ کے بارے میں، بعض لوگ خاص بادشاہوں میں، بعض کچھ حسین و جمیل صورتوں میں یا اسی طرح کی دیگر اشیاء یا اشخاص کے بارے میں ایسی باتوں کے قائل ہیں جو کہ عیسائیوں کے مذہب سے کہیں بدتر ہیں۔ جبکہ دوسرا گروہ اس کو عام سمجھتا ہے چنانچہ یہ لوگ اللہ رب العزت کی نسبت حلول واتحاد کا عقیدہ تمام موجودات حتی کہ کتوں، سوؤروں اور نجاستوں تک کی بابت رکھتے ہیں جیسا کہ جہمیہ کا ایک گروہ اور اتحادیہ میں سے ان کے ہم عقیدہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں، مثال کے طور پر ابن عربی اور اس کے حاشیہ بردار ابن سبعین، ابن الفارض، تلمسانی، بلیانی اور اس طرح کے بہت سے لوگوں کا نام لیا جاسکتا ہے۔ یہ گمراہ اور کافر لوگ ہیں جو بزعم خویش اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتے بلکہ اس کے ہم نشین، ہم کلام اور ہم بستر تک بھی ہوتے رہتے ہیں (معاذ اللہ) بسا اوقات کسی شخص، بچے یا کسی کو متعین کر کے اس کی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا دعویٰ کرتے ہیں ایسے لوگوں سے توبہ کرانی چاہیے، کرلیں تو درست ورنہ ان کی گردنیں اڑا دینی چاہئیں کیونکہ یہ کافر ہیں بلکہ ایسے لوگ یہود ونصاریٰ سے بڑے کافر ہیں...... یہ ان غالیوں سے بھی بڑے کافر ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا کسی دیگر اہل بیت کے بارے میں عقیدہ رکھتے تھے کہ وہی اللہ ہیں۔ یہی وہ زنادقہ تھے جن کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا کے راکھ کیا تھا] (مجموع الفتاویٰ، ج ۳ ص ۳۹۱-۳۹۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت سے اعتقادی اختلاف رکھنے والے فرقوں کے مراتب

امت میں بہت سے اعتقادی مسائل میں اختلاف پیدا ہوا جس کی بنیاد پر مختلف فرقے وجود میں آئے۔ ہر فرقے میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اساسی عقائد میں مسلمانوں سے اختلاف کیا۔ علمائے کرام نے ان لوگوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور ہر فرقے میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے ان امور میں اختلاف نہیں کیا جن کا ضروریات دین سے ہونا قطعی اور حتمی تھا انہوں نے ان ارکان، اصول اور قواعد کو تسلیم کیا جس پر دین اسلام کی عمارت کھڑی ہے لہذا علمائے اہل سنت نے ان کی غیر کفریہ بدعات کی بنا پر اسلام سے خارج نہیں سمجھا البتہ انہیں اہل سنت سے خارج قرار دیا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[چنانچہ اگر ایسا ہو جائے کہ تمام گروہوں میں عدوان و زیادتی کے مرتکب لوگوں کو سزا دی جائے اور تمام گروہوں میں سے متقی لوگوں کی شرف و عزت افزائی کی جائے تو یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی اور مسلمانوں کی اصلاح کا سب سے بڑا ذریعہ ہوگا]

(الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح: 22/1)

چند فرقوں کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

''قدریہ''

''قدریہ'' کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہر چیز انسان کے ارادہ اور قدرت کے تابع ہے گویا ان کے نزدیک انسان اپنی تقدیر خود بناتا ہے سب کام انسان اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے اللہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو حوادث کا علم اسی وقت ہوتا ہے جب وہ وقوع میں آتے ہیں۔ ان اقوال سے ان کا مقصد اللہ کے ازلی علم اور ارادہ کے نفی کرنا تھا۔

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین رحمۃ اللہ علیہ قدریہ کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”قدریہ کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جنہوں نے کہا کہ اشیاء کے وجود میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں ہوتا اور دوسری قسم وہ ہے جو کہتے ہیں کہ بندوں کی افعال اللہ تعالیٰ پیدا نہیں کرتا بلکہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں۔“ (شرح لمعۃ الاعتقاد)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”وہ قدریہ جو اللہ کے ازلی علم اور تقدیر کے لکھے جانے کے انکاری ہیں سلف صالحین نے ان کو کافر کہا اور جنہوں نے اللہ کے ازلی علم کو تو تسلیم کیا لیکن اس بات کا انکار کیا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے ان کو کافر نہیں کہا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۵۲/ ۳)

عبداللہ کہتے ہیں: کہ میرے والد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا قدریہ کا قول کہنے والا کافر ہے؟ میرے والد نے جواب دیا: جب وہ (اللہ کے ازلی) علم کا انکار کرے۔ (تو کافر ہے) (السنۃ للخلال: روایۃ:862)

یحییٰ ابن یعمر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے تقدیر کا انکار کیا وہ بصرہ کا معبد الجھنی تھا۔ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور کہا اے ابوعبدالرحمن ہمارے علاقے میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن حکیم کو پڑھتے اور عالم ہونے کے دعویدار ہیں لیکن وہ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تم ان سے ملو تو انہیں بتانا کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ اللہ کی قسم اگر وہ احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کریں اللہ تعالیٰ ان سے ہرگز قبول نہ کرے گا یہاں تک کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئیں (مسلم:۸)

”رافضہ“

شیعہ کے بہت سے گروہ ہیں بعض وہ ہیں کہ جو کفر اکبر کے مرتکب اور اسلام سے خارج نہیں۔ ان میں سے ایک زیدیہ بھی ہیں جس کے امام زید بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب تھے۔ شیعہ کے تمام فرقوں میں سے زیدیہ اہل سنت کے زیادہ قریب ہیں یہ ائمہ کو عام لوگوں کی طرح انسان مانتے ہیں البتہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب صحابہ سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

افضل تسلیم کرتے ہیں یہ اصحاب رسول کی تکفیر بھی نہیں کرتے اور یہ عقیدہ بھی نہیں رکھتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لے کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا ان کے نزدیک امام میں اگرچہ کامل صفات ہونی چاہیے لیکن اگر امت کسی ایسے شخص کو امام چن لے جس میں بعض صفات موجود نہ ہوں اور وہ اسکی بیعت کرلیں تو اس کی امامت درست اور بیعت لازم ہوگی یہی وجہ ہوگی کہ زیدیہ کے ہاں سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی امامت صحیح تھی زیدیہ فرقہ آجکل بھی یمن میں موجود ہے۔

شیعہ کے کئی گروہ ایسے ہیں جو کفر اکبر کے مرتکب ہیں۔ جیسا کہ آجکل ایران عراق اور پاکستان میں شیعہ جنہیں امامیہ یا اثناعشریہ کہتے ہیں۔ ان کے ہاں کتب اربعہ مصادر دین کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ کتب اربعہ یہ ہیں۔

۱۔ الکافی ۲۔ التھذیب ۳۔ الاستبصار ۴۔ من لایحضرہ الفقیہ

ان کے چند عقائد ملاحظہ فرمائیں:

تحریف قرآن کا عقیدہ

قرآن کریم کے بارے میں امامیہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن جس طرح نازل ہوا تھا وہ اس طرح باقی نہیں رہا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تین یا چار کو چھوڑ کر تمام صحابہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے قرآن میں کمی اور زیادتی کے جرم کا ارتکاب کیا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ جن صحابہ نے قرآن کریم کو جمع کیا انہوں نے اس میں سے ''علی'' اور ''آل محمد'' کے الفاظ کو کئی مقامات سے حذف کیا اور اسی طرح کئی منافقین کے نام بھی قرآن مجید سے نکال دیے۔ (حیات القلوب للمجلسي: 2/541 تفسير الصافي، المقدمة السادسة للكاشاني)

شیعہ مذہب کے مطابق جو قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا اس کی آیات کی تعداد ایک روایت کے مطابق 17 ہزار (الكافي: 2/134) جبکہ موجودہ قرآنی آیات کی تعداد ۶۲۳۶ ہے۔ (تفسیر مجمع البیان للطبرسی)

گویا شیعہ قوم کے نزدیک دو تہائی قرآن ضائع ہو چکا۔ شیعہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے بارے میں ایک سورت نازل فرمائی تھی۔ جس کا نام "سورۃ الولایۃ" تھا۔ (فصل الخطاب للنوري:180، تذکرۃ الائمۃ لمحمد باقر المجلسي:10,9)

"نظریہ امامت"

شیعہ نظریہ کے مطابق جس طرح نبوت اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ایک منصب ہے اسی طرح امامت بھی الٰہی منصب ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

((الامامة منصب الهي كالنبوة)) "امامت نبوت کی مانند الٰہی منصب ہے"

(أصل الشيعة واصولها:58)

امام جعفر فرماتے ہیں۔((بني الاسلام على خمس :على الصلاة والزكاة والصوم والحج والولاية ولم ينادبشيء كما نودي بالولاية))(أصول الكافی:18/2)

اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے ۔۱۔نماز ۲۔زکواۃ ۳۔روزہ ۴۔حج ۵۔ولایت ۔اور کسی چیز کی طرف اتنا زیادہ نہیں بلایا گیا کہ جتنا زیادہ ولایت کی طرف بلایا گیا ہے۔

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ ان کے ائمہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ کہ وہ وحی کے بغیر کلام نہیں کرتے۔ (بحارالانوار:26/358,17/155,54/237)

چنانچہ خمینی لکھتا ہے :"وان من ضروريات مذهبنا،ان لائمتنا مقاماً لا يبلغه ملک مقربٌ ولا نبي مرسلٌ "(الحكومة الاسلامية:52)

"اور بے شک ہمارے مذہب کی ضروریات (میں یہ بات بھی شامل ہے) یہ کہ ہمارے ائمہ کے لئے وہ مقام ہے کہ جس تک نہ تو کوئی فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل۔"

امامیہ "عصمت ائمہ" کے عقیدے پر متفق ہیں۔اس عقیدے سے ائمہ ہر صغیرہ وکبیرہ گناہ سے پاک ہیں۔ نہ تو وہ جان بوجھ کر گناہ کرتے ہیں اور نہ ہی ان سے بھول چوک میں گناہ سرزد ہوتا ہے۔اسی طرح وہ تاویل میں بھی خطا نہیں کھاتے۔

(بحارالانوار:25/211،مرآۃ العقول:4/352،أوائل المقالات:276)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے نزدیک امام سہو ونسیان میں واقع نہیں ہوتا۔ یہ شیعہ کا وہ مسئلہ ہے کہ جن پر ان کا اجماع ہے۔ (عقائد الامامیہ للمظفر: 95، صراط الحق لآصف المحسنی: 121/3)

شیعہ کا صحابہ کرام کے بارے میں عقیدہ

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ سوائے تین یا چار کے کوئی بھی ارتداد سے محفوظ نہ رہا۔ (السقیفۃ: 19، احقاق الحق وازھاق الباطل: 316)

صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق پر تھے۔ (احقاق الحق وازھاق الباطل: 3، تفسیر الصافی: 4/1)

ایسے عقائد کے حاملین ''رافضہ'' کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس کسی نے یہ زعم رکھا کہ قرآن کی آیات کم ہوگئی ہیں یا چھپالی گئی ہیں یا اس زعم میں مبتلا ہوا کہ قرآن کی ایسی باطنی تاویلات ہیں کہ جو مشروع اعمال کو ساقط کر دیتی ہیں تو ایسوں کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں۔

اور جس کسی نے یہ زعم رکھا کہ سوائے چند صحابہ کے جو کہ دس اور کچھ کی تعداد کو بھی نہیں پہنچتے باقی تمام صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے تھے یا یہ کہ ان کے عام افراد فاسق ہو گئے تھے۔ تو ایسے کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں ہے کیونکہ یہ شخص ان آیات کو جھٹلانے والا ہے جن میں صحابہ کرام کی تعریف کی گئی ہے اور اللہ نے صحابہ کرام سے اپنی رضامندی کا اعلان کیا ہے۔ ایسے کے کفر میں بھی بھلا کون شک کرسکتا ہے؟ اس کا کفر تو متعین ہے۔ یہ قول کہنے والے کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کو نقل کرنے والے کفار یا فساق ہیں۔

یہ قرآن کریم کی اس آیت [كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ......] ''تم بہترین امت ہو'' (آل عمران: ۱۱۰) کا صریح انکار ہے۔

یقیناً اس امت کا سب سے بہترین حصہ پہلی صدی میں تھا اور اگر یہ مانا جائے کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے عوام کفار یا فساق تھے (تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ) یہ امت سب امتوں میں بدترین امت ہے اور اس کے پہلے لوگ اس کے شریر ترین تھے۔اس قول کا کفر ہونا ان امور میں آتا ہے کہ جو معلوم من الدین بالضرورۃ ہیں۔[الصارم المسلول 586,587]

''اتحادیہ ووجودیہ''

وحدت الوجود اور حلول ابن عربی اور دیگر غالی صوفیاء کی بدعت ہے۔ابن عربی کے نزدیک کائنات کا وجود اللہ کے وجود سے غیر نہیں مخلوق کا وجود عین وجودِ رب ہے کیونکہ اُس کا کہنا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی چیز موجود ہی نہیں۔اس کے بارے میں سلف وخلف کا موقف ملاحظہ فرمائیں:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''پھر اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ جس کسی نے ابن عربی کے عقیدے کے درست ہونے کا عقیدہ رکھا تو ایسا آدمی بغیر کسی اختلاف کے بالاجماع کافر ہے۔اختلاف اور کلام صرف اسی وقت ہے جب وہ اپنے کلام کی ایسی تاویل کرتا ہو جو اس کے مقصد کے اچھا ہونے کا تقاضا کرتی ہو......

علامہ ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جس نے یہود ونصاریٰ اور ابن عربی کے طائفہ کے کفر میں شک کیا تو وہ کافر ہے، یہ ایک ظاہری معاملہ اور واضح حکم ہے۔رہی بات اس شخص کی جس نے توقف کیا تو وہ اپنی اس بات میں معذور نہ ہوگا بلکہ اس کا توقف کرنا اس کے کفر کا سبب ہے۔

دارالاسلام کے حکمرانوں پر واجب ہے کہ جو بھی یہ فاسد نظریات اور باطل تاویلات رکھتا ہو اس کو جلا دیں کیونکہ یہ ان لوگوں سے بھی زیادہ نجس ہیں جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الٰہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا دیا تھا۔

اسی طرح ان کی لکھی ہوئی کتابوں کو بھی جلانا واجب ہے۔اور ہر آدمی پر واجب ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ ان کی مخالفت کے فساد کو واضح کرے کیونکہ علماء کا سکوت اور آراء کا اختلاف اس فتنے کے پھیلنے کا سبب بن گیا ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے اچھے خاتمے کا سوال کرتے ہیں۔آمین'' (الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود:۱۵۶،۱۵۵)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:''ابن فارض نے جو قصیدہ میمیہ لکھا اس کو اگر ظاہری معانی پر محمول کریں تو وہ سب کلمات کفریہ ہیں اور جو شخص مذاق میں بھی کفر کا کلمہ کہے تو کافر ہے۔'' (شرح فقہ اکبر،ص:۲۳۱)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں:''ابن عربی نے وحدۃ الوجود والوں کے تصوف کے بارے میں بہت کچھ لکھا اور اس کی تصانیف میں سے سب سے گھٹیا تصنیف الفصوص ہے اگر اس میں کفر نہیں تو پھر دنیا میں کہیں کفر ہے ہی نہیں۔'' (سیر اعلام النبلاء ۲۳/ ۴۸)

بعض صوفیا نے اصطلاح ''وحدۃ الوجود'' کو تو قبول کیا لیکن اس کے قائلین کو دو جماعتوں میں منقسم کیا ہے ایک تو وہ جماعت ہے جو وحدۃ الوجود کے شرکیہ مفہوم کو مانتی ہے اس کو جاہل صوفیوں کا نام دیا ہے جبکہ دوسری جماعت وحدۃ الوجود کے شرکیہ معنی ومفہوم کا رد کرتے ہوئے درست معنی بیان کرتی ہے ان کو محققین صوفیاء کہتے ہیں

وحدت الوجود کے بارے میں دارالافتاء دارالعلوم دیوبند انڈیا کا موقف

وحدۃ الوجود صوفیہ کی اصطلاح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور اس کے بالمقابل تمام ممکنات کا وجود اتنا ناقص ہے کہ کالعدم ہے۔عام محاورہ میں کامل کے مقابلہ میں ناقص کو معدوم سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کسی بڑے علامہ کے مقابلہ میں تعلیم یافتہ کو یا کسی مشہور پہلوان کے مقابلہ میں معمولی شخص کو کہا جاتا ہے کہ یہ تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں،حالانکہ اس کی ذات اور صفات موجود ہیں،مگر کامل کے مقابلہ میں انہیں معدوم قرار دیا جاتا ہے،اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کامل کے مقابلہ میں تمام مخلوق کے وجود کو حضرات صوفیہ معدوم قرار دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ وحدۃ الوجود کے یہ معنی نہیں کہ سب ممکنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود سے متحد ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود کامل صرف واحد ہے بقیہ موجودات کالعدم ہیں جیسے کہ کوئی بادشاہ کے دربار میں درخواست پیش کرے، بادشاہ اسے چھوٹے حکام کی طرف رجوع کا مشورہ دے اور یہ جواب میں کہے کہ حضور آپ ہی سب کچھ ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب حکام آپ سے متحد ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے سب حکام کالعدم ہیں۔

(سہ ماہی قافلہ حق کے مصنف مولانا محمد امجد سعید صاحب (دیوبندی)، اشرف الفتاویٰ، ڈاکٹر عبدالواحد مفتی جامعہ مدنیہ لاہور، حتیٰ کہ اہل حدیث علما کرام حافظ محدث عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے وحدت الوجود کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں)

قبر پرست

ان کی کئی ایک بدعات کفر ہیں جیسے غیر اللہ کو مشکلات کے حل کے لیے پکارنا، انہیں اللہ رب العزت کی صفات سے متصف کرنا۔ وغیرہ۔

﴿وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝﴾ (المؤمنون: ۱۱۷)

''اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اس کے رب کے سپرد ہے۔ ایسے کافر کبھی کامیاب نہ ہوں گے''۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

''پس جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ قبروں سے منت ماننا اللہ سے مرادیں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یا اس سے مصائب دور ہوتے ہیں، رزق کھلتا ہے، جان و مال وملک کی حفاظت ہوتی ہے تو وہ مشرک بلکہ کافر ہے۔'' (اصحاب صفہ اور تصوف کی حقیقت ص ۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن قبر میں مدفون بزرگوں کو پکارنے کے مختلف مراتب ہیں جیسا کہ علامہ بکر ابو زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زندہ شخص کا کسی فوت شدہ بزرگ کو پکارنے کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: کسی زندہ کا مردے کو پکارنا، اس سے مشکلات میں مدد طلب کرنا یہ عمل شرک اکبر ہے جو ایسے ہی ہے جیسے بتوں کی پوجا کرنا اور اللہ کا شریک ٹھہرانا کیونکہ ایسا کرنے والے نے غیر اللہ کی پکار لگائی ہے اور اس سے مدد طلب کی ہے جبکہ اُس کا دل بھی اُس بزرگ کے ساتھ معلق ہے۔ ہم کتاب و سنت سے یہ بات جانتے ہیں کہ استغاثہ عبادت ہے اور اللہ کے سوا کوئی بھی مشکل کشا اور حاجت روا نہیں ہے۔ اس شخص نے غیر اللہ سے اُس بات کی امید لگائی جس پر وہ قادر نہیں، اس لیے یہ شرک کا مرتکب ہے۔ چاہے یہ اس مردے کو دور سے پکارے یا قریب سے، اُس کی قبر کے پاس حاضر ہو کر پکارے یا اُس کے دربار کی کھڑکی یا دروازے سے پکارے یا دور دراز سے ہر صورت وہ شرک اکبر کا مرتکب ہے، البتہ دور سے پکارنے میں وہ ایک کفر یہ بھی کرتا ہے کہ اُس ولی کو عالم الغیب قرار دیتا ہے۔ اس قسم کی مثال میں یہ الفاظ ہیں: یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا غوث مدد، یا علی، یا فاطمہ، یا حسن، یا حسین، یا عبدالقادر میری حاجت روائی کرو، میری مشکل کشائی کرو، میری مدد کرو، مجھ پر رحم کرو، میرے مریض کو شفا دو، میں آپ کے ذمے ہوں، میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور اس طرح کے دیگر صریح الفاظ جن میں غیر اللہ کی پکار لگائی گئی ہو اس قسم میں آتے ہیں۔

دوسری قسم: زندہ کا مردے کو پکارنا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اُس کے لیے دعا کرے اس قسم کی مزید دو قسمیں ہیں:

ا۔ زندہ شخص مردے کو پکارے جبکہ وہ اُس کی قبر سے دور ہو۔

اس قسم کے شرک اکبر ہونے میں بھی مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے یہ وہی شرک ہے جو نصاریٰ نے مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ کیا، وہ انہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکارتے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ لوگوں کے افعال وحالات سے واقف ہیں۔

۲۔زندہ کا اللہ سے دعا کروانے کے لیے مردے کو اُس کی قبر کے پاس آکر پکارنا۔

جیسے قبر پر جانے والے کا بزرگ کو مخاطب ہو کر یہ کہنا: ''اللہ سے میرے لیے یہ اور یہ دعا کریں۔'' یا یوں کہنا ''میں آپ سے اللہ سے فلاں اور فلاں دعا کرنے کا سوال کرتا ہوں۔''

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ قسم ایک بدعت ہے اور اللہ کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی پکار تک پہنچانے کا وسیلہ ہے، جس سے لوگوں کے دل اللہ کی بجائے مخلوق سے جڑتے ہیں۔ البتہ یہ اُس وقت شرک اکبر بن جائے گی جب قبر والے کو پکارنے والا مشرکین مکہ کی مانند اسے اللہ کے ہاں سفارشی اور شرکیہ واسطہ بنائے (وہ اس طرح کہ وہ ان کی عبادت شروع کردے) جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر: ۳۹/۳)

''اور ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔'' (تصحیح الدعا: ۲۴۸۔۲۵۱)

اس قسم کے شرک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے بعض احادیث (جیسا فرمایا کہ مردہ دفنانے والوں کے جوتے کی چاپ سنتا ہے) سے کوئی اس غلط فہمی کا شکار ہوجائے کہ مردے کی قبر پر آکر اُس سے اللہ سے دعا کی درخواست کی جائے تو وہ میری بات سن سکتا ہے یہ عمل شرک نہیں البتہ شرک اور غیر اللہ کی پکار تک پہنچانے کا وسیلہ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مردے سے دعا کروانے کا کتاب وسنت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔

''خوارج''

وہ سب سے پہلا فرقہ ہے جس نے گمراہی اختیار کی۔ یہ لوگ بہت زیادہ عبادت اور قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے۔ ظاہراً ان کا مقصد قرآن مجید کی اتباع تھا مگر قرآن کے مفہوم کی بے جا تاویلات کرتے تھے اور اپنی رائے کو مقدم رکھتے تھے انہوں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے سنت اور فہم صحابہ کو کوئی اہمیت نہ دی قرآن مجید کی آیت کا مفہوم سمجھا اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ جنہوں نے اس آیت کو ان سے مختلف انداز میں سمجھا انہیں کافر قرار دیا اور انہیں قتل کیا۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فہم ان کے فہم سے بہتر تھا۔ اور جو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا تھا وہی حق تھا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا۔ یہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں قتل کروں''

(بخاری ۳۳۴۴۔ مسلم ۱۰۶۴)

عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ'' خارجیوں نے کہا: لا حکم الا للہ۔ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' یہ کلمہ حق سے باطل مفہوم اخذ کر رہے ہیں'' (مسلم ۱۰۶۶)

''خوارج'' لا حکم الا للہ کہہ کر علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے مومن ساتھیوں کو کافر اور واجب القتل قرار دے رہے تھے گویا کلمہ حق سے ایک باطل مفہوم لے رہے تھے۔

ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''خوارج'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام کو کافر کہتے تھے۔ ان پر سب وشتم کرتے اور انہیں قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ مگر صحابہ کرام انہیں کافر اور مشرک قرار نہیں دیتے تھے۔ خوارج کی شدت کا اندازہ کیجئے کہ سیدنا علی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک اونچی آواز سے کہتا ہے'' لئن اشرکت لیحبطن عملك'' (اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے اعمال برباد ہو جائیں گے، یعنی اس نے یہ کہا کہ آپ مشرک ہیں اور آپ کی یہ نمازیں کسی کام کی نہیں ہیں)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز ہی میں فرمایا'' فاصبر ان وعد اللہ حق'' صبر کرو اللہ کا وعدہ حق ہے۔ (طبری ج:۵ ص:۵۴، حاکم ج:۳ ص:۱۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے بارے میں صحیح بخاری میں منقول ہے کہ

"لا یجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة فاینما لقیتموھم فاقتلوھم۔"

ان کا ایمان ان کے نرخرے سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ تم انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو۔

صحابہ کرام نے ان کو فرمان نبوی کے مطابق قتل کیا۔ مگر مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کا سا معاملہ ان کے ساتھ نہیں کیا۔ ان کے اموال کی حرمت کو بھی تسلیم کیا اور اس کو تقسیم نہیں کیا۔

بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: امشرکون ھم؟ قال: من الشرک فروا، قیل فمنافقون؟ قال ان المنافقین لا یذکرون اللہ الا قلیلا قیل: فما ھم؟ قال: قوم بغوا علینا فقاتلناھم"

"کہ کیا وہ مشرک ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا شرک سے ہی تو وہ بھاگے ہیں۔ کہا گیا کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا: منافق تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں (مگر یہ ایسے نہیں، بڑے عبادت گزار ہیں) پوچھا گیا یہ پھر کون اور کیسے ہیں؟ فرمایا: انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے اس لیے ہم نے ان سے قتال کیا ہے۔" (ابن ابی شیبہ رقم ۳۷۹۴۲، بیہقی، ج: ۸، ص: ۱۷۴)

بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتل عبدالرحمن بن عمرو بن ملجم الحمیری کے بارے میں فرمایا:

"لا تقتلوا الرجل فان برئت فالجروح قصاص وان مت فاقتلوہ" کہ اسے قتل نہ کرنا اگر میں صحت یاب ہو گیا تو زخموں کا بدلہ لیا جائے اور اگر فوت ہو گیا تو پھر قصاص میں قتل کر دینا۔ (ابن ابی شیبہ، بیہقی وغیرہ)

لہٰذا جب صحابہ کرام نے انہیں اتنے جرائم کے باوجود کافر قرار نہیں دیا تو شرک اور کفر صریح کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے جرم کی وجہ سے کسی کو کافر و مشرک کہنا اور انہیں خارج از ملت قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ (مقالات تربیت: ص ۱۹۲، ۱۹۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب خوارج کے ان مظالم کے باوجود ہمارے آئمہ نے عدل سے کام لیتے ہوئے انہیں کافر نہیں کہا تو ہمیں بھی کسی گروہ کو کافر اس بنیاد پر نہیں کہنا چاہیے کہ اس نے ہمارے علمائے کرام کو شہید کیا یا ہمارے مال کو لوٹا یا ہماری مساجد پر قبضہ کیا یا آگ لگائی، ہمیں عدل وانصاف کا دامن نہیں چھوڑنا ہے، صرف اسے ہی کافر کہنا ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے کافر کہا ہو کیونکہ تکفیر حکم شرعی ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''خوارج'' کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کرنے کا حکم دیا اور امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ عملاً قتال کیا۔

خوارج کے ساتھ قتال پر صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے متفق تھے۔ (لیکن اس کے باوجود) سیدنا علی، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں کافر قرار نہیں دیا اور انہیں مسلمان ہی سمجھا .... یہ لوگ کہ جن کی گمراہی نص اور اجماع کے ذریعے ثابت ہے نیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ قتال کا بھی حکم دیا ہے جب یہ کافر قرار نہیں دیے گئے تو پھر اُن اختلاف کرنے والے گروہوں کی تکفیر کیسے درست ہوگی جن پر ایسے مسائل میں حق مشتبہ ہوا ہے کہ جن مسائل میں ان سے زیادہ علم والوں نے بھی غلطی کھائی ہے؟.....'' (مجموع الفتاوی: جلد ۳ ص ۲۸۲)

امام ابن تیمیہ نے غیر کفریہ بدعت کی طرف دعوت دینے والے کی تکفیر کرنے کو غلط قرار دیا ہے۔ اس بات کی دلیل کے طور پر خوارج کو پیش کیا ہے جو اپنی بدعت کو سب سے زیادہ ظاہر کرنے والے بلکہ اس کی اساس پر قتال کرنے والے تھے مگر اس کے باوجود سیدنا علی اور دیگر صحابہ نے ان کی تکفیر نہیں کی' بلکہ انہیں ظالم اور حد سے نکلے ہوئے مسلمان قرار دیا۔ (مجموع الفتاوی: جلد ۷ ص ۲۱۷)

البتہ ''خوارج'' میں بھی بعض ایسے گروہ موجود تھے جنہیں علمائے کرام نے کافر اور اسلام سے خارج قرار دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے خوارج کے دو فرقوں کا ذکر کیا جن میں سے ایک یزید بن ابی انیسہ خارجی کے پیروکار تھے جس نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ عجمیوں میں ایک رسول بھیجے گا جس پر کتاب نازل فرمائے گا اور وہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دے گا۔ ان کا ایک فرقہ میمونیہ نے سورت یوسف کے قرآن ہونے کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ایسی سورت قرآن کس طرح ہو سکتی ہے جس میں داستان محبت بیان کی گئی ہو (الفرق بین الفرق بحوالہ اسلامی مذاہب)

''مرجئہ''

مرجئہ اسلام کی طرف منسوب وہ گروہ ہے جسے علمائے اہل سنت اسلام سے خارج قرار نہیں دیتے۔ بلکہ ان کے مختلف گروہ ہیں جن میں بعض شخصیات تو اہل سنت کے ائمہ میں شمار ہوتی ہیں انہیں مرجئہ الفقہاء کہا جاتا ہے، عمومی طور پر ان کے گروہ اہل سنت سے خارج ہیں، البتہ ان کے بعض غالی اسلام سے بھی خارج ہیں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

مرجئۃ السنۃ:

جنہیں مرجئۃ الفقہا اور مرجئۃ الکوفہ بھی کہا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ان کے استاد حماد بن ابی سلیمان اور ان کے شاگرد اس گروہ میں شامل ہیں اور یہ گروہ اہل سنت میں سے شمار ہوتا ہے۔ یہ وہ فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق کا نام ہے۔ اور اعمال مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ایمان میں سے نہیں ہیں۔ البتہ اعمال تقویٰ اور نیکی ہیں اور یہ مطلوب ہیں اور ان کا ادا کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ اعمال کے بجا لانے والے کو ثواب اور چھوڑنے والے کو عذاب ہوتا ہے اور کبیرہ گناہ کے مرتکب پر حد قائم کی جائے گی لیکن وہ اس کو ایمان کا نام نہیں دیتے۔

علماء اہل سنت نے مرجئۃ الفقہاء کی جن باتوں کی تردید کی ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) ان کے نزدیک ایمان دل کی تصدیق اور زبان سے اقرار کا نام ہے عمل بالجوارح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان میں داخل نہیں۔

(۲) وہ کہتے ہیں کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ۔

(۳) ان کے نزدیک کفر کرنے والا اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ کفر کا عقیدہ نہ رکھے یا کسی گناہ کو حلال نہ کرلے یا شریعت کی کسی معلوم بات کا انکار نہ کردے۔

ائمہ اہل سنت نے ''مرجئۃ الفقہاء'' کا خوب رد کیا۔ اور ثابت کیا کہ عمل ایمان میں داخل ہے ۔ لیکن اس سب کے باوجود کسی نے بھی ان کو اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں کیا۔ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا مرجئۃ الفقہاء اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں؟ آپ فرماتے ہیں: ''نہیں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں اسی لیے ان کو مرجئۃ السنۃ یا مرجئۃ اہل السنۃ کہا جاتا ہے۔ اہل سنت سے ان کا اختلاف ان کو دائرہ اہل سنت سے باہر نہیں نکالتا۔ البتہ یہ ان کی خطاء ہے کہ وہ کہتے ہیں عمل ایمان میں داخل نہیں۔'' (الموقع الرسمی لمعالی صالح بن فوزان)

دیگر گروہ

اکثر مرجئہ کی رائے میں عمل ایک بے کار سی چیز ہے جس کا دخول جنت وجہنم سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے ایمان کی حقیقت کو ہی بدل ڈالا۔ ان کے چند گروہ درج ذیل ہیں۔

''مرجئۃ القدریہ'': مرجئہ کا وہ گروہ جنہوں نے قدریہ کے عقائد اختیار کرتے ہوئے تقدیر کا انکار کیا۔

''مرجئہ مرجئہ الکرامیہ'': ان کا کہنا ہے کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کا نام ہے چاہیے دل سے تصدیق نہ بھی کی جائے۔

''مرجئۃ خالصۃ'': اس گروہ نے ''ارجاء'' کے علاوہ باقی مسائل پر کلام نہیں کیا۔

''غلاۃ المرجئۃ'': ان کا کہنا ہے کہ ایمان صرف دل کی معرفت کا نام ہے چاہے زبان سے تصدیق نہ بھی کی جائے۔ اور جہمیہ کی طرح انسان کو مجبور محض قرار دیا جس میں نہ ارادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے نہ قدرت۔ یہ مرجئہ کا وہ گروہ ہے جو کفر اکبر میں واقع ہوا۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ان کے ہاں ایمان کا تعلق دل سے ہوتا ہے زبان سے کفر کا اعلان کرنے، بتوں کی پوجا کرنے یا صلیب کی عبادت کرنے سے بھی ایمان جوں کا توں رہتا ہے اگر کوئی شخص دارالسلام میں رہتے ہوئے یہودی، عیسائی بن جائے یا وہ تثلیث کا عقیدہ رکھتا ہو اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ اللہ کے ہاں کامل مومن ہوگا۔'' (کتاب البرھان للسکسکی ص:۳۳، فصل فی الملل والنحل ابن حزم)

سلف میں سے امام نافع، وکیع، ابوعبید، احمد بن حنبل اور حمیدی رحمہم اللہ علیہم نے ان کو کافر کہا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے فتاویٰ ابن تیمیہ: ۷/ ۱۸۹-۱۲۰)

''جہمیہ''

اس فرقے کا بانی ''جہم بن صفوان'' تھا اس کا عقیدہ تھا کہ انسان اپنے افعال میں مجبور محض ہے نہ اس میں قدرت پائی جاتی ہے نہ ارادہ اور نہ اختیار۔ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ نے انسان کو جبراً گناہوں پر لگا رکھا ہے۔ ایمان کے بارے میں اس کا عقیدہ تھا کہ ایمان صرف معرفت کا نام ہے جو یہودی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف سے باخبر ہیں وہ مومن ہیں یہ فرقہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا منکر تھا۔ یہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے متصف نہیں کیا جا سکتا جن کا اطلاق مخلوق پر ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا انکار کرنا توحید ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ''جو کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت رکھتا ہے، یا اُسے آخرت میں دیکھا جائے گا، یا یہ کہے کہ قرآن اللہ کی طرف نازل ہونے والا کلام ہے جو مخلوق نہیں، جہمیہ کے نزدیک وہ شخص موحد نہیں بلکہ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینے والا یعنی مُشَبِّہ ہے۔'' (مجموع الفتاویٰ: ۳/۹۹)

''جہمیہ'' کا کہنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمام صفات مخلوق ہیں، وہ ایک ایسے خیالی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدا پر ایمان رکھتے ہیں جس کا تصور کرنا ذہن ہی میں ممکن ہے کیونکہ حقیقت میں جو بھی چیز وجود رکھتی ہے اُس کی صفات ہوتی ہے۔صفات سے علیحدہ کسی ذات کا حقیقت میں وجود نہیں ہے۔صفات کے انکار میں غلو کا یہ حال تھا کہ وہ اللہ کے بارے میں یہ بھی کہنا جائز نہیں سمجھتے تھے کہ اللہ ایک شيء (چیز) ہے۔

امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جہم'' کا کہنا تھا: اللہ تعالیٰ کو شيء کہنا جائز نہیں، کیونکہ شيء اُس مخلوق کو کہتے ہیں جس جیسا کوئی اور پایا جاتا ہو۔جبکہ تمام مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ شيء ہے مگر وہ دیگر اشیاء کی مانند نہیں ہے۔'' (مقالات الاسلامیین ۱/۲۵۹)

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۫﴾ (الانعام:۱۹)

''پوچھیے سب سے بڑھ کر سچی گواہی کس شَيء کی ہوسکتی ہے؟ کہہ دیجیے اللہ کی جو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔''

حقیقت میں ''جہمیہ'' کا اللہ کے اسماء وصفات کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تعطیل'' کرنے والے ''جہمیہ'' کا عقیدہ حقیقت میں وہی عقیدہ ہے جو فرعون کے ہاں پایا جاتا تھا۔وہ خالق، اُس کے کلام اور دین کا انکار کرتا تھا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

﴿مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ ۚ﴾ (القصص:۳۸)

﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی ۝۲۴﴾ (النزعت:۲۴)

''فرعون'' ''جہمیہ'' کی طرح موسیٰ علیہ السلام کے اللہ سے ہم کلام ہونے کا انکاری تھا، اسی طرح وہ اس بات کا منکر بھی تھا کہ آسمانوں کے اوپر موسیٰ علیہ السلام کا کوئی معبود ہے۔'' (مجموع الفتاوی ۱۳/ ۱۸۵)

اسی لیے ''جہمیہ'' کے عقیدہ نے حلول کی بنیاد رکھی جو کہ اللہ رب العالمین کے ساتھ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

صریح کفر ہے:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جہمیہ کے جمہور عبادت گزار صوفیاء حلول کے عقیدہ کا اظہار کرتے تھے...... اس لیے اللہ کی صفات کی نفی کرنے والے جہمیہ شرک کی ایک قسم میں داخل ہیں۔ ہر معطل (صفات کا انکار کرنے والا) مشرک ہوتا ہے جبکہ ہر مشرک کا معطل ہونا ضروری نہیں ہے، جہمیہ کا عقیدہ تعطیل کو لازم کرتا ہے۔'' (درء التعارض ۲۸۸/۱۰، ۲۸۹)

سلام بن ابی مطیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جہمیہ کفار ہیں۔ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جہمیہ کفار ہیں (الرد علی الجہمیۃ: 111)

البتہ وہ لوگ جو ''جہمی'' عقائد سے متاثر تو ہیں مگر غالی نہیں' ملت اسلام سے خارج نہیں ہیں بلکہ اُن کا شمار ۷۲ گروہوں میں ہوتا ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جہمیہ کے (تمام) اعیان کو کافر نہیں کہا، نہ ہر اس شخص کو کافر کہا کہ جس نے یہ کہا کہ وہ جہمی ہے۔ نہ اسے کہ جس نے جہمیہ کی بعض بدعات میں ان کی موافقت کی۔ بلکہ آپ نے (قرآن کو مخلوق کہنے والے) اُن جہمیہ کے پیچھے نماز پڑھی جو اپنی بدعت کی طرف بلانے والے، اس پر لوگوں کا امتحان لینے والے اور جو ان کی موافقت نہ کرے اس کو سخت سزائیں پہنچانے والے تھے۔ آپ ان کو مومن مانتے اور ان کی امارت تسلیم کرتے اور انکے لیے دعا کرتے تھے۔'' (مجموع الفتاویٰ: 7/508,507)

''معتزلہ'' نے ان کی ہم نوائی کرتے ہوئے صرف صفت کلام کی نفی کی اور قرآن مجید کو مخلوق کہا۔

''اشاعرہ''

''اشاعرہ'' کے عمومی طور پر وہی عقائد ہیں جو اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں البتہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کئی ایک امور میں وہ اہل سنت سے الگ ہوئے ہیں:

☆ کتاب وسنت کو علم الکلام کے قواعد کی بنیاد پر پرکھتے ہیں۔

☆ خبر آحاد کو عقیدہ میں حجت نہیں مانتے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی صفات خبریہ کی تاویل کرتے ہیں۔

☆ مسئلہ ایمان میں اعمال کو ایمان سے خارج کیا۔

اللہ تعالیٰ کے علو کا انکار.........جہمیہ اور اشعریہ کے مابین فرق

جہمیہ اللہ کی صفت علو (بلند ہونا) کو تسلیم نہیں کرتے اور بعض سلف نے اسی سبب سے ان کے کفر کی تصریح کی ہے۔ اور اشاعرہ نے بھی اس صفت میں غلطی کھائی۔ لیکن ان دونوں کی غلطی میں کچھ بنیادی فرق ہے:

(الف): جہمیہ کا انکار تعطیل پر مبنی ہے جبکہ اشاعرہ کا انکار تاویل کے ساتھ ہے۔

اشاعرہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو تسلیم کرتے ہیں البتہ بعض صفات کی وہ تاویل کرتے ہیں۔ تاویل کا معنی علماء نے یوں بیان کیا ہے:

((صرف اللفظ عن ظاهره)) (شرح عقيدة الواسطيه لابن عثيمين)

''لفظ کو اس کے ظاہری معنوں سے کسی اور معنی کی طرف پھیرنا۔''

جس طرح اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تاویل کرنا

﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝﴾ (طه:٥)

یہاں ''استویٰ کا عربی زبان میں معنی ''بلند ہونے'' اور ''قرار پکڑنے'' کے ہیں لہذا اگر کوئی استویٰ کا معنی بلند ہونے کی بجائے ''استولیٰ'' غالب ہوا کرتا ہے تو اس کی یہ تاویل ہے اور مذموم ہے کیونکہ اس دوسرے معنی کے مراد لیے جانے پر کوئی شرعی یا لغوی دلیل دلالت نہیں کرتی۔

(ب) جہمیہ حلول واتحاد کی طرف گئے ہیں جبکہ اشاعرہ اس کے قائل نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہمیہ کہتے ہیں: اللہ عرش پر نہیں ہے بلکہ وہ ہر جگہ میں ہے، یہ عقیدہ حلول کی بنیاد ہے جبکہ اشاعرہ کا کہنا ہے کہ: اللہ تعالیٰ اُس وقت موجود تھا جب کوئی مکان نہ تھا اور وہ اب بھی اسی حالت میں ہے جس حالت میں مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے لیے جہت کا اثبات نہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ وہ ہر جگہ میں حلول کر گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جہمیہ کی بدعت کفریہ اور اشاعرہ کی بدعت غیر کفریہ ہے۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بدعت یا تو مکفرہ ہوتی ہے پھر مفسقہ جو کہ درجہ کفر تک نہیں پہنچتی۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا انکار کر دیتا ہے تو اس کی بدعت یقینا کافر کر دینے والی ہے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے۔ پس ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی کسی صفت یا اسم کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے کیوں کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کو جھٹلانے والا ہے۔

ایک دوسرا آدمی وہ ہے جو اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا تو اقرار کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ استوی کا معنی غلبہ پانا ہے۔ اس کی بدعت مفسقہ ہے یعنی کفر تک نہیں پہنچتی۔ البتہ اگر وہ اس صفت کا صرف یہی معنی جانتا ہے (یعنی اُسے کسی نے اس کا درست معنی نہیں بتلایا اور وہ خود تحقیق کرنے کے بھی قابل نہیں)، یا وہ بحث و تحقیق کے بعد اسی معنی کو حق سمجھتا ہے تب اُسے فاسق بھی نہیں کہا جائے گا۔'' (شرح نُزھۃ النظر لابن عثیمین:۲۵۵)

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اشاعرہ کے صفت علو کے انکار میں بہت سارے فاضل علماء نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ جیسے حافظ ابن حجرؒ، امام نووی وغیرہ۔ اہل علم نے نہ صرف ان کی اس بات پر تکفیر نہیں کی بلکہ ان ائمہ کو عذر دیتے ہوئے ان کی امامت کو تسلیم کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''یہ کہنا کہ ہمارا رب آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے۔ اس سے بعض لوگوں نے جہت کو ثابت کیا اور کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی کی جہت، بلندی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والی ہے۔اور اس کا جمہور نے انکار کیا ہے۔اس لیے کہ جہت کے اثبات سے لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نہ کسی جگہ نے گھیرا ہوا ہے۔'' (فتح الباری۔ ۳/۳۰)

جیسا کہ ابن بطال کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نہ تو خود جسم ہے اور نہ کسی جگہ کا محتاج ہے کہ جس میں وہ اتر سکے اور قرار پکڑ سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس وقت بھی موجود تھا جبکہ کوئی جگہ نہ تھی اور اب بھی وہ اسی حالت پر ہی ہے۔ پھر اللہ نے مکان (جگہوں) کو پیدا کیا۔ لہٰذا یہ بات محال ہے کہ وہ مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تو اس سے بے نیاز تھا، بعد میں وہ اس کا محتاج ہو گیا۔ یہ ناممکن ہے۔''

(شرح صحیح بخاری لابن بطال۔ ۱۰/ ۴۵۳)

امام شاطبی ''کتاب الاعتصام'' میں کہتے ہیں:

اللہ کے اعضاء (مثلاً آنکھ، ہاتھ، قدم، چہرہ، محسوسات، جہت وغیرہ جیسی حادث چیزیں جو مخلوقات کے لیے ہوتی ہیں) کو ثابت کرنا ظاہریوں کا مذہب ہے۔(اور اللہ تعالیٰ نقائص سے پاک ہے)(الاعتصام۔ ۱/۳۰۵)

امام ابن حجر، ابن بطال اور امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام اس اعتبار سے درست ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کو مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں گھیر سکتی بلکہ وہ ہر چیز پر محیط ہے اور اس سے اوپر ہے۔لیکن اشاعرہ اور ان کے موافقین کی خطأ کا سبب یہ ہے کہ وہ سمجھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لیے جو صفت علوّ (بلندی) ثابت کرتے ہیں، اس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ مخلوق جہات میں سے کسی جہت میں گھرا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے صفت علوّ کو اپنے حقیقی معنی سے پھیر دیا۔ ایسا کرتے ہوئے وہ اپنے گمان کے مطابق تعارض کو دور کر رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے نصوص کے درمیان تطبیق دی ہے۔ حالانکہ اسی دوران وہ ایک زبردست غلطی میں بھی واقع ہو گئے۔ یعنی ایسی چیز کی تاویل کر بیٹھے جس میں تاویل کرنا سنت رسول سے ثابت نہیں۔

قرآن وحدیث کی صریح نصوص میں بار بار ایسی باتیں آئی ہیں جن سے صفت علوّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ ثبوت ایسا ہے کہ تاویل یا تشکیک کی گنجائش نہیں رہتی۔ چنانچہ اس حالت میں ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے لیے ایمان وتسلیم کے ساتھ وہ چیز ثابت کریں جو اللہ تعالیٰ نے بذات خود اپنے نفس کے لیے ثابت کی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کا محتاج نہیں۔

اشاعرہ کے گمان کے مطابق صفت علوّ کے اثبات سے اللہ کی ہستی کی تحدید، تجسیم اور اس کا جگہ گھیرنا لازم آتا ہے۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کو جہتوں اور جگہوں کے گھیرنے سے پاک قرار دینا چاہتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ علوّ کے وصف کا مطلب یہ ہے کہ کسی جہت نے اللہ کو گھیرا ہوا ہے۔ چنانچہ جو اللہ کی صفت علوّ کو ثابت کرے وہ اس کو فرقہ مجسمہ یا مشبہہ میں سے قرار دیتے ہیں۔

ان کے تاویل کی وجہ یہ کوشش تھی کہ اللہ کو عیبوں سے پاک قرار دیا جائے۔ اور یہی سبب ہے جس کی وجہ سے انہوں نے بعض دیگر صفتوں کی بھی تاویل کی۔

وہ اپنی اس غلطی میں اس لیے واقع ہوئے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ اللہ کا فرمان (لیس كمثله شیء) تقاضا کرتا ہے کہ ہم اللہ سے ہر اس صفت کی تاویل کریں جو مخلوق کے لیے ثابت ہے اگرچہ قرآن وحدیث سے وہ تاویل صراحۃً ثابت نہ بھی ہو اور اس کے وہ معنی بیان کریں جن سے تشبیہ لازم نہ آتی ہو۔

''اشاعرہ'' نے استواء، ید، عین، رجل وغیرہ جیسی صفات میں تاویل کی ہے ویسے ہی وہ صفت علوّ میں بھی تاویل کرتے ہیں۔ مثلاً وہ اللہ کے قول ﴿ءَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَآءِ﴾ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ فرشتہ ہے جس کی ذمہ داری عذاب دینا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اشاعرہ کا صفت علوّ کی تاویل کرنا جہمیہ کی نفی سے مختلف ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ حکم لگانے میں بھی فرق کیا جائے یہی وجہ ہے کہ اشاعرہ کی ان تاویلات کے باوجود علمائے امت نے اُن کی تکفیر نہیں کی البتہ اس مسئلہ میں انہیں اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر صفت علوّ میں تاویل کی وجہ سے اشاعرہ کی تکفیر جائز ہوتی تو تمام دیگر صفات کی تاویل پر بھی تکفیر جائز ہوتی، کیونکہ ان میں کوئی فرق نہیں۔ علماء کرام ہمیشہ اشاعرہ پر صفات کی تاویل کے مسئلے میں ردّ کرتے رہے ہیں اور صفات کے اثبات اور ان پر ایمان کے وجوب پر دلائل دیتے رہے ہیں لیکن ان میں سے کسی نے بھی ان کی تکفیر ذکر نہیں کی۔ بلکہ امام ابن تیمیہ تو اشاعرہ کے بارے میں یہاں تک فرماتے ہیں: ((لیسوا کفارا باتفاق المسلمین)) (مجموع الفتاوی: ۳۵/۱۰۱) "تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ کافر نہیں ہیں۔"

اسماء و صفات میں ہر گمراہی اور غلطی سے انسان کافر نہیں ہوتا اسی بات کو امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

"قد یغلط في بعض الصفات قوم من المسلمین فلا یکفرون بذلک"

"مسلمانوں میں سے بعض گروہ بعض صفات باری تعالیٰ میں غلطی کا شکار ہوتے ہیں وہ اس غلطی کی وجہ سے کافر قرار نہیں پاتے۔" (فتح الباری 6/604)

"اشاعرہ" اور "ماتریدیہ" کی بابت علمائے امت کا موقف

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا "اشاعرہ" اور "ماتریدیہ" اہل سنت میں سے ہیں؟

البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ اپنے کثیر عقائد میں اہل سنت والجماعت میں سے ہیں لیکن دیگر عقائد میں انہوں نے اہل سنت والجماعت سے انحراف کرتے ہوئے جبریہ یا انعزالیہ وغیرہ کا موقف اپنایا ہے۔ کتاب وسنت کی فہم سلف کے مطابق اتباع کا وہ منہج جس کی طرف ہم دعوت دیتے ہیں وہ اس پر نہیں ہیں۔ بلاشک وشبہ وہ صراط مستقیم سے کم یا زیادہ نکلے ہوئے ہیں، جس پر سلف صالح اور ان کی اتباع کرنے والے گامزن ہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أنا لا ارىٰ أن نقول:أنهم ليسوا من أهل السنة والجماعة ،اطلاقا۔ ولا أن نقول إنهم من أهل السنة والجماعة إطلاقًا لأنهم كما قال الله عزوجل:

﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ﴾(التوبة:١٠٢)

''میرا خیال نہیں ہے کہ ہم یہ کہیں کہ وہ مطلق طور پر اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہیں۔ نہ ہی ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ وہ مطلق طور پر اہل سنت والجماعت میں سے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ﴾(التوبہ:١٠٢)

''کچھ دوسرے لوگ ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا وہ ملے جلے عمل کرتے رہے کچھ اچھے اور کچھ برے امید ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرلے'' (سلسلۃ الھدی والنور رقم:٦٧٣ بحوالہ 'التمیز في بیان أن مذھب الاشاعرۃ لیس علی مذھب السلف العزیز:٢٥٣)

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الفرق المخالفة لأهل السنة متفاوتون في أخطائهم ،فليس الأشاعرة في خطئهم كالخوارج والمعتزلة والجهمية بلاشك،ولكن ذلك لا يمنع من بيان خطأ الأشاعرة فيما أخطئوا فيه...(مجموع الفتاوىٰ والمقالات:٣/٥٣)

''اہل سنت کے مخالف فرقوں کی خطاؤں میں تفاوت (فرق) پایا جاتا ہے۔ پس بلا شک و شبہ اشاعرہ اپنی غلطی میں خوارج ،معتزلہ اور جہمیہ جیسے نہیں ہیں۔ مگر یہ بات ان کی غلطی اور اہل سنت کی مخالفت کو بیان کرنے سے مانع نہیں ہے......''

مزید فرماتے ہیں:

فالمتأول لبعض الصفات كالأشعرية لا يخرج بذلك عن جماعة المسلمين ولا عن جماعة أهل السنة في غير باب الصفات،ولكنه لا يدخل في جماعة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أهل السنة عند ذكر اثباتهم للصفات وانكارهم للتأويل ـ فالاشاعرة قأشباههم لا يدخلون فى اهل السنة فى اثبات الصفات لكونهم قد خالفوهم وسلكوا غير منهجهم ...(تنبيهات هامة على ما كتبه محمد على الصابونى فى صفات الله عز وجل:۳۷۔۳۸)

''اشاعرہ کی طرح اللہ کی بعض صفات میں تاویل کرنے والے نہ تو اسلام سے خارج ہیں اور نہ ہی صفات کے علاوہ بقیہ ابواب میں اہل سنت سے خارج ہیں البتہ تاویل کی وجہ سے اسماء والصفات کے ابواب میں وہ اہل سنت سے خارج ہیں۔پس اشاعرہ اوران جیسوں نے اسماء الصفات کے مسئلہ میں اہل سنت کی مخالفت کی اوران کے منہج سے ہٹ گئے۔

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ: کیا اشاعرہ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

الأشاعرة من أهل السنة فيها وافقوا فيه أهل السنة والجماعة، وهم مخالفون لأهل السنة والجماعة في باب الصفات ...فلا ينبغي أن نقول هم أهل السنة على الاطلاق ولا أن ننفي عنهم كونهم من أهل السنة على الاطلاق، بل نقول هم من أهل السنة فيها وافقوا فيه أهل السنة وهم مخالفون لأهل السنة فيها خالفوا فيه أهل السنة۔

فالتفصيل هو الذي يكون به الحق، وقد قال تعالى :﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ﴾(الانعام:۱۵۲)فاخراجهم مطلقًا من أهل السنة ليس من العدل ، وادخالهم في السنة باطلاق ليس من العدل أيضا والواجب أن يعطى كل ذي حق حقه۔(لقاءات الباب المفتوح:۱/۱۸۱)

''اشاعرہ جس چیز میں اہل سنت والجماعت کی موافقت کرتے ہیں اسی میں وہ اہل سنت ہیں۔انہوں نے صفات کے باب میں اہل سنت والجماعت کی مخالفت کی ہے .... ہم علی الاطلاق یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اہل سنت میں سے ہیں اور نہ ہی ہم علی الاطلاق اس کی نفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ﴾ (الانعام:۱۵۲)

''اور جب کچھ کہو تو انصاف سے کہو، خواہ بات تمہارے کسی قریبی سے متعلق ہو۔''

انہیں مطلق طور پر اہل سنت سے خارج کرنا عدل کے خلاف ہے اسی طرح انہیں سنت میں مطلق طور پر داخل کرنا بھی عدل نہیں ہے۔ ہر ذی حق کو اس کا حق دینا واجب ہے۔''

شیخ عبدالرزاق عفیفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الأشاعرة والماتردية من أهل السنة فيما وافقوا فيه أهل السنة لا على العموم (فتاوی ورسائل الشیخ عبدالرزاق:۳۶۹)

''اشاعرہ اور ماتریدیہ جن امور میں اہل سنت سے موافقت کرتے ہیں اُن میں وہ اہل سنت میں سے ہیں نہ کہ علی العموم۔''

جو لوگ سلفیوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ اشاعرہ کی تکفیر کرتے ہیں ان کا رد کرتے ہوئے فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

أنّ قوله في الذين زعم نصحهم أنهم يتّهمون المسلمين بالشرك - وأنهم يكفرون الصوفية كافة والأشاعرة هو افتراء هم عليهم ،وهم براء من ذلك ،وعقيدتهم هي عقيدة اهل السنة والجماعة ،وأنهم لا يكفرون الا من كفَّره الله ورسوله (الرد علی الرفاعی والبوطی:۳۸)

''(بوطی کا) یہ کہنا کہ سلفی عام مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں اور وہ تمام صوفیوں اور اشعریوں کی تکفیر کرتے ہیں تو یہ اس کا سلفیوں پر جھوٹا الزام ہے۔ وہ اس تہمت سے بری ہیں۔ ان کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ وہ اسی کی تکفیر کرتے ہیں جس کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکفیر کی ہے۔''

شیخ صالح المنجد ''ماتریدیہ'' کے بارے میں اہل سنت کا موقف یوں بیان فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی، ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک گروہ کے سوا باقی سب جہنمی ہیں اور اس الفرقہ الناجیہ سے مراد وہ جماعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلے گی۔

یہ بات شک وشبہ سے بالا ہے کہ اہل سنت والجماعت ہی علمی اور عملی طور پر کتاب وسنت کو تھامنے والے ہیں اور یہی جماعت الفرقہ الناجیہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے منہج پر صحیح کاربند ہونے کا وصف انہی لوگوں میں نمایاں اور سب سے بڑھ کر ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کسی فرد یا جماعت کے فرقہ ناجیہ ہونے کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ محض اپنی نسبت سنت سے جوڑ لے اور اس کے بعد صحابہ وتابعین کے منہج اور طریقے کی مخالفت کرتا پھرے بلکہ فرقہ ناجیہ میں شمولیت کے لیے ضروری ہے کہ علم وعمل، فکر وتصور اور سلوک وتصوف ہر شعبے میں انہی کے منہج پر کاربند رہنے کی کوشش کی جائے۔

''ماتریدیہ'' ایسا گروہ ہے جس کے اقوال اور لٹریچر میں حق، باطل اور سنت مخالف باتیں موجود ہیں۔ اس قبیل کے دیگر گروہوں کی بھی یہی حالت ہے کہ حق سے قرب وبُعد میں وہ سب ایک دوسرے سے مختلف مراتب پر ہیں تو جو سنت کے زیادہ قریب ہے وہی حق کے زیادہ قریب ہے۔ ان میں سے کچھ نے دین کے بڑے اور بنیادی اصولوں میں سنت کی خلاف ورزی کی ہے اور کچھ نے دقیق امور میں۔ ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے علاوہ دیگر ایسے گروہوں کے باطل نظریات کی تردید کی ہے جو ان کی نسبت حق سے دور تھے تو باطل کی تردید اور حق بات کہنے کا ان کا یہ عمل قابل ستائش ہے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوا ہے کہ تردید باطل میں عدل سے تجاوز کرتے ہوئے انہوں نے حق کی بعض باتوں کا انکار کر دیا اور کچھ غلط باتوں کا بھی اظہار کیا۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو گویا انہوں نے ایک بڑی بدعت کی تردید اس سے نسبتاً چھوٹی بدعت سے کی اور باطل کا رد ایسے باطل سے کیا ہے جو اس کی نسبت ہلکا اور معمولی ہے۔ یہ مؤخر الذکر حالت اکثر اہل کلام کی ہے جو خود کو اہل سنت والجماعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہلاتے ہیں۔

اہم مسئلہ باقی رہ گیا کہ ماتریدیہ اور دیوبندیوں کی طرح عقائد میں ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے حوالے سے ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

تو اس کا جواب مختلف اشخاص (اور جماعتوں) کے حوالے سے مختلف ہے، جو ان میں سے متعصب اور اپنی بدعت وگمراہی کا داعی ہے اس سے بچنا اور اس کی گمراہی کو عوام کے سامنے بیان کرنا ضروری ہے، البتہ جو شخص اس عقیدے کا حامل ہے مگر داعی نہیں اور اس کے قول وعمل سے حق بات کو تلاش کرنے اور اپنانے کی جھلک نظر آتی ہے تو اس کو نصیحت کی جائے گی، اس عقیدے کا بطلان اور فساد واضح کیا جائے گا اور احسن طریقے سے اسے راہِ حق کی رہنمائی مہیا کی جائے گی۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کو حق کا راستہ دکھا دے۔ یہ خیر خواہی اور نصیحت وارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی فرمان میں شامل ہے: ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' صحابہ نے عرض کی کس کے لیے؟ فرمایا: ''اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلم حکمرانوں اور عام مسلمانوں کے لیے۔'' (مسلم:۵۵)(الاسلام سوال و جواب:4248)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاصر تنظیموں سے تعامل کے حوالے سے چند ضوابط

کفر وشرک سے پاک معاصر جماعتیں اسلام سے خارج نہیں:

اللجنة الدائمة سعودی عرب سے عصر حاضر کی جماعتوں کے بارے میں سوال کیا گیا:

سوال: اس وقت جو جماعتیں اور فرقے موجود ہیں، مثلاً الاخوان المسلمون کی جماعت، تبلیغی جماعت، انصار السنة المحمدیہ کی جماعت، جمعیۃ شرعیہ سلفی اور جو التکفیر والہجرۃ والے کہلاتے ہیں، یہ سب اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی جماعتیں مصر میں موجود ہیں۔سوال یہ ہے کہ ان سے متعلق ایک مسلمان کا کیا موقف ہونا چاہئے؟ کیا سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ان پر صادق آتی ہے کہ ان تمام فرقوں سے الگ رہو اگرچہ درخت کی جڑ چبانی پڑے، حتیٰ کہ موت آجائے اور تو اسی حال میں ہو۔

جواب: الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہ وصحبہ وبعد:
ان تمام فرقوں میں حق اور باطل اور غلط اور صحیح پایا جاتا ہے، ان میں بعض دوسروں کی نسبت حق سے زیادہ قریب ہیں، ان میں خیر زیادہ اور فائدہ وسیع ہے۔آپ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ صحیح کام میں تعاون کریں اور جو غلطی نظر آئے اس کے بارے میں نصیحت کریں اور مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک کو اختیار کریں۔وباللہ التوفیق وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔(اللجنۃ الدائمۃ، فتاویٰ دار الافتاء سعودی عرب، جلد 2، ص:158)

سوال: موجودہ دور میں کئی جماعتیں اور پھر آگے ان کی کئی شاخیں موجود ہیں۔ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ وہ ”فرقہ ناجیہ“ میں شامل ہے۔ہمیں معلوم نہیں ان میں سے کون حق پر ہے کہ اس کی اتباع کریں، جناب سے امید ہے کہ آپ ہمیں بتائیں گے ان میں سے بہتر زیادہ اچھی جماعت کون سی ہے تاکہ ہم حق کی پیروی کر سکیں، اس کے ساتھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دلائل بھی بیان فرمادیں۔

جواب: الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ وبعد:

یہ سب جماعتیں دائرہ اسلام میں شامل ہیں۔ سوائے ان کے جو کسی ایسے کفریہ عقیدہ یا عمل کے مرتکب ہوں جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہو، لیکن ان کے درجات مختلف ہیں جس طرح حق کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے اور دلائل کے سمجھنے میں غلطی کرنے اور کوتاہیوں میں وہ مختلف درجات پر ہیں۔ ان میں سے زیادہ ہدایت یافتہ وہ ہے جس نے دلیل کو زیادہ بہتر طور پر سمجھا اور بہتر طور پر اس کے مطابق عمل کیا لہٰذا ان کے نقطہ ہائے نظر کو سمجھیں اور اس کا ساتھ دیں جو حق کا زیادہ متبع اور زیادہ اختیار کرنے والا ہے اور دوسرے مسلمان بھائیوں پر زیادتی نہ کریں کہ ان کا جو مسئلہ صحیح ہو اس کو بھی رد کریں۔ بلکہ حق کی پیروی کریں وہ جہاں بھی ہو، اگر چہ سچی بات اس شخص کی زبان سے ظاہر ہو جو بعض مسائل میں آپ سے اختلاف رکھتا ہو۔ حق مومن کا رہنما ہوتا ہے اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی چیز قرآن و سنت کی دلیل ہی ہے۔ وباللہ التوفیق وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔ (اللجنۃ الدائمہ، فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب، جلد 2، ص: 159)

کسی جماعت کی طرف منسوب شخص کے بدعت یا کفر میں واقع ہونے سے اس کی جماعت پر فتویٰ نہ لگایا جائے

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ﴾

(الانعام: ۱۶۴)

''اور جو کوئی برا کام کرے گا اس کا بار اسی پر ہوگا، کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔''

ڈاکٹر زید بن عبدالکریم زید حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''کسی جماعت کو اس لیے تنقید کا نشانہ بنانا کہ اس جماعت کی طرف منسوب فلاں شخص غلطی میں واقع ہوا ہے درست نہیں۔ یہ غلطی اس جماعت کے رئیس یا کسی بڑے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی سرزد کیوں نہ ہوئی ہو اِس غلطی کو جماعت کی غلطی قرار دینا عدل کے منافی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے ہر قول وفعل کی ذمہ دار نہیں ہے۔اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ جو شخص کسی اسلامی جماعت میں اس کے بعض کارکنان کی غلطی کی وجہ سے عیب نکالتا ہے اس کی مثال اُن لوگوں جیسی ہے جو مسلمانوں کی غلطیوں کی وجہ سے اسلام میں عیب نکالتے ہیں۔اس لیے لوگوں کو کیا ہم یہ جواب نہیں دیتے کہ اسلام کے دعویداروں کی بجائے اُس اسلام کو دیکھو کہ جسے قرآن وسنت پیش کرتا ہے۔'' (ضوابط رئیسیة فی تقویم الجماعات الاسلامیه)

شیخ ابوابراہیم العدنانی حفظہ اللہ اس پر تعلیق لگاتے ہوئے کہتے ہیں: ''اگر وہ جماعت اپنے قائد یا کارکن کی غلطی سے برأت کرتی ہے اور اسے ٹوکتی ہے تب جماعت پر اُس کے لیڈر یا کارکن کی غلطی کا وبال نہیں بصورت دیگر جماعت خاموش رہنے کے سبب مجرم ہے۔''

اجتہاد یا تاویل کرنے والے مسلمان عالم کے بارے میں اہلسنّت کا مسلک

اہلسنّت والجماعت جہاں اہل بدعات کو فرداً فرداً کافر یا فاسق کہنے میں جلدی کرنے سے احتیاط برتتے ہیں تا آنکہ ان پر قیام حجت اور ازالہ شبہات نہ ہو جائے، وہاں وہ کسی مسلمان عالم کو کسی بنا پر غلط اجتہاد یا دور کی تاویل کی وجہ سے کافر یا فاسق حتیٰ کہ مرتکب گناہ قرار دینے کو بھی روا نہیں سمجھتے خاص طور پر اگر تاویل ان مسائل میں کی گئی ہو جو ظنیات اور اختلافی ہوں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[وہ مسلمان علماء جو علم کلام میں اجتہاد کر لیتے ہیں ان میں سے اگر کسی کے کلام میں غلطی سرزد ہوگئی ہے تو بھی اس کی تکفیر جائز نہیں ہے۔..... چنانچہ جاہلوں کو مسلمان علماء کی تکفیر کا کام سونپ دینا بہت ہی بڑا جرم ہے۔اصل میں اس کی بنیاد خوارج اور روافض سے جاملتی ہے جو اپنے تئیں امور دین میں کچھ غلطیوں کی بنا پر ائمہ مسلمین کی تکفیر کرتے ہیں۔اہلسنّت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علماء امت کی محض کسی غلطی یا لغزش کی بنا پر تکفیر جائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ سوائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر کسی کی بات لی بھی جاسکتی ہے اور ترک بھی کی جاسکتی ہے اور وہ عالم جس کی کسی غلطی کی بنا پر اس کی کوئی بات ترک کرنے کے قابل ہو، ضروری نہیں کہ وہ کافر یا فاسق یا گنہگار ہو......] (مجموع الفتاوی، ج ۳۵ ص ۱۰۰)

قبوری شرک میں مبتلا لوگوں کی بابت صحیح موقف یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں رہنے والوں کو اس شرک اکبر کے ارتکاب پر عذر نہیں دیا جائے گا۔ مگر جو لوگ انہیں جہالت کا عذر دیتے ہیں ان کی غلطی اجتہادی نوعیت کی ہے جس کی بنا پر انہیں کافر کہنا غلط ہے۔ اللجنة الدائمہ سعودی عرب قبر پرستوں کو ان کی جہالت کی وجہ سے مسلمان سمجھنے والے موحدین کو کافر کہنے والوں کا رد کرتے ہوئے کہتی ہے:

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہ وصحبہ وبعد:

کسی شخص کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ دینی مسائل میں اسے لاعلمی کی بنیاد پر معذور قرار دیا جائے یا نہیں اس کا دارومدار اس بات پر بھی ہے کہ اسے یہ مسئلہ کما حقہ پہنچا بھی ہے یا نہیں اور اس بات پر بھی کہ یہ مسئلہ کس حد تک واضح ہے اور کس حد تک اس میں غموض اور اخفاء پایا جاتا ہے اور اس بات پر بھی کہ کسی شخص میں اس بات کو سمجھنے کی استعداد کس حد تک ہے۔ اس لیے جو شخص کسی تکلیف یا مصیبت کو دور کرنے کے لیے قبروں میں مدفون افراد سے فریاد کرتا ہے اسے وضاحت سے بتانا چاہیے کہ یہ شرک ہے اور اس پر اس حد تک اتمام حجت ہونا چاہیے کہ تبلیغ کا فرض ادا ہو جائے اس کے بعد بھی اگر وہ شخص قبر پرستی پر اصرار کرے تو وہ مشرک ہے اس سے دنیا میں غیر مسلموں والا سلوک کیا جائے اور اگر اسی عقیدہ پر مر جائے تو آخرت میں سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾﴾ (النسآء:4/165)

''(ہم نے) خوشخبری دینے اور تنبیہ کرنے کے لیے رسول (بھیجے) تاکہ رسولوں (کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آنے) کے بعد لوگوں کے پاس (حق کو قبول نہ کرنے کی) کوئی حجت باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ غالب وحکمت والا ہے۔"

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾(بنی اسرائیل:۱۵)

"اور ہم عذاب نہیں بھیجتے حتیٰ کہ رسول بھیج دیں۔"

﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ﴾(الانعام:۱۹)

"(اے نبی! آپ فرمادیں) میری طرف یہ قرآن وحی کے ذریعے بھیجا گیا ہے تاکہ اس کے ساتھ میں تم کو (اللہ کے عذاب سے) ڈراؤں اور (ان کو بھی) جن تک یہ (پیغام) پہنچے۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس امت میں سے جو یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سن لے (یعنی اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے) پھر وہ اس (دین) پر ایمان لائے بغیر مر جائے جو (دین) مجھے دے کر بھیجا گیا ہے، وہ شخص (ضرور) جہنمی ہوگا۔" (مسلم:۱۵۳)

اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات اور احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مواخذہ تبھی ہو سکتا ہے جب کسی کو وضاحت سے خبر دی جا چکی ہو اور اس پر حجت قائم ہو چکی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے ملک میں رہتا ہو جہاں وہ اسلام کی دعوت کے متعلق سنتا ہے، پھر وہ ایمان نہیں لاتا نہ اہل حق سے مل کر حق معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے اسے دعوت پہنچی ہو اور پھر وہ کفر پر اڑا ہوا ہو۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مذکورہ بالا حدیث اس مسئلہ کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا وہ قصہ بھی دلیل بن سکتا ہے جب سامری نے انہیں گمراہ کر دیا تھا اور وہ بچھڑا پوجنے لگے تھے۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام اللہ سے ہم کلام ہونے کے لیے جاتے وقت اپنے پیچھے ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر گئے تھے۔ جب ہارون علیہ السلام نے انہیں بچھڑے کی پوجا سے منع کیا تو انہوں نے کہا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قَالُوا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى﴿٩١﴾﴾ (طه:٩١)

''ہم تو اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے حتیٰ کہ موسیٰ ہمارے پاس واپس آ جائے۔''

انہوں نے شرک کی طرف بلانے والے کی دعوت مان لی اور توحید کی دعوت دینے والے کی بات ماننے سے انکار کر دیا اللہ تعالیٰ نے انہیں شرک اور دھوکے کی بات مان لینے میں معذور قرار نہیں دیا کیونکہ توحید کی دعوت موجود تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید پر بھی طویل زمانہ نہیں گزرا تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے جہنمیوں سے جھگڑے اور شیطان کا ان سے اظہار براءت کا واقعہ بیان کیا ہے، اس سے بھی مذکورہ بالا موقف کی تائید ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴿٢٢﴾﴾ (ابراهيم:14/22)

''جب معاملے کا فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا اور پھر وعدہ خلافی کی۔ میرا تم پر کوئی زور نہیں تھا مگر میں نے تمہیں (گمراہی کی طرف) بلایا تم نے میری بات مان لی۔ تو (اب) مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ کو ملامت کرو۔ میں تمہیں مصیبت سے چھڑا سکتا ہوں نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو۔ اس سے پہلے (دنیا میں) تم جو مجھے (اللہ کا) شریک بناتے رہے ہو (کہ اللہ کے احکام کو چھوڑ کر میری باتیں مانتے رہے ہو) میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ بے شک ظالموں کے لیے ہی اذیت ناک سزا ہے۔''

انہوں نے شیطان کے وعدے کو سچ مان لیا تھا، شیطان نے ان کے سامنے جھوٹ کو سچ کے رنگ میں پیش کیا اور شرک جیسے گھناؤنے جرم کو خوبصورت بنا کر پیش کیا اور وہ اس کے پیچھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگ گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اس معاملے میں معذور قرار نہیں دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر اس شخص کے لیے عظیم ثواب کا سچا وعدہ موجود تھا جو اس وعدے کی تصدیق کر کے اس کی شریعت قبول کر لے اور اس کے مطابق سیدھے راستے پر گامزن ہو جائے۔ جن علاقوں میں مسلمانوں کی کثیر تعداد موجود ہے، ان کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے رہنے والوں کو دو گروہ اپنی اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک گروہ طرح طرح کی شرکیہ اور غیر شرکیہ بدعات کی طرف بلا رہا ہے۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے اور اپنی بدعت کو عام کرنے کیلئے ضعیف حدیثوں اور عجیب قصے کہانیوں کا سہارا لیتا ہے اور انہیں دلکش انداز میں بیان کر کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ دوسرا گروہ حق اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور اس کے بارے میں کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ سے دلائل پیش کرتا ہے اور فریق مخالف کے دعووں کی غلطی اور فریب کو واضح کرتا ہے۔ اس فریق نے حق کو واضح کرنے اور خاص و عام تک پہنچانے میں جو کوششیں کی ہیں، وہ قیام حجت کے لیے کافی ہیں، اگرچہ اس فریق کی افرادی تعداد کم ہی ہو۔ کیونکہ حق بیان کرنے میں دلیل کا اعتبار ہوتا ہے کثرت تعداد کا نہیں۔ جو شخص سمجھ بوجھ رکھتا ہے اور اس قسم کے علاقے میں رہائش پذیر ہے، وہ اہل حق کی باتیں سن کر حق کو پہچان سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ تلاش حق کی کوشش کرے، خواہشات نفسانی اور عصبیت سے بچ کر رہے، دولت مندوں کی دولت اور سرداروں کی سرداری دیکھ کر دھوکہ میں نہ آئے۔ اس کے غور و فکر کا معیار درست ہو، عقل و فہم سے دست بردار نہ ہو چکا ہو۔ وہ ان لوگوں میں شامل نہ ہو جن کی کیفیت ان آیات مبارکہ میں بیان ہوئی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ
وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا
اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا
السَّبِيلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾﴾

(الاحزاب:٦٨-٦٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ نے کافروں کو یقیناً دھتکار دیا ہے اور ان کے لیے بھڑکتی آگ (جہنم) تیار کی ہے، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے انہیں کوئی دوست ملے گا نہ مددگار۔ جس دن آگ میں ان کے چہرے ادھر ادھر (الٹ پلٹ) کیے جائیں گے۔ (اس دن) وہ کہیں گے'' کاش! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی اور کہیں گے، اے ہمارے مالک! ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا، اے ہمارے رب! انہیں دگنا عذاب دے اور انہیں بڑی لعنت کر''۔

البتہ جو شخص غیر اسلامی ملک میں رہتا ہے اور اس نے اسلام، قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کچھ نہیں سنا، تو اگر فرض کریں کہ ایسا کوئی شخص موجود ہے تو اس کا حکم اہل فترت کی طرح ہے (جو ایسے زمانے میں تھے کہ سابقہ نبی کی تعلیمات فراموش کی جا چکی تھیں اور نیا نبی ابھی مبعوث نہیں ہوا تھا۔) مسلمان علماء کا فرض ہے کہ اسے دین اسلام کے عقائد اور اعمال کی تعلیم دیں تاکہ اس پر حجت قائم ہو اور اس کا عذر ختم ہو جائے۔ قیامت کے دن ایسے شخص سے وہی معاملہ کیا جائے گا جو ان افراد سے کیا جائے گا جو دنیا میں جنون اور کم سنی کی وجہ سے مکلف ہی نہیں تھے۔ باقی رہے وہ شرعی احکام جو عام لوگوں کے لیے واضح نہیں ہوتے۔ مثلاً ان میں وجہ دلالت بہت خفی ہے یا دلائل باہم متعارض ہیں اور ترجیح میں علماء مختلف آراء رکھتے ہیں۔ تو اس قسم کے مسائل میں اختلاف کرنے والے پر ایمان یا کفر کا حکم نہیں لگایا جاتا۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے صحیح کہا اور اس سے غلطی ہوئی وہ عند اللہ معذور ہے اور اسے اجتہاد کا ثواب بہر حال ملے گا اور جس کا اجتہاد صحیح ہوا اسے دگنا ثواب ملے گا۔ اس قسم کے مسائل سمجھنے کی صلاحیت میں تفاوت پایا جاتا ہے، قرآن و حدیث کی نصوص سے واقف ہونے، صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز اور ناسخ و منسوخ کی پہچان وغیرہ میں بھی سب علماء برابر نہیں ہوتے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو اہل توحید قبر پرستوں کو کافر سمجھتے ہیں، ان کے لیے یہ درست نہیں کہ اپنے ان اہل توحید بھائیوں کو کافر کہیں جو قبر پرستوں کو کافر قرار دینے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تامل کا شکار ہیں۔ اصل میں ان کے سامنے فتویٰ لگانے میں یہ شبہ ہے کہ وہ ان قبر پرستوں کو کافر قرار دینے سے پہلے ان پر اتمام حجت کرنا ضروری ہے، بخلاف غیر مسلموں کے مثلاً: یہودی، عیسائی یا کمیونسٹ کہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور جو انہیں کافر نہیں سمجھتا اس کا کفر بھی واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ ہمیں اور انہیں نفس کے شر اور گناہوں کی شامت سے محفوظ رکھے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم بغیر علم کے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کچھ نہ کہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہی قادر ہے۔ وباللہ التوفیق وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔ (اللجنۃ الدائمۃ، فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب، جلد 2، ص 101)

علماء کرام کا یہ فتویٰ بالکل درست ہے کہ کوئی غلط فہمی کی بنا پر منافق یا کافر کو مسلم سمجھ کر اس کی حمایت کرے تو وہ خود کافر نہیں ہوگا اس کی دلیل واقعہ افک ہے۔ جس میں عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور مدینہ میں اس بات کو بنیاد بنا کر خوب پروپیگنڈا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی اذیت پہنچائی کہ ایک دفعہ آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کون اس شخص سے میرا بدلہ لے گا جس نے میرے گھر والی کے مسئلہ میں مجھے ایذا پہنچائی؟

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا حکم دیجئے اگر وہ میرے قبیلہ کا فرد ہے، میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔ اگر وہ خزرج قبیلہ کا فرد ہے تو جو آپ کا حکم ہوگا وہی ہم کریں گے۔ یہ سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے وہ خزرج کے سردار تھے، وہ نیک آدمی تھے لیکن ان پر قومی حمیت غالب آگئی اور کہنے لگے اللہ کی قسم تم اسے قتل نہیں کرو گے اور نہ تم اسے قتل کر سکتے ہو۔ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی قسم ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ پس تم منافق ہو اسی لیے منافقوں کی طرف سے جھگڑا کرتے ہو۔ اوس اور خزرج کے دونوں قبیلے آپس میں جھگڑنے لگے قریب تھا کہ وہ آپس میں لڑ پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ان کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خاموش کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ (بخاری: ۴۷۵۰)

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ عبداللہ بن ابی کی حمایت کی لیکن اس کے باوجود وہ خود منافق نہیں ہوئے۔

اگر کوئی عالم دین بدعت کا مرتکب ہو یا کسی بدعتی کی موافقت کرتا ہو تو کیا وہ بھی ان میں شامل ہوگا؟

شیخ صالح المنجد حفظہ اللہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

الحمد للہ: ہم نے یہ سوال شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا تو ان کا جواب تھا:

''نہیں وہ ان میں شامل نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کی جانب منسوب کیا جائے گا، اس لیے کہ وہ تو صرف کسی ایک مسئلہ میں موافق ہوا ہے لہٰذا اسے مطلقاً ان کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں۔ اس کی مثال اس طرح ہے:

جو شخص امام احمد کے مسلک پر ہو لیکن اس نے کسی ایک مسئلہ میں امام مالک کا مسلک اختیار کیا تو کیا ہم اسے مالکی کہیں گے؟ نہیں اسے مالکی نہیں کہا جائے گا۔ تو اسی طرح اگر کوئی فقیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہو اور وہ کسی معین مسئلہ میں شافعی مسلک پر عمل کرے تو کیا ہم اسے شافعی کہیں گے؟ نہیں اسے شافعی نہیں کہا جائے گا۔ چنانچہ اگر ہم کسی معتبر اور نصیحت میں معروف عالم دین کو اہل بدعت کا کوئی مسئلہ لیتے ہوئے دیکھیں تو یہ صحیح نہیں کہ ہم کہیں وہ بھی ان بدعتیوں میں شامل ہو گیا ہے اور ان کے طریقہ پر ہے بلکہ ہم یہ کہیں گے: ہم ان سے کتاب اللہ، سنت رسول اور اللہ کے بندوں کی خیر خواہی دیکھتے ہیں اور جب وہ اس مسئلہ میں غلطی کر بیٹھے تو ان کی یہ غلطی اجتہاد کی بنا پر ہے کیونکہ اس امت کا اجتہاد کرنے والا اگر صحیح اجتہاد کرے تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے اور اگر غلطی کر بیٹھے تو اسے ایک اجر حاصل ہوتا ہے۔

اور جو کوئی شخص کسی ایک غلط کلمہ کی بنا پر سارا حق ہی رد کر دے تو وہ گمراہ ہے، خاص کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب یہ غلطی جسے وہ غلط خیال کرتا ہے غلط نہ ہو، اسے غلط بلکہ گمراہ یا بعض اوقات تو اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ اللہ اس سے محفوظ رکھے ایسا کرنا بہت ہی برا اور غلط ہے۔ اور جو کسی دوسرے کو کسی سبب یا معصیت کی بنا پر کافر قرار دے تو اس کا یہ مسلک تو خوارج سے بھی زیادہ شدید ہوگا کیونکہ خوارج تو مرتکب کبیرہ کو کافر قرار دیتے ہیں نہ کہ کسی بھی معصیت کی بنا پر ......(لقاء الشهري للشيخ محمد بن صالح العثيمين:ص١٥)(الاسلام سوال جواب:فتوی:٩٧٨٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاک و ہند کے احناف ''اشاعرہ'' و ''ماتریدیہ''

''المهند على المفند'' ایک ایسی تاریخی دستاویز ہے جس پر ماضی اور حال کے بہت سے جید علماء دیوبند کے دستخط ہیں۔ یہ علماء اس کتاب کو اپنے عقائد کی کتاب قرار دیتے ہیں۔ اس میں اپنی جماعت کا تعارف یوں کرواتے ہیں:

''ہماری جماعت فروع میں امام ابوحنیفہ، عقائد اور اصول میں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابوجعفر منصور ماتریدی کی پیروی کرتی ہے اور صوفیہ کے طریقوں میں نقشبندیہ، چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ کی طرف نسبت کرتی ہے۔'' (المهند على المفند)

علامہ شمس الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ''ماتریدیہ'' کی درجہ بندی

علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ ان کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ باب اس بات کو واضح کرنے کے لیے ہے کہ اس کتاب میں کس کا رد مقصود ہے؟ اور میری تنقید کا نشانہ کون ہے؟

علم کلام کی بدعت میں شدت اور اس میں لت پت ہونے کے اعتبار سے ماتریدیہ کی تین اقسام ہیں:

پہلی قسم:۔ انتہائی غالی اور معطلہ محض، اپنی بدعت میں انتہائی ڈوبے ہوئے جہمیہ کی فکری پود اور شبیہ، خلق قرآن کے قائل، رحمن کے علو کے منکر، اللہ کی کثیر صفات کا انکار کرنے والے اور اس باب میں وارد نصوص اور کلمات کی تحریف کرنے والے، عقیدہ سلفیہ اور ائمہ اہل سنت پر طعن کرنے والے، یہ لوگ ہیں تو ایک چھوٹا گروہ لیکن وہی ہمارا مقصود مذمت ہیں۔ انہیں پر میرے تیروں کی بوچھاڑ ہے اور میری کاٹ کر دینے والی تلوار سے یہی مضروب ہیں۔ تو مجھے ان پر رد کرتے ہوئے ایک مجاہد، بہادر اور لڑاکا شیر پائے گا......

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم: انصاف والے لوگ جیسا کہ ان (ماتریدیہ) کے اکثر اہل علم اور طالب علم ہیں۔ یہ وہ مخلص لوگ ہیں جو علم کلام سے متاثر اور ان کے مقلد ہیں اور وہ ماتریدیہ کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں۔ یہ امت کے سلف سے محبت رکھنے والے ہیں اگرچہ خود ماتریدیہ کی بعض بدعات میں ملوث ہیں جس کا سبب ان کا ماتریدی علماء سے علم حاصل کرنا اور ان کی شاگردی اختیار کرنا اور ان کی کتابیں پڑھنا ہے۔ان لوگوں کو اگر نصیحت کی جائے تو غور کرتے ہیں اور تائب ہوتے ہیں۔ان کے معاملے میں آپ مجھے مصالحانہ، مسالمانہ انداز اختیار کرنے والا اور نرمی کرنے والا پائیں گے۔آپ دیکھیں گے میں انتہائی ٹھنڈے انداز میں ان کو نصیحت کرتا ہوں اور بہت ہی نرمی سے درگزر کرنے والا طریقہ اختیار کرتا ہوں۔

تیسری قسم: یہ احناف کے عوام ہیں۔ جو صرف نام کے اعتبار سے ماتریدیہ کی طرف منسوب ہیں۔ جیسے بہت سارے طلبا، علماء اور احناف کی ساری عوام مرد ہو یا عورت۔ یہ ایسے ہیں کہ ان کے دل میں کبھی جہمیہ یا ان کی پود ماتریدیہ کی کفریات کا تصور بھی نہیں آتا۔ یہ لوگ ماتریدیہ کی گمراہی کے حامل نہیں ہیں خواہ وہ اپنے آپ کو حنفیہ کی طرف منسوب کریں۔ ہاں ان کو جہمیہ اور ماتریدیہ کی گمراہی سے ڈرانا اور نرمی سے نصیحت کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح انہیں ماتریدیہ کی طرف نسبت کرنے سے بھی ڈرانا چاہیے کیونکہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ (عداء الماتریدیہ للعقیدہ السلفیہ، ج 1 'ص: 22,21,20 للشمس الحق افغانی)

فضیلۃ الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت میں مختلف عقیدہ وعمل کے افراد کے وجود کا اثبات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تبلیغی جماعت'' مصر کی جماعت ''اخوان المسلمین'' کی طرح ہے۔ وہ دعویٰ تو یہی کرتے ہیں کہ ان کی دعوت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر مبنی ہے مگر یہ صرف دعویٰ ہے ان کے عقائد قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔ کوئی ''ماتریدی'' ہے تو کوئی ''اشعری''، ایک صوفی ہے تو دوسرا کسی اور فرقہ کا پیروکار۔ یہ ایک جم غفیر ہے جس میں تہذیب وثقافت اور علم نام کی کوئی چیز نہیں۔ پس تبلیغی جماعت کسی علمی منہج پر نہیں' ان کا منہج مقام ومکان کی مناسبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بدل جاتا ہے۔'' (الفتاویٰ الأماراتیہ للألبانی: ۶۳/۳۸)

پہلی قسم بدعت مکفرہ کے حاملین:

غالی گروہ جو کہ ایک چھوٹا گروہ ہونے کے باوجود انتہائی خطرناک عقائد کا حامل ہے۔

بدعت مکفرہ کے حامل اس گروہ کے عقائد کی تفصیل درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

شیخ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے'' اور استاذِ محترم شیخ پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کے پیچھے'' اور سید طالب الرحمن حفظہ اللہ کی کتاب ''الدیوبندیہ''۔ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی حفظہ اللہ کی نظر ثانی سے شائع شدہ ڈاکٹر ابو عدنان سہیل حفظہ اللہ کی کتاب ''اسلام میں بدعت وضلالت کے محرکات''۔

تصوف کی طرف میلان ہونے کی وجہ سے ان میں سے بعض وحدۃ الوجود تک کے قائل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

1۔: عقیدہ وحدۃ الوجود

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں۔'' (کلیات امدادیہ، ص: ۳۶/ ضیاء القلوب، ص ۳۵، ۳۶)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ''بندہ قبل از وجود باطنا خود خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ۔ اس پر حدیث قدسی دلالت کرتی ہے۔ "کنت کنزًا مخفیا" خالق کی اس کی مخلوق کے ساتھ مثل گٹھلی کی درخت کے ساتھ کی ہے کیونکہ درخت اپنے پتوں ٹہنیوں اور پھولوں سمیت گٹھلی میں پوشیدہ تھا جب گٹھلی نے اپنا باطن ظاہر کیا تو خود چھپ گئی۔ چنانچہ دیکھنے والا درخت کو دیکھتا ہے گٹھلی کو نہیں۔'' (شمائم امدادیہ، ص: ۳۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا انور شاہ کشمیری نے اپنی کتاب ''فیض الباری'' شرح بخاری میں جو کچھ لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں:

''حدیث مبارک میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ فرائض کی پابندی سے جو قرب حاصل کرتا ہے اُس جیسا اور کوئی قرب نہیں، پھر میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنے میں کوشاں رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو جب میں اسے پسند کر لیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔

علمائے ظواہر نے اس حدیث کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ بندہ کے اعضاء جوارح اللہ کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں ان سے وہی حرکت ہوتی ہے جو اللہ کو پسند ہو اور اس کے تمام اعضاء کی انتہاء اور غایت ذات باری تعالیٰ ہو تو یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ بندہ سنتا ہے تو خدا کیلئے، گویا اللہ تعالیٰ اُس بندے کے کان اور آنکھیں بن گیا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ معنی لینا حدیث کے الفاظ سے پھر جانا ہے حدیث میں صیغہ متکلم استعمال ہوا ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جو بندہ نوافل سے قرب الٰہی حاصل کر چکا ہو، جسم اور صورت کے بغیر اس کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی اور اس میں تصرف کرنیوالا رب العالمین ہی ہے یہ وہ مقام ہے جس کو صوفیاء فنا فی اللہ کہتے ہیں یعنی خواہشات کے دواعی سے وہ شخص نکل جاتا ہے۔ اور اس میں صرف اللہ کا تصرف رہ جاتا ہے۔'' (فیض الباری شرح بخاری بحوالہ دلائل السلوک ص ۳۳)

''صوفیاء نے فرمایا کہ قرب فرائض میں بندہ اعضائے خدا تعالیٰ بنتا ہے اور قرب نوافل میں خدا تعالیٰ اعضائے بندہ بن جاتا ہے۔'' (فیض الباری ۴: ۴۲۷ بحوالہ دلائل السلوک ص ۳۶)

2۔ غیر اللہ سے استمداد ملاحظہ فرمائیں:

حاجی امداد اللہ مکی صاحب اشعار میں رسول اللہ ﷺ کو مشکل کشا کہہ کر آپ کو مدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے پکارتے ہیں

یارسول کبریاء فریاد ہے، یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو، میرا یا نبی حال ابتر ہوا، فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے (کلیات امدادیہ ص ۹۰،۹۱)

حاجی امداداللہ اپنے مرشد شاہ نور محمد کو یوں مخاطب کرتے ہیں کہ:

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کا ہوگا جس وقت قاضی خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
(شمائم امدادیہ: ۸۴، امداد المشتاق ص ۱۲۲)

محمد قاسم نانوتوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مافوق الاسباب پکارتے ہیں کہ میری مدد کریں:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار۔ (قصائد قاسمی ص ۸)

علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ ان اشعار کا حوالہ دینے کے بعد کہتے ہیں اس قسم کا عقیدہ صریحاً شرک ہے۔ العیاذ باللہ (امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے:22)

3۔ مولوی زکریا صاحب فضائل حج میں لکھتے ہیں:

”ابدال میں سے ایک شخص نے خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ والا بھی کوئی ولی دیکھا؟ فرمانے لگے ہاں دیکھا ہے میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں حاضر تھا۔ میں نے امام عبدالرزاق محدث کو دیکھا کہ وہ احادیث سنا رہے ہیں اور مجمع ان کے پاس احادیث سن رہا ہے اور مسجد کے ایک کونے میں ایک جوان گھٹنوں پر سر رکھے علیحدہ بیٹھا ہے۔ میں نے اس جوان سے کہا کہ تم دیکھتے نہیں کہ مجمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں سن رہا ہے تم ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے؟ اس جوان نے نہ تو سر اٹھایا اور نہ ہی التفات کیا اور کہنے لگے اس جگہ وہ لوگ ہیں جو رزاق کے عبد (عبدالرزاق) سے حدیثیں سنتے ہیں اور یہاں وہ بھی ہیں جو رزاق (اللہ تعالیٰ) سے سنتے ہیں نہ کہ اس کے عبد سے۔ خضر نے فرمایا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ خضر ہیں۔ خضر فرماتے ہیں اس سے میں نے جانا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں جن کے علو مرتبہ کی وجہ سے میں ان کو نہیں پہچانتا۔ حق تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہم کو بھی ان سے نفع پہنچائے آمین (فضائل حج صفحہ 840)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام سے آزاد ہو کر بھی ولی بنا جا سکتا ہے حالانکہ علماء اسلام کے نزدیک ایسا سمجھنا اسلام کے منافی امور میں سے ہے۔

4۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے شیخ ابو رضا محمد کے تصرفات اور قلبی خیالات پر مطلع ہونے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

''آپ کے خدام میں سے ایک شخص برے فعل کا مرتکب تھا۔ حضرت والا نے کئی مجلسوں میں رمز و اشارہ سے اسے برے فعل سے منع فرمایا مگر وہ نہ چونکا اور نہ ہی اس فعل سے باز آیا۔ حضرت والا نے اسے خلوت میں طلب فرمایا اور کہا میں نے تجھے کئی مرتبہ اشاروں کنایوں سے سمجھایا لیکن تو نے پرواہ نہ کی۔ تیرا خیال ہے کہ ہم تیرے کرتوتوں سے بے خبر ہیں۔ اگر چیونٹی زمین کے سب سے نچلے طبقے میں ہو اور اس کے دل میں سو خیالات آئیں تو میں ان میں سے ننانوے خطرات کو جانتا ہوں اور حق سبحانہ وتعالیٰ پورے خطرات کا عالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔پس اس شخص نے توبہ کی۔'' (انفاس العارفین،ص:۱۵۰)

شاہ اسماعیل دہلوی نے فوت شدہ بزرگوں کی روحوں سے ملاقات اور لوح محفوظ سے کسی بات کی دریافت کا طریقہ لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: '' آسمانوں کے حالات کے انکشاف، ملاقات ارواح و ملائکہ، بہشت و دوزخ کی سیر، اس مقام کے حقائق کی اطلاع، اس جگہ کے مکانوں کی دریافت اور لوح محفوظ سے کسی امر کے انکشاف کے لیے یا حی یا قیوم کا ذکر کیا جاتا ہے۔'' (صراط مستقیم،صفحہ:۲۲۵۔)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ بعض حضرات ایسے شرکیہ نظریات پر مبنی کتابوں کی بھی تعریف کرتے ہیں۔جیسا کہ تبلیغی جماعت ان کتابوں میں سے بعض کو اپنے نصاب میں شامل کیے ہوئے ہے اور ان کے مکتبوں سے ان کی اشاعت ہوتی ہے۔اسی طرح عبدالمجید سوہدروی ایڈیٹر اخبار اہل حدیث سوہدرہ منصب امامت اور صراط مستقیم کو مواعظ حسنہ میں شمار کرتے ہیں [حقانیت مسلک اہلحدیث ،ج:۱،ص۷۶] مکتبہ سلفیہ اہل حدیث شیش محل روڈ لاہور نے بھی صراط مستقیم فارسی زبان میں شائع کی ہے۔لیکن علمائے حق اس شرک سے برأت کا اظہار کرتے ہیں ،الحمدللہ علماء اہل حدیث نے ان کے عقائد کا احسن انداز میں رد کیا جیسا کہ ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ کی نظر ثانی سے شائع شدہ ڈاکٹر ابوعدنان سہیل حفظہ اللہ کی کتاب '' اسلام میں بدعت و ضلالت کے محرکات'' اور مولانا عبدالرحمان کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''روح،عذاب قبر اور سماع موتی'' میں شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل کی طرف منسوب کتابوں میں بیان شدہ عقائد کا خوبصورت رد ہے۔

یاد رہے ہمارا مقصود ان شخصیات کی تکفیر کرنا نہیں ،ممکن ہے وہ حضرات ان تحریروں سے توبہ کر کے دنیا سے گئے ہوں ،یا کسی اور نے یہ باتیں ان کی کتابوں میں لکھ دی ہوں' یا ان میں تحریف کی ہو، یا وہ ان باتوں کی ایسی عجیب وغریب تاویل کریں کہ بات صریح کفر نہ رہے البتہ ان باتوں کو کفر کہنا ہم پر واجب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دُوسری قسم: بدعت غیر مکفرہ کے حاملین

یہ "ماتریدیہ" کے اکثر اہل علم اور طالب علم ہیں۔ یہ امت کے سلف سے محبت رکھنے والے ہیں یہ خود "ماتریدیہ" کی بعض بدعات میں ملوث ہو سکتے ہیں البتہ کفر وشرک کا ارتکاب نہیں کرتے ہیں جیسے:

☆ اسماء وصفات میں تاویل کرنا۔ اس مسئلہ میں بہت سے اشاعرہ کے مسلک پر ہیں کئی ایک ایسے بھی ہیں جو بعض صفات میں اشاعرہ کی سی تاویل کرتے ہیں اور بعض میں سلف کے منہج کو اپناتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰہٰ:۵) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"استواء علی العرش" کے متعلق صحیح بے غبار وہی بات ہے جو جمہور سلف صالحین سے منقول ہے کہ اس کی حقیقت وکیفیت کسی کو معلوم نہیں۔ متشابہات میں سے ہے۔ عقیدہ اتنا رکھنا ہے کہ "استواء علی العرش" حق ہے اُس کی کیفیت اللہ جل شانہ کی شان کے مطابق ومناسب ہوگی جس کا ادراک دنیا میں کسی کو نہیں ہو سکتا۔" (معارف القرآن، جلد ششم:۶۵)

اسی طرح آپ اللہ تعالیٰ کی صفت 'المجی والأتیان' کو ثابت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّآ أَن يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ﴾ (البقرة:۲۱۰)

"اور یہ واقعہ کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں اُن کے پاس آجائیں قیامت میں پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کا اس طرح آنا متشابہات میں سے ہے، جس کے متعلق جمہور صحابہ وتابعین اور اسلاف اُمت کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے مضمون کے حق وصحیح ہونے کا اعتقاد ویقین رکھے اور کیفیت کہ کس طرح یہ کام ہوگا اس کی دریافت کی فکر میں نہ پڑے۔"

(معارف القرآن، جلد اول:۵۰۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ بعض صفات جیسے "ید"، "عین" میں مولانا نے "اشاعرہ" کے موقف کو اپنایا ہے۔ ایسے علماء مجموعی طور پر اشاعرہ کی نسبت سلفیت کے زیادہ قریب ہیں۔

پاک و ہند کے احناف میں بہت سے اہل علم ایسے بھی ہیں کہ جو معتزلہ و اشاعرہ کی تاویلات کی نفی کرتے ہیں، البتہ اہل سنت کی مانند صفات ثابت کرنے میں انہوں نے غلطی کھائی ہے جیسے محمد ادریس کاندھلوی صاحب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے وجہ، ید، نفس اور عین کا ذکر کیا ہے وہ سب اللہ کی صفات ہیں۔ یہ نہ کہنا چاہیے کہ ید سے اللہ کی نعمت یا قدرت مراد ہے، اس لیے کہ اس طور سے اللہ کی صفات کو باطل کرنا لازم آتا ہے اور یہ قول معتزلہ کا ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ید اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو کم وکیف سے پاک و منزہ ہے اور حقیقت اس کی اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔" (عقائد اسلام: ۷۸)

لیکن افسوس ادریس کاندھلوی صاحب ان تاویلات باطلہ کا رد کرنے کے باوجود اہل سنت کی طرح اللہ سے تشبیہ و تمثیل کی نفی اور ان صفات کی کیفیت کو اللہ کے سپرد کرتے ہوئے ان کے معنی کو ثابت نہیں کرتے بلکہ وہ اسے گمراہی قرار دیتے ہیں

☆ ایمان کی کمی بیشی کا مسئلہ۔ برصغیر کے احناف نے اس مسئلہ میں اہل سنت اور مرجئہ الفقہاء کے قول کے مابین تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ محمد ادریس کاندھلوی صاحب امام ابوحنیفہ کے اس فرمان "ایمان بڑھتا اور کم نہیں ہوتا" کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایمان کہ جو تمام اہل ایمان میں قدر مشترک ہے اور جس پر ایمانی اخوت کا دارومدار ہے اور جس ایمان کی بنا پر تمام مسلمان رشتہ اخوت سے منسلک ہوتے ہیں۔ یہ ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا، البتہ طاعات اور حسنات کے اعتبار سے ایمان میں کمی اور بیشی ہوتی ہے جس قدر طاعات زیادہ ہوں گی اسی قدر ایمان زیادہ کامل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔پس عام مومنوں کا ایمان حضرات انبیاء کرام کے ایمان جیسا نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے ....ایمان کو سمجھئے کہ ایمان کی حقیقت میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی اس کی صفات میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے کسی کا ایمان نورانی اور روشن ہے اور کسی کا ظلمانی اور مکدر اور زنگ آلود ہے اب اس تقریر سے مخالفین کا یہ شبہ زائل ہو گیا کہ ایمان کے کم وبیش نہ ہونے سے عام مؤمنوں کے ایمان کا معاذ اللہ انبیاء کرام کے ایمان کے برابر ہونا لازم آتا ہے۔''

(عقائد اسلام:۲۰۹، ۲۱۰)

☆ حیات النبی کا عقیدہ علماء دیوبند کے عقائد میں داخل ہے ''المہند علی المفند'' علمائے دیوبند کے عقائد کی ایسی مستند کتاب ہے جس پر بہت سے علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں، اس میں یہ عقیدہ لکھا ہوا ہے آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا جیسی ہے برزخی نہیں ہے۔'' (المہند فی عقائد علماء دیوبند صفحہ ۷۰۔)

معروف دیوبندی عالم اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب جو ہمارے اکابر میں ہیں حضرت محمد قاسم نانوتوی کے علوم ومعارف کے بہترین شارح ہیں اس مسئلہ پر تحریر فرماتے ہیں: ''حضور کی حیات برزخی ہے مگر اس قدر قوی ہے کہ بلحاظ آثار وہ دنیوی بھی ہے......یہی وجہ ہے کہ بعد وفات حضور کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی، جنازہ میں کلام فرمایا اور قبر میں کلام فرمایا جس کو بعض صحابہ نے سنا، یہ تو وفات کے فوری بعد ہے کہ روح نے جسم کو کلیۃً نہیں چھوڑا، لیکن بعد میں تا حشر بھی روح کا وہی تعلق بدن سے قائم رہے گا جیسا کہ بنص حدیث اجساد انبیاء کا مٹی پر حرام ہونا ثابت ہے۔ اگر ان ابدان میں کوئی روح نہیں ہے تو انہیں گل جانا چاہیے، پھر حیات کا یہ اثر عالم برزخ میں ہے، عالم دنیا میں یہ ہے کہ ان کے اموال میں میراث جاری نہیں ہوتی، ان کی ازواج پر بیوگی نہیں آتی، ان کے نکاح حرام ہوتے ہیں نہ صرف عظمت انبیاء کی وجہ سے بلکہ حقیقتاً حیات کی وجہ سے کہ وہ بیوہ ہی نہیں ہیں، پس انبیاء کی یہ برزخی حیات جسمانی واز قبیل دنیوی بھی ہے کہ اجساد میں حس وحرکت بھی ہے، قبروں میں عبادت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے، کلام بھی ہے، امت کی طرف توجہ بھی ہے، پھر یہی حیات از قبیل حیات برزخی بھی ہے کہ نگاہوں سے اوجھل ہے، ان کی آواز ان کانوں میں نہیں آتی اور کلام ان حسی کانوں میں نہیں پڑتا، نیز امت کے حال کی طرف توجہ اور رخ کا پھیرنا ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا، سو اس میں ہماری کمزوری کو یعنی ضعف قوی کو دخل ہے نہ کہ ان آثار کے موجود نہ ہونے یا قابل وجود نہ ہونے کا، بالفاظ مختصر دونوں حیاتیں اس طرح جمع ہیں کہ حیات برزخی اصل ہے اور حیات دنیوی اس کے تابع، یعنی وہ عیناً موجود ہے اور یہ آثاراً موجود ہے۔ اسی طرح دونوں حیات جمع ہو جاتی ہیں نہ استعارۃً بلکہ حقیقتاً۔'' (حیاۃ النبی از اخلاق حسین قاسمی ص ۱۳)

وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو دنیاوی قرار دینے کا عقیدہ بلا شک وشبہ باطل ہے۔ شیخ سلیمان بن سحمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک میں زندگی دنیاوی نہیں ہے کہ جس میں انسان کو کھانے، پینے، لباس اور نکاح وغیرہ کی حاجت ہوتی ہے۔ بلکہ آپ کی زندگی برزخی ہے۔ آپ کی روح شریف رفیق اعلی کے پاس ہے۔'' (الصواعق المرسلۃ الشھابیۃ ۸۲)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ شرک: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر مبارک میں زندہ ماننے کے بعد آپ سے مدد طلب کرنا، آپ کو عالم الغیب، مختار کل سمجھ کر پکارنا۔ یہ صورت شرک اکبر ہے۔

احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں:

"انبیائے کرام اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ وہ چلتے پھرتے ہیں۔ نماز پڑھتے اور کلام کرتے ہیں اور مخلوق کے معاملات میں تصرف فرماتے ہیں۔'' (حیات النبی ص ۳ ط ملتان)

بریلوی عالم احمد یار لکھتے ہیں:

"ہمارے علماء نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات ونیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالکل ظاہر ہیں۔ ان سے پوشیدہ نہیں۔ (جاء الحق ص ۱۵۱، ۱۵۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ بدعت: قبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو دنیاوی قرار دینا اور اُس کے برزخی ہونے کا انکار کرنا بشرطیکہ آپ سے استعانت طلب نہ کی جائے اور نہ آپ کو اللہ کی صفات جیسے عالم الغیب اور مختارِ کل، متصرف الامور وغیرہ سے متصف کیا جائے۔ یہ صورت شرک نہیں بلکہ بدعت ہے۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث ((الانبیاء أحیاء في قبورھم یصلون)) کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام کے لیے جو زندگی ثابت کی گئی ہے وہ برزخی زندگی ہے۔ اس لیے اس پر دنیاوی زندگی سے تشبیہ و تمثیل دیے بغیر ایمان لانا چاہیے۔ اپنے قیاس اور رائے سے اہل بدعت کی طرح کسی بات کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے جن کا حال یہاں تک جا پہنچا ہے کہ وہ آپ کی قبر میں زندگی حقیقی قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ اپنی قبر میں کھاتے، پیتے بلکہ اپنی بیویوں سے جماع تک کرتے ہیں (نعوذ باللہ)۔''

(السلسلة الصحيحة 120/2)

ان بدعات کی بنا پر یہ کہنا درست ہے کہ یہ لوگ سلف کے منہج پر نہیں ہیں اور عام لوگوں کو کتاب وسنت کی تعلیم کے لیے ان کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہیے بلکہ کتاب وسنت کو علی منہج سلف جاننے والے اہل علم کے ساتھ تمسک کرنا چاہیے۔

سلفی العقیدہ علماء احناف

امام طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدہ پر لکھی جانے والی کتاب ''عقیدہ طحاویہ'' اور اس کی شرح (جو امام صدر الدین ابن العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے کی) آج اہل سنت کے عقیدہ کی بنیادی کتاب شمار ہوتی ہے۔ اس شرح پر محدث العصر ناصر الدین البانی، مفتی اعظم ابن باز، ابن عثیمین اور صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہم نے تعلیقات لکھیں۔

اور آج اہل حدیث مدارس میں امام ابن العز الحنفی کی ''شرح عقیدہ طحاویہ'' پڑھائی جاتی ہے۔ آج بھی برصغیر کے علماء احناف میں وہ علمائے کرام موجود ہیں جو عقیدہ طحاویہ سے عقیدہ کے مسائل کو اخذ کرتے ہیں اور علم الکلام کی کتب پر رد کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ محمد انور بدخشانی حفظہ اللہ جو الجامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاون میں استاد ہیں۔ انہوں نے امام ابن العز حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرح العقیدۃ الطحاویہ کی تلخیص فرمائی ہے۔ کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ایمان اور عقیدہ کی اصلاح میں کوئی کمی نہ چھوڑے لیکن افسوس ہمارے مدارس اور جامعات میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو کتاب وسنت سے ماخوذ خالص اسلامی عقیدہ پر مشتمل ہو بلکہ ہمارے علاقوں میں مدت سے جو کتاب معروف ہے اور جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔ وہ علامہ تفتازانی کی کتاب شرح عقائد النسفیہ ہے...... علامہ صاحب علم الکلام، بلاغہ ومعقول کے امام تھے......

اس کتاب میں کتاب وسنت پر دلالت کرنے والے خالص اسلامی عقائد نہیں ہیں بلکہ اس میں فلسفی عقائد ہیں...... فلسفی عقائد وہ ہیں جو علم الکلام کے علماء نے معتزلہ اور فلاسفہ کے ساتھ مناظروں میں اختیار کیے تھے...... پس میں نے اللہ کی توفیق سے کتاب وسنت سے ثابت شدہ ضروری عقائد جمع کیے ہیں جن پر اس امت کے سلف کا اجماع ہے۔'' (تلخیص شرح العقیدہ الطحاویہ)

شیخ یوسف العیری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سوال کے جواب میں مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عموماً دیوبندی اشعری اور ماتریدی ہیں لیکن ان میں اہل سنت بھی پائے جاتے ہیں۔ میں لوگوں کے سامنے حق منہج کو واضح کرتا ہوں جو کہ سلف کا منہج ہے اور میں خلف کے منہج سے انہیں ڈراتا ہوں...... طالبان کے مفتی اعظم میرے شاگردوں میں سے ہیں اور اسی طرح عبداللہ ذاکری جو کہ بڑے علماء میں سے ہیں وہ بھی اسی منہج پر ہیں۔ ہم حق بات بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔'' (المیزان لحرکۃ الطالبان)

سماحۃ الشیخ غلام اللہ رحمتی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''رہے ملا عمر نہ تو وہ دیوبندی ہیں نہ حنفی بلکہ وہ ایک عام مسلمان ہیں۔ ممکن ہے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانتے بھی نہ ہوں کہ ''اشعریت'' اور'' ماتریدیت'' کیا ہے؟ وہ کہا کرتے تھے ''میں وہ حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں جو نبی کریم محمد ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قائم کی تھی۔ اس حکومت کی بنیاد کتاب وسنت پر ہوگی۔ ''ملا عمر'' خود عالم نہیں ہیں بلکہ وہ علماء کے فتاویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''علماء کا کام فتویٰ دینا ہے اور میرا کام تطبیق کرنا ہے۔ وہ نہ صوفی ہے نہ دیوبندی' بلکہ وہ سلفیت سے محبت کرنے والے انسان ہیں۔ (مجلة البيان سعودی عرب)

مسئلہ ''وحدۃ الوجود'' کے بارے میں علمائے احناف کا موقف

یہ علماء وحدۃ الوجود اور دیگر کفریات کا صریحاً رد کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے وحدۃ الوجود کے رد میں ایک کتاب تحریر فرمائی جس کا نام ''الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود'' رکھا اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں:

''پھر اگر تم سچے مسلمان اور پکے مومن ہو تو ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک نہ کرو اور اس گمراہ قوم اور بے وقوف گروہ کی گمراہی میں توقف نہ کرو، پھر اگر تم پوچھو: کیا انہیں سلام کہنے میں ابتدا کی جا سکتی ہے؟ میں کہتا ہوں: نہیں اور نہ ان کے سلام کا جواب دیا جائے بلکہ انہیں وعلیکم کا لفظ بھی نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ یہودیوں اور نصرانیوں سے زیادہ برے ہیں اور ان کا حکم مرتدین کا حکم ہے...... ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو جلانا واجب ہے اور ہر آدمی کو چاہیے کہ ان کی فرقہ پرستی اور نفاق کو لوگوں کے سامنے بیان کرے کیونکہ علماء کا سکوت اور بعض راویوں کا اختلاف اس فتنے اور تمام مصیبتوں کا سبب بنا ہے......

(الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود ص ۱۵۵، ۱۵۶)

مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاون) فرماتے ہیں:

''صوفیہ میں سے بعض تو وہ ہیں جو صحیح راستے پر گامزن ہیں۔ یہ اس راستہ پر ہیں کہ جو نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کا راستہ ہے۔ یہ دنیا سے بے رغبتی اور احسان کے مرتبہ کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

راستہ ہے۔ البتہ جو لوگ ابن عربی وغیرہ کے راستہ پر ہیں جو کہ وحدت الوجود کا عقیدہ رکھتا تھا تو یہ تصوف باطل ہے۔ یہ عقیدہ طالبان کے ہاں نہیں پایا جاتا بلکہ وہ تو ایسے نظریات کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔'' (المیزان لحرکۃ الطالبان)

(۱) حکیم میاں عبدالقادر فاضل دیوبند لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود خود کو خدائی مسند پر جلوہ افروز ہونے والوں کا باطل عقیدہ و عمل ہے۔''

(تنزیہ الٰہ ص ۱۸۵، مطبوعہ بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور)

(۲) خان محمد شیرانی پنج پیری دیوبندی (زوب بلوچستان) نے وحدۃ الوجود کے رد میں ''کشف الجحود عن عقیدۃ وحدۃ الوجود'' نامی کتاب لکھی ہے جس کے ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے کہ ''اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کا وحدۃ الوجود اور حلولی کا عقیدہ ہوتا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔'' (بحوالہ الحدیث: شمارہ نمبر ۴۹ ص ۲۰)

جامع الفتاویٰ میں یہ فتویٰ مذکور ہے:

سوال: جو مسلمان عاقل و بالغ وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھے، اور یہ کہے کہ ''سب وہی اللہ تعالیٰ ہے'' تو اس کلام سے وہ مسلمان کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: وحدۃ الوجود کا ظاہر معنیٰ خلاف شرع ہے، جو شخص اس کا قائل ہو، اگر اس کا اعتقاد ہو کہ حق تعالیٰ نے تمام چیزوں میں حلول فرمایا ہے، یا اس شخص کا عقیدہ ہو کہ تمام اشیاء اس ذات مقدس کے ساتھ متحد ہیں، تو اس کلام سے کفر لازم آتا ہے، اور اگر اس کی مراد یہ ہے کہ تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتوں کا ظہور ہے، تو ایسی حالت میں اس کے کلام سے کفر لازم نہیں آتا، لیکن اس کلام سے ایسے امر کا گمان ہوتا ہے، جو خلاف شرع ہے، اس واسطے یہ کلام عام مجلسوں میں شائع کرنا مناسب نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۶۷ بحوالہ جامع الفتاویٰ، جلد اول ص ۲۷۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ تقلید

تقلید کی دو قسمیں ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل میں بیان کی جارہی ہے۔

تقلید شرکیہ:

تقلید بعض اوقات شرکیہ ہو جاتی ہے۔ جب مقلد قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی عالم کی بات کو مانے اور قرآن وحدیث سے یکسر اعراض کرے۔ قرآن مجید کو صرف تبرک کے لیے پڑھے لیکن عملاً اس کو ''دستور حیات'' ماننے سے انکار کرے اور یہ گمان کرے کہ ہمارے امام سے غلطی اور خطا ناممکن ہے اور اس کا ہر قول حق اور صواب ہے اور اپنے دل میں یہ بات جمار کھے کہ ہم اپنے امام کی تقلید ہرگز نہ چھوڑیں گے اگر چہ ہمارے مذہب کے خلاف قرآن وحدیث سے دلیل قائم بھی ہو جائے۔ ایسی تقلید شرکیہ تقلید ہوتی ہے۔

مولانا سرفراز خاں صفدر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''کوئی بدبخت اور ضدی مقلد دل میں یہ ٹھان لے کہ میرے امام کے قول کے مخالف اگر قرآن وحدیث سے بھی کوئی دلیل قائم ہو جائے تو میں اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گا تو وہ مشرک ہے''۔ ہم بھی کہتے ہیں، لا شك فيه (اس میں کوئی شک نہیں)۔''

(الکلام المفید، ص:۳۱۰)

مگر افسوس ایسی تقلید کے اثرات علماء کرام تک میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

شیخ الہند محمود الحسن صاحب خیار مجلس (البیعان بالخیار ما لم یتفرقا) کے مسئلہ میں لکھتے ہیں:

''الحق والانصاف ان الترجیح للشافعی فی هذه المسئلة و نحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفه۔''

''حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح حاصل ہے مگر ہم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں ہم پر ان کی تقلید واجب ہے۔'' (تقریر ترمذی، ص:۳۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقلید غیر شرکیہ:

شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ:

''حنفیہ تقلید کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اسے واجب کہتے ہیں اور اہل حدیث تقلید کی مذمت کرتے ہیں اور اسے حرام کہتے ہیں تو پھر اتحاد کیسے؟

جواب: حرمت اور وجوب کے قائل دو قسم کے لوگ ہیں:

(۱) غالی: جن کے درمیان نزاع حقیقی ہے۔

(۲) محققین: دراصل ان میں نزاع لفظی ہے۔

جس تقلید کی اہلحدیث مذمت کرتے ہیں اور اس کو حرام کہتے ہیں ان کے ادلہ کو اگر دیکھا جائے تو ایسی تقلید کی حرمت و مذمت کا محققین حنفیہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ اور جس تقلید کو حنفیہ واجب کہتے ہیں اس کے دلائل کو اگر دیکھا جائے تو ایسی تقلید سے اہلحدیث کو بھی مفر نہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دین میں تین قسم کی تقلید حرام ہے۔

ا۔ استحسان تربیت کی وجہ سے ''تقلید آباء'' پر اکتفاء کرنا اور قوت فکر اور دلیل کی طرف رجوع نہ کرنا یعنی قرآن وسنت سے اعراض اور جدی طریق پر جمود۔

۲۔ ایسے شخص کی تقلید کرنا جو قابل اتباع نہیں۔

۳۔ قیام حجت کے بعد بھی سابق طریق پر اڑے رہنا۔

تقلید کے جواز یا وجوب کی صورت

جب مکلف خود مسئلہ کی تحقیق نہ کر سکے اور اس کو تفصیل معلوم نہ ہو تو اس صورت میں بعض دفعہ تقلید جائز اور بعض دفعہ واجب ہو جاتی ہے۔ مگر جو تقلید کی مطلق مذمت کرتے ہیں وہ اس صورت کو تقلید نہیں کہتے اور جو جائز یا واجب کہتے ہیں وہ اسے تقلید کی قسم قرار دیتے ہیں۔ (الاصلاح ص ۱۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ نے تقلید کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

''اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا کہ دین کی اصل دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی اس لیے واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وفعل سے احکام الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے۔ کونسی چیز حلال ہے؟ کونسی چیز حرام؟ کیا جائز ہے؟ ان تمام معاملات میں خالصۃً اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنی ہے، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی بجائے کسی اور کی اطاعت کرنے کا قائل ہو' اور اس کو مستقل بالذات مُطاع سمجھتا ہو وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے، لہٰذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن سنت کے احکام کی اطاعت کرے۔.......... (ص:۷)

دین کے بنیادی عقائد میں تقلید ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے، تمام اصولِ فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ تقلید عقائد اور ضروریات دین میں نہیں ہوتی، کیونکہ یہ مسائل نہ اجتہاد کا محل ہیں' نہ تقلید کا۔........ (ص ۱۱٦)

مولانا تقی عثمانی صاحب علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

''شرعی احکام کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ احکام ہیں جن کا جزوِ دین ہونا بداہیۃً ثابت ہے۔ مثلاً پانچ نمازیں، زکوٰۃ، رمضان کے روزے، حج، زنا اور شراب نوشی کی حرمت اور اسی جیسے دوسرے احکام، تو اس قسم میں تقلید جائز نہیں، کیونکہ ان چیزوں کا علم تمام لوگوں کو ہوتا ہی ہے لہٰذا اس میں تقلید کے کوئی معنی نہیں اور دوسری قسم وہ ہے جس کا علم فکر ونظر اور استدلال کے بغیر نہیں ہوسکتا، جیسے عبادات و معاملات اور شادی بیاہ کے فروعی مسائل، اس قسم میں تقلید درست ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ نیز اس لئے کہ اگر ہم دین کے ان فروعی مسائل میں تقلید کو ممنوع کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر شخص باقاعدہ علومِ دین کی تحصیل میں لگ جائے، اور لوگوں پر اس کو واجب کرنے سے زندگی کی تمام ضروریات برباد ہو جائیں گی اور کھیتیوں اور مویشیوں کی تباہی لازم آئے گی، لہٰذا ایسا حکم نہیں دیا جاسکتا۔''............

''پھر اس تقلید کی بھی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ تقلید کے لئے کسی خاص امام و مجتہد کو معین نہ کیا جائے، بلکہ اگر ایک مسئلہ میں ایک عالم کا مسلک اختیار کیا گیا ہے تو دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے عالم کی رائے قبول کر لی جائے اس کو ''تقلید مطلق'' یا ''تقلید عام'' یا ''تقلید غیر شخصی'' کہتے ہیں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ تقلید کے لئے کسی ایک مجتہد عالم کو اختیار کیا جائے، اور ہر مسئلہ میں اسی کا قول اختیار کیا جائے، اُسے ''تقلید شخصی'' کہا جاتا ہے۔ تقلید کی ان دونوں قسموں کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ ایک شخص براہِ راست قرآن وسنت سے احکام مستنبط کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو وہ جس مجتہد کو قرآن وسنت کے علوم کا ماہر سمجھتا ہے اس کی فہم وبصیرت اور اس کے تفقہ پر اعتماد کر کے اس کی تشریحات کے مطابق عمل کرتا ہے۔............(ص ۱۵)

''تقلید کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ جو شخص براہِ راست، قرآن و حدیث کا مطلب سمجھنے، ان کے ظاہری تعارض کو رفع کرنے، یا ناسخ ومنسوخ وغیرہ کا فیصلہ کرنے کی اہلیت اپنے اندر نہیں پاتا وہ کسی مجتہد سے تفصیلی دلائل کا مطالبہ کئے بغیر اس کے علم پر اعتماد اور اس کے فتوے پر عمل کر لیتا ہے، لہٰذا تقلید کے مفہوم میں یہ بات ہرگز داخل نہیں ہے کہ مجتہد کے فتوے پر عمل کرنے کے بعد قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے کی کوشش ہی نہ کی جائے، بلکہ یہ دروازہ تقلید کے بعد بھی کھلا رہتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں مقلدین نے کسی امام کی تقلید شخصی کرنے کے باوجود قرآن کریم کی تفسیریں اور احادیث کی شروح لکھی ہیں، اور اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنے علم کو بڑھانے اور تحقیق ونظر کا سلسلہ جاری رکھا ہے، اور اگر اس تحقیق کے دوران کسی مسئلے میں قطعی طور سے واضح ہو گیا ہے کہ کوئی حدیثِ صریح مجتہد کے قول کے خلاف ہے، اور اس کے معارض کوئی قوی دلیل موجود نہیں، تو اس مسئلہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے امام کی بجائے حدیثِ صریح پر عمل کیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی مقلد کو اپنے امام کا کوئی قول کسی حدیث کے خلاف معلوم ہوتا ہے تو اس حدیث کی تحقیق کرنا تقلید کے خلاف نہیں ہے۔

(ص:۴۶)

مولانا تقی عثمانی حفظہ اللہ مقلد حضرات کا عقیدہ و عمل خلاصۃً یوں بیان کرتے ہیں:

(۱) دین کے بنیادی عقائد میں تقلید نہیں ہوتی،

(۲) جو احکامِ شریعت تواتر و بداہت سے ثابت ہیں ان میں کسی کی تقلید نہیں کی جاتی'

(۳) قرآن و سنت کی جو نصوص قطعی الدلالۃ ہیں، اور جن کا کوئی معارض موجود نہیں ان میں کسی امام کی تقلید کی ضرورت نہیں،

(۴) تقلید صرف اس غرض کے لئے کی جاتی ہے کہ قرآن و سنت سے اگر مختلف باتوں کا اثبات ممکن ہو تو کسی ایک معنی کو معین کرنے کے لئے اپنے ذہن کی بجائے کسی مجتہد کی فہم پر اعتماد کیا جائے۔

(۵) مجتہدین امت کسی کے نزدیک معصوم اور خطاؤں سے پاک نہیں ہیں' بلکہ ان کے ہر اجتہاد میں غلطی کا امکان موجود ہے۔

(۶) ایک متبحر عالم اگر مجتہد کے کسی قول کو کسی صحیح اور صریح حدیث کے خلاف پائے، اور اس کا کوئی معارض موجود نہ ہو تو اس کے لئے (ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر "متبحر عالم کی تقلید" کے عنوان کے تحت گزر چکا ہے) مجتہد کے قول کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(تقلید کی شرعی حیثیت از محمد تقی عثمانی ص:۱۲۱)

شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الاصلاح" میں اہلحدیث اور حنفیہ میں نہ اصولی اختلاف ہے نہ فروعی کے نام سے ایک عنوان قائم کرتے ہیں اور اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"اہلحدیث کے اصول کتاب و سنت، اجماع اور اقوال صحابہ ہیں۔ یعنی جب کسی ایک صحابی کا قول ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ ہو، اگر اختلاف ہو تو ان میں سے جو قول کتاب و سنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے زیادہ قریب ہو، اس پر عمل کیا جائے اور اس پر کسی عمل، رائے یا قیاس کو مقدم نہ سمجھا جائے اور بوقت ضرورت قیاس پر عمل کیا جائے قیاس میں اپنے سے اعلم پر اعتماد کرنا جائز ہے یہی مسلک امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، دیگر ائمہ اہلحدیث کا ہے۔

شیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کتاب ہذا کے مقدمے میں حافظ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا قول کے بارے میں لکھتے ہیں: ''حافظ صاحب کا یہ بیان ان کے نہایت گہرے مطالعہ اور وسعت کا مظہر ہے اور وہ اس طرح کہ جہاں تک امام ابوحنیفہ اور ان کے جلیل القدر تلامذہ (امام محمد اور قاضی ابو یوسف وغیرہ) کا اور ان کا سا طرز فکر وعمل اختیار کرنے والوں کا تعلق ہے، اس کو اگر سامنے رکھا جائے تو واقعی اہلحدیث اور احناف کے اصولوں میں کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔'' (ص ۱۴)

شیخ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ احناف کو تین گروہ میں تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پہلا گروہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردان رشید امام محمد اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم اور ان کا سا طرز عمل اختیار کرنے والوں پر مشتمل ہے۔ان سے اہلحدیث کا اصولی طور پر اختلاف نہیں۔حضرت حافظ صاحب گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ نے احناف سے اصول وفروع میں اختلاف کی جونفی کی ہے اس کا تعلق اسی گروہ سے ہے۔'' (ص ۱۵)

''امام ابوحنیفہ نے اپنی تلامذہ کی تربیت ایسے انداز میں فرمائی کہ قرآن وحدیث کی نصوص کا احترام اور ان کا تسلیم کرنا ضروری ہے اور یوں ان کو فقہی جمود سے بچنے کا درس دیا۔یہی وجہ ہے کہ امام صاحب کے خصوصی تلامذہ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ نے اپنے استاد سے بے شمار مسائل میں اختلاف کیا یہاں تک کہ ان کی تعداد دوتہائی بیان کی گئی ہے۔'' (ص ۱۷)

''انہی کے نقش قدم پر چلنے والے وہ بعض علماء ہیں جنہوں نے احادیث صحیحہ کی بنیاد پر فقہ حنفی کے بہت سے مسائل یا بعض کو چھوڑ دیا اور احادیث کو ترجیح دی جیسے مولانا عبدالحی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھنوی وغیرہ۔'' (ص ۱۸)

مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب سابق جج وفاقی شرعی عدالت پاکستان جو ایک بہت بڑی حنفی عالم، مولانا مفتی شفیع مرحوم کے جلیل القدر صاحبزادے ہیں اور خود بھی اپنے علم وفضل کے اعتبار سے موجودہ علمائے احناف میں ایک نہایت ممتاز مقام کے حامل ہیں اور اپنے والد گرامی کی قائم کردہ دارالعلوم کراچی میں تدریس حدیث اور افتاء و تحقیق کے منصب عالیہ پر فائز ہیں وہ مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ''الحیلۃ الناجزۃ فی الحلیلۃ العاجزۃ'' کے دیباچے میں فقہ حنفی سے خروج کا جواز تسلیم کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ فقہ حنفی میں عورتوں کو پیش آنے والی مشکلات کا کوئی حل نہیں ہے۔

وہ لکھتے ہیں: ''.......... حکیم الامت نے بیشتر مسائل میں مالکی مذہب کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔''

فقہاء احناف سے صراحت کی ہے کہ اس طرح کرنے سے کوئی شخص تقلید امام کے دائرہ سے نہیں نکلتا جیسا کہ پاک وہند کے احناف، مالکی مسلک اپنانے کی وجہ سے حنفیہ سے خارج نہیں ہوئے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز اور دیگر بہت سے افراد نے احادیث کی بنا پر فقہ حنفی کے بعض مسائل کو چھوڑ دیا..... حقیقت یہ ہے کہ یہ وہی طرز فکر وعمل ہے جو امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ نے اختیار کیا اور اس میں کوئی خرابی نہیں بلکہ یہ نہایت پسندیدہ، مستحسن اور ایک مسلمان سے مطلوب ہے اور احناف کا یہی وہ گروہ ہے جس کی بابت زیر نظر کتاب میں کہا گیا کہ ان کے اور اہل حدیث کے مابین نہ کوئی اصولی اختلاف ہے اور نہ فروعی۔'' (الاصلاح ص ۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقہی مسائل میں اختلاف کی شرعی حیثیت

ان مسائل میں اختلاف کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ اختلاف تنوع ۲۔ اختلاف تضاد

اختلاف تنوع: بعض مسائل ایسے ہیں جن میں دو مختلف اقوال ہوتے ہیں اور دونوں ہی شریعت سے ثابت ہوتے ہیں آدمی کو اختیار ہے کہ جو مرضی عمل اختیار کرے مثلاً نماز میں دعائے استفتاح، رکوع اور سجدے کی تسبیحات اور تشہد کی دعائیں، سفر میں روزے کا رکھنا یا نہ رکھنا۔

''بنونضیر'' سے جنگ کے موقع پر جب صحابہ کرام نے کافروں کے کچھ درخت کاٹے اور کچھ چھوڑ دیے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں عمل کو درست قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ (الحشر:٥)

''تم نے کھجور کے جو بھی درخت کاٹے یا انہیں اپنی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ اللہ ہی کے حکم سے تھا اور تا کہ اللہ فاسقوں کو رسوا کرے۔''

اسی طرح انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'' کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں جہاد کا سفر کیا ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں رکھا۔ روزہ دار روزہ نہ رکھنے والے پر اعتراض نہ کرتا تھا اور نہ ہی روزہ نہ رکھنے والا روزہ دار پر اعتراض کرتا تھا۔''

(بخاری ۱۹۴۷، مسلم ۱۱۱۸)

اسی اختلاف میں افضل اور مفضول کا اختلاف بھی ہے جیسے کہ عورت کی نماز اگرچہ گھر میں افضل ہے لیکن مسجد میں جا کر نماز پڑھنا اس کے لیے جائز ہے۔ حج وعمرہ کے بعد اگرچہ سر کے بال منڈوانا افضل ہے مگر بال کٹوانا بھی جائز ہے۔

بعض اوقات آیت یا حدیث کے دو مفہوم نکلتے ہیں اور دونوں ہی معانی پر عمل کرنا جائز ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خندق کے بعد فرمایا تم میں سے ہر شخص عصر کی نماز ''بنوقریظہ'' میں جا کر پڑھے۔اب نماز کا وقت راستے میں ہو گیا تو بعض نے کہا کہ جب تک ہم ''بنوقریظہ'' پہنچ نہ لیں عصر کی نماز نہیں پڑھیں گے اور بعضوں نے کہا ہم نماز پڑھ لیتے ہیں کیونکہ آپ کا یہ مطلب نہ تھا کہ ہم نماز قضا کر دیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس امر کا ذکر کیا گیا۔آپ نے کسی پر خفگی نہیں کی۔(بخاری:۹۱۰؍۴ مسلم: ۱۷۷۰)

گویا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ عام ہیں جن کا منشا یہ ہے کہ نماز بنوقریظہ کے ہاں جا کر ہی ادا کرنی چاہیے۔اگرچہ ایسا کرنے میں نماز کا وقت ہی کیوں نہ چلا جائے۔اور بعض نے ان کے الفاظ کا یہ مطلب سمجھا کہ وہاں جلد پہنچ کر ''بنوقریظہ'' کا محاصرہ کر لینا چاہیے۔

یہ اس قسم کا اختلاف ہے جس میں دونوں طریقے صحیح ہوتے ہیں البتہ قابل مذمت بات یہ ہے کہ ان مسائل میں اختلاف کی بنا پر جھگڑا کیا جائے۔

اختلاف تضاد

اس امت کے اہل علم میں فقہی عملی مسائل میں اختلاف ہمیشہ رہا ہے ان مسائل میں حق اگرچہ ایک ہی بات ہوتی ہے اور باقی سب اقوال غلط ہوتے ہیں اس لیے یہ کہنا تو غلط ہے کہ جس اہل علم کا قول چاہو اختیار کر لو بلکہ ان مسائل میں کتاب وسنت کو ہی دیکھنا ہوگا اگر یقین ہو جائے کہ فلاں قول قرآن وسنت کے مطابق ہے تو اسے اختیار کرنا واجب ہے اور باقی اقوال کو چھوڑ دیا جائے گا۔

فقہی اختلافات کی بنیاد پر افتراق کرنا درست نہیں

مسائل کے ان اختلافات کی بنیاد پر آپس میں دشمنی اور افتراق کرنا درست نہیں۔ کیونکہ فقہی اور اجتہادی امور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اختلاف ہوا۔کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث کی صریح نص نہ ہونے کی وجہ سے ان کے اجتہادات مختلف ہوئے اور بعض اوقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ اور اس کے رسول کی بات کا مفہوم سمجھنے میں اختلاف ہوا مگر ان میں وحدت اور اخوت برقرار رہی سلف کے مابین باہمی محبت و ہمدردی اور آپس کے تعلقات کی گرمجوشی میں کوئی کمی نہیں آئی۔ البتہ اگر مجتہد کوشش کے باوجود صحیح فیصلہ پر نہیں پہنچا تو اس کے لیے غلطی کے باوجود اجر ہے:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی حاکم اجتہاد کرتے ہوئے فیصلہ کرتا ہے اور صحیح نتیجے پر پہنچتا ہے تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جب وہ اجتہاد کرتے ہوئے غلط فیصلہ کرتا ہے تو بھی اسے اکہرا ثواب مل جاتا ہے''۔ (بخاری: ۷۳۵۲، مسلم ۱۷۱۶)

اس اختلاف میں مجتہد مخطئی کے لیے بھی ایک اجر ہے مگر غلطی میں اس کی پیروی نہیں کی جائے گی اور جو شخص یہ جانتا ہو کہ اس مسئلہ میں اس عالم نے خطا کی اور اس کے باوجود وہ اس کی اس مسئلہ میں پیروی کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جمہور علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اجتہاد کرتے ہوئے خطا کرنے والا گنہگار نہیں کیونکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں گروہوں میں سے کسی کو بھی گنہگار قرار نہیں دیا اور اگر مجتہد مخطی گنہگار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس کی پکڑ کرتے'' (فتح الباری ۷/ ۴۱۰)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ حدیث اور فقہا کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف اسی قسم کا ہے۔ آج جہالت کے پھیل جانے کی وجہ سے امت مسلمہ میں اختلاف کی نوعیت اور اس کی نسبت سے سمجھ اور اس پر عمل یعنی شرعی رویہ مفقود ہے۔ اس کی جگہ افراط و تفریط کے انفرادی اور اجتماعی اسلوب اپنائے جا رہے ہیں۔

بعض لوگ حق کو کسی ایک فقہی مذہب یا اپنے امام کی فقہ تک محدود کر لیتے ہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کرنے کی بجائے اس کی تاویلات ہی کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیتے ہیں بلکہ پچھلی چند صدیوں کے بزرگوں سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں کہ ان کی ہر بات حتمی سمجھی جا رہی ہے۔ پچھلی تین، چار سو سالوں کے بزرگوں کے نظریات کی پابندی کی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروائی جارہی ہے۔

دوسری طرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ،امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کے بعض فقہی اختلافات کا ذکر کر کے انہیں کتاب و سنت کے مخالف قرار دیتے ہوئے اسلام ہی سے خارج قرار دیا جارہا ہے انہیں فرقہ پرست اور شرک فی الرسالت کا مرتکب گردانا جارہا ہے حالانکہ ان ائمہ کرام کے وہی عقائد ہیں جو کتاب وسنت نے بیان کیے اور جس پر صحابہ اور تابعین کرام تھے۔ الحمدللہ ان ائمہ اربعہ اور ان جیسے اہل علم کے درمیان اصول دین میں کوئی نزاع نہیں ہے۔ بلکہ یہ اختلافات ان امور میں ہوتے ہیں جو کہ اجتہادی ہیں۔ فروعات کے فہم کا اختلاف صحابہ تک میں ہوا۔ امت کے بڑے بڑے محدثین، مفسرین اور فقہا خود حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہل حدیث کا مذہب رکھتے تھے۔ ان امور میں ان کے درمیان کوئی تعصب نہیں تھا۔

افسوس کہ آج فقہی امور پر بحث ومناظرہ کرتے ہوئے علماء کرام کی عزت وآبرو کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ ایک مسلمان عالم کی ذمہ داری ہے کہ فقہی امور میں تنقید کرتے وقت احسن انداز اختیار کرے۔ ان فقہی امور میں اختلاف کرنے والوں سے وہ رویہ نہ رکھے جو ایک ملحد، کافر ومشرک یا کلمہ پڑھنے کے بعد اسلام کے منافی امور کے مرتکب شخص سے رکھنا واجب ہے۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اجتہادی مسائل میں اختلاف صحابہ کے دور سے لے کر آج تک واقع ہوتا آیا ہے۔ سب سے پہلے جو اختلاف ہوا وہ خلفائے راشدین مہدیین کے زمانے میں ہوا پھر صحابہ کے سب ادوار میں رہا۔ پھر تابعین میں ہوا۔ ان میں سے کسی نے بھی اس پر کسی کو معیوب نہ جانا۔ صحابہ کے بعد والوں میں بھی اسی طرز پر اختلاف ہوا اور اس میں توسیع بھی ہوئی۔ (الاعتصام از امام ابواسحاق الشاطبیؒ ۸۰۹)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وأما لاختلاف في (الأحكام) فأكثر من أن ينضبط ولو كان كل ما

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اخلتف مسلمان في شيء تهاجرا- لم يبق بين المسلين عصمة ولا أخوة))(فتاوی ابن تیمیه ۲۴/۱۷۳)

''مسائل احکام میں تو اس قدر اختلاف ہوا ہے کہ اس کا ضبط میں آنا ممکن نہیں۔ اگر کہیں ایسا ہوتا کہ جب بھی کبھی دو مسلمانوں میں کسی مسئلے کی بابت اختلاف ہو تو ایک دوسرے سے قطع تعلقی اختیار کر لیتے تو مسلمانوں میں کسی عصمت یا اخوت کا نام تک باقی نہ رہتا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ مدینہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ، زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم لوگوں کو دین سکھلانے لگے، تابعین کے دور میں سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر پھر امام زھری اور یحییٰ بن سعید آئے۔ پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کا علم مدون کر دیا۔ مکہ مکرمہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دینی حلقہ قائم کیا۔ ان سے عکرمہ، مجاہد اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے دین سیکھ کر پھیلایا۔ پھر سفیان بن عیینہ اور مسلم بن خالد آئے اور آخر کار محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے منقول شدہ احادیث اور فتاویٰ جمع کر دیے۔ عراق اور کوفہ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے اللہ کے دین کو روشن کیا۔ ان کے شاگرد علقمہ بن قیس اور قاضی شریح نے ابراہیم نخعی اور پھر حماد بن سلیمان سے ہوتے ہوئے امام ابوحنیفہ نعمان اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تک وہ فتاویٰ آئے۔

جب خلیفہ منصور نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا کہ مؤطا مالک کو سب مسلم خطوں میں نافذ کر دیا جائے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جو جواب دیا وہ ہمارے لیے قابل غور ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک کے الفاظ یوں نقل کرتے ہیں:

''اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملکوں کے اندر بکھر گئے تھے۔ اب ہر قوم ان کے علم سے وہ چیز لے چکی ہے جو ان کو صحابہ کرام سے پہنچی تھی۔''(مجموع الفتاویٰ: ج۳۰ص:۷۹)

امام ذہبی یوں نقل کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے امیر المومنین ایسا مت کیجئے کیونکہ اس سے قبل لوگوں کے ہاں اقوال پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کو احادیث اور روایات ملی ہوئی ہیں۔ اصحاب رسول اور دیگر اہل علم کے اختلاف سے ہر قوم کو جو چیز پہنچی وہ اس کو لے چکی اور اس کو معمول بنا کر بطور دین اختیار کر چکی۔ اب لوگ جس بات کے قائل ہو چکے اس سے ان کو ہٹانا شدید بات ہے۔ لہٰذا لوگوں کو اب ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ ہر ملک کے لوگوں نے جو کچھ اختیار کیا ہے ان کو اسی پر رہنے دیجئے۔'' (سیر اعلام النبلاء، ج:۸،ص۷۸)

اجتہادی اختلاف کی بنا پر تکفیر نہیں کرنی چاہیے

اجتہادی مسائل کا اختلاف کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کبھی صحابہ نے ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کی۔ دیکھیے عائشہ، معاویہ اور علی رضی اللہ عنہم کے مابین اختلاف نے کتنی شدت اختیار کی مگر اس کے باوجود انہوں نے ایک دوسرے کو مسلمان ہی سمجھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

((عن رباح بن الحارث قال: انا لبواد، وان ركبتي لتكاد تمس ركبة عمار بن ياسر اذ أقبل رجل فقال: كفر والله أهل الشام. فقال عمار: لا تقل ذلك، فقبلتنا واحدة، ونبينا واحد، ولكنهم قوم مفتونون، فحق علينا قتالهم حتى يرجعوا الى الحق))

رباح بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک وادی میں تھے (عمار بن یاسر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے اور آپ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ آپ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ چنانچہ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔) ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم! اہل شام (معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی) کافر ہو گئے۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا مت کہو، ہمارا قبلہ ایک ہے، نبی ایک ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ فتنہ زدہ لوگ ہیں جن سے قتال کرنا ہم پر واجب ہے یہاں تک کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:((لا تقولوا : كفر أهل الشام قولوا:فسقوا،قولو:ظلموا))(منہاج السنۃ ۵/۲۴۶)

''یہ نہ کہو کہ اہل شام نے کفر کیا، کہو انہوں نے فسق کیا، ظلم کیا''

یادرہے کہ جنگ جمل وصفین میں گنتی کے چند صحابہ نے شرکت کی تھی۔اُن کا مقصد بھی جنگ کرنا نہیں تھا بلکہ ان دوگروہوں میں اصلاح کروانا تھا۔ان جنگوں کو بھڑکانے میں اصل کردار منافقین اور سبائی پارٹی کا تھا۔

قال عبدالله بن الامام أحمد:((حدثنا أبي ،حدثنا اسماعيل يعني ابن علية ، حدثنا أيوب السختياني ،عن محمد بن سيرين ،قال :هاجت الفتنة وأصحاب رسول الله ﷺ عشرة آلاف ،فما حضرها منهم مائة ،بل يبلغوا ثلاثين))(السنة للخلال ۱/۴۶۶)

''محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:'' جب مسلمانوں کے مابین قتال ہوا تب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعداد دس ہزار تھی' لیکن ان جنگوں میں ان میں سے ۱۰۰ افراد بھی شامل نہ ہوئے بلکہ ان کی تعداد ۳۰ کو بھی نہ پہنچتی تھی۔''

امام ابن تیمیہ اس روایت کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں:

((وهذاالاسنادمن أصح اسنادعلى وجه الأرض))(منهاج السنة ۶/۲۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ائمہ کے مابین اختلافات کے اسباب

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "رفع الملام عن الائمة الاعلام" میں ان وجوہات کا ذکر کیا ہے جس کی بنا پر ہمارے ائمہ کرام نے فقہی امور میں اختلاف کیا۔ جس کا مطالعہ انتہائی مفید ہے :

اگر کسی امام کا قول صحیح حدیث کے خلاف ہو تو اس کی درج ذیل وجوہات میں سے کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔

(ا) امام تک حدیث کا نہ پہنچنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی بات فرماتے یا کوئی عمل کرتے تو اس محفل میں موجود صحابہ کرام اس بات کو یاد رکھتے اور جہاں تک ممکن ہوتا اس بات کو دوسروں تک پہنچاتے اور بعض اوقات ایک مجلس میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جن باتوں کا علم ہوتا دوسری مجلس والے ان سے محروم رہتے۔ لہذا کوئی عالم بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے تمام احادیث رسول کا احاطہ کر لیا ہے اور جب کسی عالم کو حدیث نہ ملے تو وہ اس پر کیسے عمل کر سکتا ہے؟ شرعاً بھی وہ اس حدیث پر عمل کرنے کا مکلف نہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں

(1) سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے تھے) سے پوچھا گیا کہ کیا میراث میں دادی کا حصہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ "اللہ کی کتاب میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں اور میرے علم کے مطابق سنت رسول میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں البتہ میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ پھر مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ میراث دلوائی"۔ (ترمذی: ۲۱۰۰)

(2) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان معلوم نہ تھا کہ جب تم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی تین بار اجازت مانگے اور اس کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔ ابو سعید خدری اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کی خبر دی (بخاری: ۶۲۴۵ مسلم: ۲۱۵۳) حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا علمی مقام دیگر صحابہ سے بہت بلند ہے۔

(3) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام جا رہے تھے راستہ میں انہیں معلوم ہوا کہ شام میں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ کسی کو بھی حدیث رسول معلوم نہ تھی یہاں تک کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ "جب کسی علاقہ میں طاعون پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرو اور جب تمہیں پتہ چلے کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل چکا ہے تو وہاں مت جاؤ۔ (بخاری: ۵۷۲۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت کے سب سے بڑے عالم، فقیہ اور صاحب تقویٰ تھے وہ بھی بعض دینی احکام و مسائل سے آگاہ نہ تھے اس طرح ہر امام کو تمام صحیح احادیث معلوم نہ تھیں کیونکہ کتب احادیث اس وقت لکھی گئیں جب ان ائمہ کا دور ختم ہو چکا تھا اور مجتہد کے لیے ضروری نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقوال و اعمال کا علم رکھتا ہو۔ اس کے لیے اکثر دینی احکام و مسائل سے آگاہ ہونا کافی ہے۔

2۔ حدیث کی صحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ مختلف علاقوں اور شہروں میں پھیل گئیں ان میں بکثرت احادیث ایسی بھی تھیں جو بعض علما تک ضعیف سند کے ساتھ پہنچیں اور انہوں نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ اس کی سند میں ان کے نزدیک کوئی راوی مجہول الحال ہوتا ہے یا اسے وہ روایت منقطع سند سے پہنچتی ہے۔ جبکہ دیگر علماء کو وہی روایت اسناد صحیحہ مرفوعہ کے ساتھ پہنچیں ان کو اس مجہول راوی کا پتہ ہوتا ہے کہ وہ ثقہ راوی ہے یا اس حدیث کے ایسے شواہد و متابعات پائے جاتے ہوں جن سے وہ روایت صحیح بن جاتی ہے یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اہم وجہ ہے جس کی بنا پر ایک عالم کسی حدیث صحیح کو قبول نہیں کرتا کیونکہ اسے وہ حدیث ضعیف سند سے پہنچتی ہے۔

3۔ سند میں موجود راویوں کے حالات پر اختلاف

بعض اوقات حدیث کے کسی راوی کو ایک امام ثقہ قرار دیتا ہے اور دوسرا ضعیف کہتا ہے۔ حدیث کو ثقہ قرار دینے والا یہ سمجھتا ہے کہ حدیث کے ضعیف ہونے کی جو وجہ بیان کی گئی ہے وہ درست نہیں۔ بعض اوقات حدیث کے راوی کا بڑھاپے میں حافظہ خراب ہو جاتا ہے یا اس کی کتب جل جاتی ہیں۔ بعض محدثین یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ اس نے یہ حدیث کس دور میں بیان کی اور وہ کتب کے جل جانے سے پہلے کی بیان کردہ روایات کو ثقہ قرار دیتے ہیں جبکہ دوسرے محدثین اس علم کے نہ ہونے کی بنا پر اسے ضعیف سمجھتے ہیں۔

4۔ راوی کا بھول جانا

بعض اوقات خود راوی کو حدیث یاد نہیں رہتی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں جنبی ہو جائے، پانی دستیاب نہ ہو تو وہ نماز کیسے ادا کرے۔ فرمایا جب تک پانی نہ ملے نماز ادا نہ کرے۔ یہ سن کر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین کیا آپ کو یاد نہیں کہ میں اور آپ اونٹوں کے ریوڑ میں مقیم تھے اور ہم جنبی ہو گئے۔ میں مٹی میں ایسے لوٹا جیسے چوپایا لوٹتا ہے (پھر نماز ادا کر لی) مگر آپ نے نماز ادا نہ کی اور یہ ماجرا بارگاہ نبوت میں عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ''تمہارے لیے صرف یہ کافی تھا۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان دونوں سے اپنے منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا'' اے عمار اللہ سے ڈرو''۔ عمار نے کہا اگر آپ فرمائیں تو میں یہ حدیث بیان نہ کیا کروں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرا مطلب یہ نہیں۔ جب تم نے اس کی ذمہ داری اپنی ذات پر ڈالی ہے تو ہم بھی اسے تم پر ڈالتے ہیں۔

(بخاری ۳۴۵ مسلم ۳۶۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گویا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے یاد دلانے پر بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہ واقعہ یاد نہ آیا لیکن آپ نے عمار کو جھوٹا قرار نہ دیا بلکہ اس حدیث کو بیان کرنے کی اجازت دی۔

5۔ کسی حدیث سے غلط مفہوم لینے کا خوف

بعض اوقات ائمہ دیکھتے ہیں کہ لوگ کسی حدیث کا غلط فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ لوگوں کی اصلاح کے لئے اس مباح کام سے روک دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے نہانے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو میں کیا کروں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جب تک پانی نہ ملے نماز نہ پڑھو۔ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ عمار کی روایت کا کیا جواب ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لیے (مٹی سے تیمم) کافی ہے تو فرمانے لگے کہ عمر فاروق نے اسے کافی نہ سمجھا۔ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ اس آیت (المائدہ:٦) کا کیا کریں گے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سمجھ میں نہ آیا کہ کیا جواب دیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم اگر لوگوں کو اس معاملہ میں اجازت دے دیں تو جس کو پانی ٹھنڈا لگے گا وہ تیمم کر لے گا۔" (بخاری:٣٤٦)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دور خلافت میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک، تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسے معاملہ میں جلدی کی جس کے لیے انہیں سہولت دی گئی تھی، پس چاہیے کہ ہم اسے نافذ کر دیں لہٰذا آپ نے اسے ان پر جاری کر دیا (یعنی تین طلاقوں کے بیک وقت تین واقع ہونے کا حکم دے دیا) (مسلم:٢:١٤٧٢)

6۔ غریب الاستعمال الفاظ

بعض اوقات ایک عالم غلطی میں اس لیے مبتلا ہوتا ہے کہ وہ ان میں استعمال ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے الفاظ کا صحیح مفہوم سمجھ نہیں پاتا مثلاً:-

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (البقرۃ:۱۸۷)

''اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح طور پر نمایاں ہو جائے۔''

تو میں نے دو دھاگے لیے ایک سیاہ اور ایک سفید۔ میں نے دونوں دھاگے اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیے اور ان کو دیکھتا رہا۔ جب سفید دھاگا نظر آنے لگا تو کھانا بند کر دیا۔ صبح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تمہارا تکیہ تو بڑا وسیع ہے (جو پوری کائنات پر محیط ہے) یاد رکھو سفید دھاگے سے مراد دن کی سفیدی اور سیاہ دھاگے سے مراد رات کا اندھیرا ہے (یعنی جب دن کی سفیدی رات کے اندھیرے سے ممتاز ہو جائے یعنی فجر صادق تو کھانا پینا بند کر دو) (بخاری ۴۵۰۹ مسلم ۱۰۹۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع الحصاۃ اور بیع الغرر سے منع فرمایا (مسلم ۱۵۱۳)

بیع الحصاۃ اور بیع الغرر اور اس طرح کے دیگر نادر الاستعمال الفاظ کی تشریح میں علماء کرام کا اختلاف ہو جاتا ہے۔

7۔ حدیث کے الفاظ کے مفہوم میں اختلاف

بعض اوقات ایک عالم حدیث پر اس لیے عمل نہیں کرتا کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ حدیث زیر بحث مسئلہ پر دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ حدیث میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ مجمل ہے اس کا مفہوم واضح نہیں یا یہ لفظ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے اور اس موقع پر کوئی قرینہ ایسا نہیں جس سے پتہ چلے کہ یہاں کون سے معنیٰ مراد ہیں یا ایک امام ایک معنیٰ اور دوسرا کوئی اور سمجھتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

8۔ دو متعارض احادیث میں تطبیق

بعض اوقات ایک عالم ایک حدیث کو قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ سمجھتا ہے اس کے پاس ایک ایسی (قرآن وسنت کی) دلیل ہے جس کی بنا پر اس مسئلہ پر اس حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ دو مختلف اقوال کے تعارض کو دور کرنا اور بعض کو بعض پر ترجیح دینا آسان کام نہیں مثلاً: ایک عام دلیل کسی خاص دلیل کے خلاف ہو۔ یا مطلق اور مقید کے مابین اختلاف پایا جاتا ہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خندق کے بعد فرمایا: تم میں سے ہر شخص عصر کی نماز بنو قریظہ میں جا کر پڑھے۔ اب نماز کا وقت راستے میں ہو گیا تو بعض نے کہا کہ جب تک ہم ''بنو قریظہ'' پہنچ نہ لیں عصر کی نماز نہیں پڑھیں گے اور بعضوں نے کہا ہم نماز پڑھ لیتے ہیں کیونکہ آپ کا یہ مطلب نہ تھا کہ ہم نماز قضا کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس امر کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے کسی پر خفگی نہیں کی۔

(بخاری: ۴۱۱۹ مسلم ۱۷۷۰)

گویا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ عام ہیں جن کا منشا یہ ہے کہ نماز بنو قریظہ کے ہاں جا کر ہی ادا کرنی چاہیے۔ اگرچہ ایسا کرنے میں نماز کا وقت ہی کیوں نہ چلا جائے۔ اور بعض نے ان کے الفاظ کا یہ مطلب سمجھا کہ وہاں جلد پہنچ کر ''بنو قریظہ'' کا محاصرہ کر لینا چاہیے۔

بعض اوقات احادیث میں تعارض ہوتا ہے اس تعارض کو ایک فقیہ جس طریقہ سے حل کرتا ہے دوسرا فقیہ اس سے اتفاق نہیں کرتا وہ اس کو دوسرے طریقے سے حل کرتا ہے۔ سیدنا عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف ملاحظہ فرمائیں:

(1) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بدر کے روز قریش کے سرداروں کی لاشوں کو بدر کے ایک گندے کنویں میں پھینک دی گئیں۔ آپ کنویں پر کھڑے ہو گئے پھر انہیں ان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے باپ کا نام لے لے کر پکارنا شروع کیا۔ اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا اسے ہم نے برحق پایا، کیا تم نے اسے برحق پایا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ ایسے جسموں سے کیا باتیں کر رہے ہو جن میں روح ہی نہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم لوگ اسے ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔ ایک روایت میں ہے تم لوگ ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن یہ لوگ جواب نہیں دے سکتے۔'' (بخاری: ۱۳۷۱ مسلم: ۹۳۲)

جب یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتائی گئی تو انہوں نے اس بات کو قرآنی آیات کے مخالف سمجھا اور قرآن مجید کی دو آیات تلاوت فرمائیں:

﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾ (النمل: ۸۰)

''کچھ شک نہیں کہ تم مردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے۔''

﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾﴾ (فاطر: ۲۲)

''تم ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں نہیں سنا سکتے۔''

اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بے شک یہ جان چکے ہیں کہ جو کچھ میں انہیں کہتا تھا وہ حق ہے۔ (مسلم: ۹۳۲)

(2) اسی طرح جب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنایا گیا کہ میت کو اس کے اہل وعیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کبھی نہیں کہا بلکہ آپ نے یوں فرمایا کہ بے شک کافر کو اس کے اہل عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ تمہارے لیے قرآن مجید کافی ہے:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ﴾ (فاطر: ۱۸)

''اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' (مسلم: ۹۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کی مغفرت فرمائے انہوں نے جھوٹ نہیں بولا البتہ وہ بات بھول گئے یا انہوں نے سمجھنے میں غلطی کی۔ (مسلم: ۹۳۲)

ان دونوں روایات پر غور فرمائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قول رسول کو تسلیم نہیں کیا حالانکہ انہیں بیان کرنے والا صحابی رسول ہے۔ لیکن انہوں نے وہ مسئلہ شریعت کی کلیات (یعنی قرآن وسنت) ہی کی طرف لوٹایا۔ ایسی ہی بعض اوقات ایک عالم ایسی حدیث کو جو اس کے نزدیک غیر واضح اور قابل تاویل ہے وہ اسے شریعت کی واضح، محکم اور ناقابلِ تاویل آیات وحدیث کی طرف لوٹاتا ہے اسے حدیث کا منکر کہنا ظلم ہے!

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس مسئلہ کی اصل سلف صالحین کے ہاں موجود ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث ((ان المیت لیعذب ببکاء اھله)) ''یقیناً مردے کو اپنے گھر والوں کے رونے کے سبب سے عذاب ہوتا ہے۔'' کو رد کیا تو وہ اسی اصل کی بنیاد پر، کیونکہ قرآن میں اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (فاطر: ۱۸) ''اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔'' (مسلم: ۹۲۹)

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے شب اسراء کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ کے دیدار کرنے سے متعلق حدیث کو رد کیا، اس آیت کی بنا پر کہ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ (الانعام: ۱۰۳) ''آنکھیں اس کو پا نہیں سکتیں۔''

نیز سیدہ عائشہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دونوں نے سیدنا ابو ہریرہ کی اس خبر کو رد کیا جس میں ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونے کا حکم ہے۔

9۔ حدیث مخالف کو منسوخ سمجھنا

بعض اوقات ایک عالم ایک حدیث پر عمل نہیں کرتا کیونکہ اس کے خیال میں ایک دوسری حدیث ہے اور زیر بحث روایت ضعیف ہے یا منسوخ ہے یا اس میں تاویل کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گنجائش ہے۔ حالانکہ زیر بحث حدیث جسے وہ عالم ضعیف سمجھتا ہے سند اور متن کے اعتبار سے بلحاظ صحت وثقاہت ثابت ہے۔ یا وہ حدیث جس کو وہ ناسخ جانتا ہے وہ حقیقت میں منسوخ ہے یا اسے تاویل کرنے میں غلطی لگی ہو اور اس نے اس کے وہ معانی بیان کیے ہیں جن کی اس کے الفاظ میں سرے سے گنجائش ہی نہیں۔ یا وہ عالم سمجھتا ہے کہ اس مسئلے میں اللہ کی کتاب اور رسول کی سنت کچھ اور کہتی ہے جیسے ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں بڑی مسجد میں اسود بن یزید کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ہمارے ساتھ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے امام شعبی نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی کہ ان کو ان کے خاوند نے تین طلاقیں دیں۔ انہوں نے ان کے اہل وعیال سے نفقہ کا مطالبہ کیا ان کے انکار پر وہ رسول اللہ کے پاس گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے (تین طلاقوں کے بعد خاوند کے ذمے) نہ تو نان نفقہ ہے اور نہ رہائش ہے'' اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کنکریاں پکڑ کر امام شعبی کو ماری اور فرمایا تم یہ حدیث بیان کرتے ہو حالانکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ہم ایک عورت کے کہنے پر اللہ کی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتے معلوم نہیں کہ اس خاتون کو واقعہ یاد بھی رہا یا نہیں اس لیے سیدنا عمر نے (تین طلاقوں والی) عورت کو عدت کے دوران رہائش اور خرچہ دلوایا سیدنا عمر نے اس آیت سے استدلال کیا:

﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ط﴾ (الطلاق:۱)

''عورتوں کے اپنے گھر سے مت نکالو نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ واضح بے حیائی کی مرتکب ہوں''۔ (مسلم 1480)

علماء کا طرز عمل:

بعض اوقات عالم اپنی دلیل بیان کرتا ہے اور بعض اوقات وہ کوئی دلیل بیان ہی نہیں کرتا اور جب وہ دلیل بیان کرتا ہے تو کبھی وہ دلیل ہم تک پہنچتی ہے اور کبھی نہیں پہنچتی۔ کبھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم ان کے انداز استدلال کو سمجھتے ہیں اور کبھی نہیں سمجھتے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کی بیان کردہ دلیل درست ہے یا غلط۔ یہ ان وجوہات میں سے چند ہیں کہ جن کی بنا پر ہمارے سلف صالحین میں اجتہادی مسائل میں اختلاف ہوا اور بعض علماء نے بعض احادیث پر عمل نہیں کیا اور ترک حدیث کے باوجود یہ علماء اہل سنت کے امام مشہور ہوئے۔ انہوں نے اجتہاد کیا۔ اگر انہوں نے اجتہاد میں خطاء کی تو بھی ان کے لیے ایک اجر ہے۔

جو شخص کسی حدیث پر عمل نہیں کرتا تو اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں۔

1۔ بلا جواز: یہ اسی شخص کا کام ہے جو خواہشات نفسانی سے مغلوب ہو کر باطل کی حمایت کرے جو شخص باطل کو پہچان کر اس کی تائید کرے جبکہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو وہ مجرم ہے۔ رہے ہمارے ائمہ تو یہ ممکن نہیں کہ کوئی عالم بلا وجہ یا بلا جواز حدیث پر عمل کرنا ترک کرے۔

2۔ سہل انگاری: علماء کرام سے یہ اندیشہ تو ہے کہ وہ پیش آنے والے مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کرنے میں سہل انگاری اور سستی کریں۔ معمولی غور و فکر کے بعد فتویٰ دے دیں اور استدلال کرنے میں بھی کوتاہی سے کام لیں اور اس بات کو پیش نظر نہ رکھیں کہ ان کے فتویٰ کے خلاف دلیل موجود ہے یا وہ اس بات کی فکر ہی نہ کریں کہ ان کے اجتہاد کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ اسی لیے ہمارے ائمہ فتویٰ دینے سے بچنے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ مسئلہ کی تحقیق میں جس محنت کی ضرورت ہے وہ نہ کر سکیں گے۔ البتہ یہ سہل انگاری گناہ ہے مگر علماء حقہ سے جب ایسا گناہ ہو جائے تو وہ توبہ استغفار، اعمال صالحہ کرنے سے، آنے والی مصیبتوں، بیماریوں، شفاعت اور رحمت الٰہی کی بنا پر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

3۔ جائز اور درست وجہ: اگر کسی مسئلہ میں شرعی حکم معلوم کرنے اور فتویٰ دینے کی ضرورت ہو اور قرآن و سنت سے مسئلہ اخذ کرنے کے لیے کسی سستی اور سہل انگاری سے کام نہ لیا جائے اور اسکے باوجود صحیح فیصلہ نہ ہوا ہو تو یہ ترک عمل جائز اور درست ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کلام یہ ہے کہ ان مسائل میں راجح بات تو بیان کی جائے گی، مگر امت میں ان مسائل کی بنا پر دشمنی پیدا نہیں کی جائے گی جیسا کہ آج کل رکوع کی رکعت، امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا، نماز جنازہ سری یا جہری پڑھنا، غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا اور ایسے ہی بہت سے مسائل کی بنا پر ایک دوسرے کی تکفیر تک کر دی جاتی ہے۔ یقیناً یہ روش درست نہیں۔

رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہاتھوں کو باندھنے پر اختلاف کے جواب میں مفتی اعظم الشیخ ابن باز لکھتے ہیں:۔

''افضل یہ ہے کہ ہاتھوں کو سینہ پر باندھا جائے خواہ وہ قیام رکوع سے پہلے ہو یا بعد میں.........لیکن یاد رہے کہ ہاتھوں کو باندھنا یا چھوڑ دینا ان مسائل میں سے نہیں کہ جن کی وجہ سے امت میں اختلاف اور دشمنی پیدا کی جائے بلکہ مسلمانوں کے لیے واجب ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کریں، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خیر خواہی کریں خواہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے جیسے فروعی مسائل میں اختلاف ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ہاتھوں کو باندھنا سنت ہے واجب نہیں، جو شخص ہاتھوں کو باندھ کر نماز پڑھے یا چھوڑ کر اس کی نماز صحیح ہے ہاں البتہ ہاتھوں کو باندھنا افضل اور مشروع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل کے مطابق ہے(فتاویٰ اسلامیہ جلد اوّل ۲۱۰)

شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فاتحہ خلف الامام کو فروعی مسئلہ قرار دیتے ہوئے محدث حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

''ہمارا تو مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فروعی اختلافی ہونے کی بنا پر اجتہادی ہے پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری اپنی تحقیق پر عمل کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔''

(توضیح الکلام فی وجوب القراۃ خلف الامام ص: ۷۳)

مسئلہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں مشہور تابعی امام قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور اسے حسن قرار دیتے ہیں:

''کہ اگر تم (امام کے پیچھے فاتحہ) پڑھو گے تو تمہارے لیے صحابہ کرام میں نمونہ ہے اور اگر تم نہ پڑھو گے تو بھی تمہارے لیے صحابہ کرام میں نمونہ ہے۔''

پھر فرماتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ یہ مسئلہ صحابہ کرام سے مختلف فیہ ہے۔

(توضیح الکلام فی وجوب القراۃ خلف الامام ص: ۴۹۴)

فاتحہ خلف الامام میں صحابہ کرام کے دو مختلف عمل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ابوسائب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، پوری نہیں۔ سیدنا ابوہریرہ سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آہستہ سے پڑھا کرو۔'' (صحیح مسلم: ۳۹۵)

(۲) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ''کہ جس نے ایسی رکعت پڑھی جس میں اس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے گویا نماز پڑھی ہی نہیں سوائے اس کے کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔'' (ترمذی: ۳۱۳)

اختلافی مسائل میں مخالف پر رد کرنا

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اختلافی مسائل میں مخالف پر رد نہیں کیا جائے گا۔ جو جیسے کرتا ہے اُسے ویسے کرنے دو، یہ بھی سنت ہے اور وہ بھی سنت ہے۔ یہ طرز عمل قرآن وسنت اور فہم سلف کے مخالف ہے۔ صحابہ کرام کے درج ذیل واقعات اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔

☆ عبدالرحمن بن زید انصاری سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب عراق سے واپس آئے تو آپ کی ملاقات کے لیے ابوطلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ انس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے لیے آگ سے پکا ہوا کھانا پیش کیا۔ ان سب نے کھانا کھایا اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے وضو کیا آپ کو وضو کرتا دیکھ کر ابوطلحہ اور ابی بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے کھانا کھا کر وضو کرنا عراق سے سیکھا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کاش میں وضو نہ کرتا۔ ابوطلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ (موطا امام مالک، ح:۲۶)

☆ ابووائل بیان کرتے ہیں کہ میں شیبہ کے پاس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے کہا میرے پاس عمر رضی اللہ عنہ تمہاری اسی بیٹھنے کی جگہ میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں یہاں (خانہ کعبہ میں) سونا چاندی کچھ بھی نہ چھوڑوں بلکہ اس کو مسلمانوں میں بانٹ دوں۔ میں نے کہا آپ ایسا نہیں کر سکتے انہوں نے کہا کیوں؟ میں نے کہا اس لیے کہ آپ کے دونوں ساتھیوں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے ایسا نہیں کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''وہ دونوں ایسے تھے جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ (بخاری، ح:۷۲۷۵)

ایک روایت میں ہے آپ اسی طرح کھڑے ہو گئے جس طرح بیٹھے تھے اور مسجد سے نکل گئے۔ (فتح الباری: ۳/۴۵۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احناف کے پیچھے نماز

فضیلۃ الشیخ ابو بصیر الطرطوسی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

ائمہ مساجد تین اقسام کے ہوتے ہیں:

(۱) عادل فرمانبردار امام:

اس کی اقتداء میں نماز کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

(۲) گنہگار (فاسق) امام:

اس کا گناہ اور انحراف جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اس سے قطع تعلق کرنا اور اس کو چھوڑ کر کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا زیادہ افضل ہوگا جو اس سے کم منحرف ہو اور اس سے زیادہ دین دار ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے جمعہ کی نماز یا جماعت کی نماز کو چھوڑ نا نہ پڑے۔ اور اگر اس سے قطع تعلق کرنے سے جمعہ اور جماعت رہ جاتی ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔

(۳) کافر و مرتد امام:

وہ امام جس کا کفر اور ارتداد یقینی دلیل سے ثابت ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اس بات میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (فتویٰ نمبر: ۹۴۳)

جس امام کے متعلق معلوم ہو کہ یہ کفر و شرک کا عقیدہ رکھتا ہے تو چونکہ اس کی اپنی نماز باطل ہے اس لئے اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نماز درست نہیں جیسا کہ شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی کتاب ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے''، حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ کی کتاب ''اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کے پیچھے'' میں شرکیہ و کفریہ نظریات رکھنے والے دیوبندی کے پیچھے نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ اور جس امام کے عقیدہ کے متعلق معلوم نہ ہو یعنی مجہول الحال ہو تو اس بارے میں گزشتہ صفحات میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

رہا وہ امام جو غیر شرکیہ بدعات میں ملوث ہے یا فقہی مسائل میں کسی مذہب کا مقلد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا درست ہے۔

فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''امت میں باہمی اختلاف کا ایک پہلو فقہی و فروعی اور استنباط و استخراج مسائل کا ہے، اور یہ اختلاف صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ کرام سے چلا آ رہا ہے مگر اس کے باوجود سلف میں کوئی تفریق و انتشار نہ تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام و تابعین میں مس ذکر سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا اختلاف تھا، آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا اختلاف تھا اور اس میں بھی اختلاف تھا کہ خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں لیکن اس کے باوجود وہ ایک دوسرے کا احترام کرتے اور ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کے دوران چار رکعتیں پڑھائیں تو سیدنا عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے اس بارے میں اختلاف تو کیا مگر ان کے پیچھے خود چار رکعتیں ہی پڑھیں۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں پڑھائیں تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے افضل عمل چھوڑنے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے 'انا للہ وانا الیہ راجعون' پڑھا۔ (مسلم: ج ا ص ۲۴۳)

ان سے کہا گیا کہ آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض تو کرتے ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ ان کے ساتھ چار رکعتیں بھی پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: "الخلاف شر" اختلاف برا ہے (أبو داود، رقم: ۱۹۶۰) اور بیہقی کے الفاظ ہیں "انی لأکرہ الخلاف" میں اختلاف کو برا جانتا ہوں......

اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص قرآن کا حافظ ہے مگر رفع الیدین نہیں کرتا، اور دوسرا وہ ہے جو رفع الیدین کرتا ہے مگر قرآن کا حافظ نہیں کس کو امام بنایا جائے؟ امام احمد صاحب نے جواب دیا جو قرآن کا حافظ ہے وہ امامت کرائے اور اُسے چاہیے کہ وہ رفع الیدین کرے کیونکہ یہ سنت ہے۔ (مسائل أحمد بروایۃ عبداللہ ج ا ص ۲۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی نوعیت کی متعدد مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خیر القرون میں ایسے فقہی مسائل میں اختلاف کے باوجود سلف ایک دوسرے کا احترام کرتے اور ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے، ان میں کوئی افتراق وانتشار نہ تھا...... اس کے برعکس تقلید و جمود کے دور میں جو کچھ کہا گیا اور اجتہادی مسائل کی بنیاد پر ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے جو فتوے داغے گئے حتی کہ عین خانہ کعبہ میں چار چار جماعتیں ہونے لگیں۔ اقتداء خلف المخالف کا مسئلہ فقہائے متاخرین کی کتابوں میں عموماً پایا جاتا ہے...... بلکہ متاخرین کی اسی تنگ نظری کی بنیاد پر باہم جنگ وجدال تک کی نوبت آتی رہی ہے جس کی تفصیل تاریخ کے اوراق میں موجود ہے۔ ''اسباب اختلاف فقہاء: حقیقی ومصنوعی عوامل'' میں ہم نے اس کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر یہ صورت حال قطعاً محمود نہیں۔ ہر دور میں دردمند دل رکھنے والے علماء نے سلف کے طریقے کو پسند فرمایا اور ان فروعی، فقہی مسائل کو باہم انتشار وافتراق کا باعث بننے سے روکا۔ (مقالات تربیت ۱۷۹۔ ۱۸۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ان مسائل میں اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نماز جائز ہے جیسا کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد ائمہ اربعہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، جو اس کا انکار کرتا ہے وہ بدعتی، گمراہ اور کتاب وسنت اور سلف امت اور ان کے ائمہ کے اجماع کے مخالف ہے''۔ (مجموع الفتاویٰ، ج ۲۳ ص ۳۷۴)

جن دیوبندیوں کی مساجد کے ائمہ بعض بدعات میں ملوث ہیں اور ان کے ہاں کفر وشرک نہیں پایا جاتا علمائے اہلحدیث نے ان کے پیچھے نماز کے جائز ہونے کے فتاویٰ دیئے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

سوال: حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مسلمان ہیں یا نہیں؟ مقلدین کے پیچھے نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث کو جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ فرقے مسلمان ہیں تو اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں یا نہیں؟ مقلد کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینا اور لینا جائز ہے یا نہیں؟ مقلد کی منکوحہ سے نکاح حلال ہے یا حرام؟

جواب:۔ احناف دیوبندی اہل سنت میں شامل ہیں اور اہل سنت کے کئی فرقے ہیں جن میں سے بعض ہر مسئلہ میں ترجیح رکھتے ہیں وہ جماعت اہل حدیث ہے اگر کوئی دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھ لے تو ہو جائے گی لیکن ترجیح اہل حدیث کو ہے اگر امام مقرر کرنا ہو تو اہل حدیث کی کوشش کرنی چاہیے۔ باقی باتوں کے جوابات بھی اس کی تحت آ گئے۔ اس طرح نکاح پر نکاح بھی صحیح نہیں۔'' (فتاویٰ اہلحدیث ص:۶)

سوال: یہاں اہلحدیث کی کوئی مسجد نہیں۔ ہم جامعہ مسجد اہل احناف میں نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں مگر یہ تمام اوقات نماز پنجگانہ گرا کر نماز پڑھتے ہیں مثلاً ظہر دو بجے عصر ساڑھے چار بجے۔ خاص کر فجر کی نماز کو یہ لوگ بہت دیر کر کے پڑھتے ہیں۔ لہذا ان اوقات پر کیا ہم بھی ان کے ساتھ ہی نماز باجماعت ادا کرتے رہیں یا اول وقت علیحدہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کریں۔

جواب:۔ جو اوقات آپ نے نمازوں کے لکھے ہیں۔ ان میں بعض میں زیادہ دیر ہے مثلاً آج کل عصر وہاں ساڑھے چار بجے زیادہ تاخیر سے ہوتی ہے اسی طرح ظہر میں کچھ زیادہ تاخیر ہے۔ سو آپ جس نماز کو وہ زیادہ تاخیر سے پڑھیں اکیلے پڑھ لیا کریں۔ اگر دوبارہ ان کے ساتھ موقعہ ملے پڑھ لی ورنہ پہلی کافی ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث جلد اول:۵۵۸)

(۲) مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰۰ء فرماتے ہیں بالعموم یہ کہنا کہ غیر مقلد کی نماز مقلد کے پیچھے نہیں ہوتی صحیح نہیں!

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غیر مقلد کی نماز مقلد کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں اور مقلد کی نماز غیر مقلد کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) امام اعظم کی تقلید کرنا شرک ہے یا نہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) جو شخص یہ کہے کہ غیر مقلد کی نماز مقلد کے پیچھے نہیں ہوتی، اس کے لیے حکم شارع کیا ہے؟ مندرجہ بالا سوالات کے جوابات حدیث سے ہونے چاہئیں۔

الجواب:۔ ہر مسلمان کے پیچھے نماز ہوتی ہے، وہ مقلد ہو یا غیر مقلد، بشرطیکہ مشرک اور مبتدع بدعت مکفرہ نہ ہو۔ اس واسطے کہ مشرک کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور نہ ہی ایسے مبتدع کے پیچھے نماز ہوتی ہے، جس کی بدعت مکفرہ ہو، پس جو مقلد مشرک نہیں، اور مبتدع بدعت مکفرہ بھی نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز بلاشبہ جائز و درست ہے اور ہاں واضح رہے بعض مقلدین کی تقلید مفضی الی الشرک (شرک تک پہنچانے والی) ہوتی ہے، سو ایسے مقلدین کے پیچھے نماز جائز نہیں، اور تقلید مفضی الی الشرک یہ ہے کہ کسی ایک خاص مجتہد کی اس طرح تقلید کرے کہ جب کوئی صحیح حدیث غیر منسوخ اپنے مذہب کے خلاف پاوے تو اس کو قبول نہ کرے اور یہ سمجھے بیٹھا ہو، کہ ہمارے امام سے خطا اور غلطی ناممکن ہے اور اس کا ہر قول حق اور صواب ہے، اور اپنے دل میں یہ بات جمارکھی ہو کہ ہم اپنے امام کی تقلید ہرگز نہیں چھوڑیں گے اگرچہ ہمارے مذہب کے خلاف قرآن و حدیث سے دلیل قائم ہو، پس جس مقلد کی تقلید ایسی ہو وہ مشرک ہے......

(۲) امام اعظم صاحب کی تقلید اگر مفضی الی الشرک ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو بے شک امام اعظم صاحب کی یہ تقلید شرک ہے، والا فلا۔ (اور اگر ایسی نہیں تو شرک نہیں ہے)

(۳) اس شخص کا علی الاعلان یہ کہنا صحیح نہیں ہے ہاں اگر اس شخص کے کہنے سے یہ مراد ہو کہ مقلد مشرک (یعنی جس کی تقلید مفضی الی الشرک ہو) کے پیچھے غیر مقلد کی نماز نہیں ہوتی تو اس کا یہ کہنا صحیح ہے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (فتاویٰ نذیریہ، کتاب التقلید والاجتھاد: ج:۱، ص:168،169)

..........مولانا سید نذیر حسین مرحوم و مغفور (ان شاء اللہ) دہلی کی جامع مسجد اور عیدگاہ میں جا کر حنفی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے، ان کا یہ طرز عمل خبر متواتر سے ثابت اور معلوم و مشہور ہے۔ (الاعتصام، ۲۵ جون تا کیم جولائی، ص:۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

سوال: ایک شخص حنفی المذہب کہتا ہے کہ ایک وتر پڑھنا گمراہی ہے۔کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے؟

جواب: ایک وتر پڑھنا حدیث شریف میں آیا ہے (بخاری شریف) جو شخص جان بوجھ کر حدیث کو گمراہی کہے وہ خود گمراہ ہے۔امام احمد کا قول ہے کہ ایک رکعت وتر زیادہ ثابت ہے۔نماز بحکم قرآن و حدیث ہر مسلمان کے پیچھے جائز ہے۔(۲۴ جون ۱۹۳۸ء)

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول:554)

سوال: جو شخص جماعت اہلحدیث کو گمراہ اور جہنمی قرار دیتا ہے اور علمائے اہل حدیث کے پیچھے نماز ناجائز قرار دیتا ہے۔ایسے شخص پر منجانب قرآن و احادیث نبویہ کوئی حرف اطلاق ہوسکتا ہے یانہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں ؟الخ

جواب: ایسے شخص کی وہی سزا ہے جو حدیث میں آئی ہے کہ جو شخص کسی کو کافر یا فاسق کہے اور وہ اصل میں نہ ہو تو وہ الفاظ اس پر لوٹ پڑتے ہیں۔لیکن ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔اگر نماز پڑھا رہا ہو تو اقتداء جائز ہے۔صحیح بخاری میں **باب امامة المفتون والمبتدع** ملاحظہ ہو۔(۵ نومبر ۱۹۳۷ء) (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول:222)

سوال: مقلدین کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی یا نہیں؟

جواب: ہر کلمہ گو غیر مشرک کو شفاعت نصیب ہوگی۔مقلدین بھی اس میں داخل ہیں۔(۶ نومبر ۱۹۳۷ء) (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول:۱۸۶)

(۴) مولانا ثنا اللہ امرتسری، مولانا ابو القاسم سیف بنارسی اور مولانا عبدالوہاب آروی اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ جمیعت علماء ہند کی مجالس شوریٰ میں شرکت کے موقع پر مفتی کفایت اللہ صاحب اور دوسرے اکابر علماء احناف کی اقتداء میں نماز بلا کراہت ادا کرتے تھے۔(ہفت روزہ الاعتصام، ۲ تا ۸ جولائی ص ۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) شیخ الحدیث حافظ ثناءاللہ مدنی حفظہ اللہ

سوال: کیا دیوبندیوں، بریلویوں وغیرہ کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: غیر اللہ کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھنے والے مشرک بریلوی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا ناجائز ہے۔

قرآن میں ہے ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (التوبۃ:۲۸)

اور دیو بندی غیر متعصب امام کے پیچھے بوقت ضرورت نماز پڑھی جا سکتی ہے تاہم مستقلاً اپنا علیحدہ بندوبست کرنا چاہیے کسی بھی مخصوص مقام کو مسجد قرار دیا جا سکتا ہے۔ حدیث میں ہے: ((جعلت لی الارض مسجدًا وطهورًا))

(۶) مولانا عبدالقہار صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مفتی جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان

سوال: [۱] حنفی مسلک وعقائد کے حامل دیوبندی کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگر نماز اسے ایسا سمجھتے ہوئے پڑھ لی تو کب اس نماز کو دھرانا واجب ہے؟

[۲] کیا انہیں ہم مشرک یا بدعتی کہہ سکتے ہیں؟

[۳] کسی دینی تحریک میں ان کا ساتھ دینا کیسا ہے؟ از راہ کرام مذکورہ سوالات کے جوابات مرحمت فرمائیں۔ (سائل: قاری محمد)

جواب: ا۔ صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ شرعاً" امام عقیدہ واخلاق اور معاملات میں مقتدیوں سے بہتر ہونا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف میں مروی مذکور ہے:

اجعلوا ائمتكم خياركم... رواه الدار قطني (نيل الاوطار للشوكاني)

عام حالات میں ان اوصاف مذکورہ بالا کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ عارضی طور پر اور بحالت مجبوری بدعتی فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ: امام بخاریؒ نے باب امامة المفتون والمبتدع میں تابعی حضرت حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے:

وقال الحسن: صل وعليه بدعته "تو بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھ لے اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہوگا اور پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث بیان کی ہے' عبید اللہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدی بن الخیار رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ امام العوام ہیں اور مشکل میں مبتلا ہیں، اور ہمیں امام فتنہ نماز پڑھا رہے ہیں، کیا ہم گناہ گار تو نہیں ہوں گے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"الصلاۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معہم واذا اساؤا فاجتنب اسائتہم۔"

''کہ نماز لوگوں کا بہترین عمل ہے، وہ اچھا عمل کریں تو تم ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ اور اگر وہ برائی کریں تو تم ان کے ساتھ برائی کرنے میں شریک نہ ہو''

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عبدالکریم البکاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا وہ سب ائمہ جور کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

اسی طرح حدیث ہے: صلو خلف من قال: لا الٰہ الا اللہ۔ رواہ الدار قطنی باسناد ضعیف، اور حدیث: الصلاۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر... رواہ ابو داؤد باسناد منقطع، اس سے مجبوری ومعذوری کی حالت میں، فاسق وفاجر، بدعتی وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، بہرصورت امام عالم وموحد اور صحیح العقیدہ کے پیچھے ہی نماز پنجگانہ اداء کرنا چاہیے۔

۲۔ شرک کرنے والے کو مشرک اور بدعت کے کام کرنے والے کو بدعتی کہتے ہیں، مشرک اور بدعتی کہنے کی بجائے انہیں حسن اخلاق کے ساتھ صحیح بات بتانی اور سمجھانی چاہیے۔ اور ان کے حق میں یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے اور تقلید وبدعت سے انہیں نکال دے۔ آمین

۳۔ کسی دینی تحریک اور نیک کام میں ہر شخص کا ساتھ دیا جا سکتا ہے کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ لقولہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ:۲) واللہ سبحانہ اعلم۔

(کتبہ محمد ادریس سلفی [نائب مفتی جماعت] الجواب صحیح عبدالقہار عفی عنہ [مفتی جماعت])

(فتاویٰ ستاریہ، ج ۲ ص ۱۲۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) سماحۃ الشیخ علامہ صالح المنجد حفظہ اللہ

آپ 1380 / 12 / 3 ہجری کو پیدا ہوئے۔ سعودیہ عرب کے دارالحکومت الریاض میں آپ نے ابتدائی اور انٹرمیڈیٹ تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد آپ شہر ”ظہران“ منتقل ہو گئے جہاں آپ نے یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کی۔ آپ کے درج ذیل اساتذہ ہیں۔

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ۔ ان سے آپ نے ۱۵ سال تک علم حاصل کیا۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ، فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین رحمۃ اللہ علیہ، فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن ناصر البراک حفظہ اللہ۔ فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان حفظہ اللہ، فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن صالح المحمود حفظہ اللہ، ان کے علاوہ بھی آپ نے دیگر کئی اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

اس وقت آپ سعودیہ کے شہر خبر میں جامع مسجد عمر بن عبدالعزیز کے امام اور خطیب ہیں جہاں آپ دروس کی صورت میں کئی کتابوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اسی طرح آپ اسلام سوال و جواب نامی ویب سائٹ کے مدیر ہیں جہاں آپ سینکڑوں سوالات کے جواب دے چکے ہیں۔ آپ کے یہ فتاویٰ اس ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ اسی طرح آپ بیسیوں کتابوں کے مولف بھی ہیں۔ امت مسلمہ اور خاص کر کے سلف صالحین کے منہج پر گامزن دنیا آپ کے فتاویٰ اور علمی کاشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان اور زندگی میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو مزید اسلام کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

سوال: محترم شیخ: میں ایسے علاقے میں رہتا ہوں جہاں حنفی مذہب کے پیروکار اور دیوبندی حضرات کثرت سے رہتے ہیں اور اس علاقے میں سلفیوں کی مساجد انتہائی قلیل ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں کام کاج میں مصروف ہوتا ہوں اور نماز عصر کا وقت آ پہنچتا ہے۔ اب میرے نزدیک کوئی سلفی مسجد نہیں ہے کہ جہاں میں جا کر نماز ادا کر سکوں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اب کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں حنفیوں کی مسجد میں جو کہ میرے قریب ہی ہے نماز ادا کروں جبکہ وہ لوگ نماز عصر کو انتہائی تاخیر کے ساتھ ادا کرتے ہیں، وہ اسے اتنا لیٹ کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں ایک گھنٹہ اور کچھ منٹ ٹائم باقی رہ جاتا ہے؟ کیا ایسی حالت میں مجھے نماز کو موخر کرتے ہوئے ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو کر ادا کرنا چاہیے یا پھر مجھے اپنی ڈیوٹی کی جگہ پر ہی اسے اول وقت میں ادا کرنا چاہیے؟

جواب:۔

نماز عصر کا مختار وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کا سایہ اس کی مثل سے بڑھ جائے، اس وقت ظہر کی نماز کا ٹائم ختم ہو جاتا ہے، عصر کا یہ وقت سورج کے زرد ہونے تک باقی رہتا ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

''نماز ظہر کا وقت نماز عصر کے آغاز تک رہتا ہے اور نماز عصر کا آخری وقت سورج کی رنگت زرد ہو جانے تک رہتا ہے'' (مسلم: ح:٦١٢)

اس لیے اس وقت سے زیادہ نماز میں تاخیر کرنا درست نہیں الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

سورج کی رنگت کا زرد ہونا مختلف موسموں میں مختلف ہوتا ہے، لیکن اگر عصر کی نماز مغرب سے ایک گھنٹہ پہلے ادا کر لی جائے تو یہ سورج کے زرد ہونے سے پہلے کا ہی ٹائم ہوتا ہے۔ یہ بات جاننی چاہیے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک ظہر کی نماز کا آخری وقت وہ ہے کہ جب کسی چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ ظہر کا آخری وقت کسی چیز کے سایہ کے اس کے دو مثل ہونے تک باقی رہتا ہے۔ بعض حنفیہ نے بھی امام صاحب کی اس بات سے اختلاف کرتے ہوئے جمہور کے موقف کو اپنایا ہے ان میں امام صاحب کے دونوں ساتھی ابو یوسف اور محمد بھی شامل ہیں، اسی طرح امام صاحب سے بھی ایک روایت اس موقف کی تائید میں ملتی ہے .... **حاصل کلام یہ ہے کہ سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک عصر کی نماز کو موخر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ بہتر پہلا وقت ہے۔ لیکن اس وجہ سے جماعت نہیں چھوڑی جا سکتی۔**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری بات : دیوبندی عقیدہ میں ماتریدی ہیں اور ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو صوفیاء کے سلسلوں جیسے نقشبندی، سہروردی، قادری اور چشتی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ جب کسی کا مسلمان ہونا ثابت ہے اس کے پیچھے نماز بھی درست ہے۔ اور جس کی بدعت کفریہ ہو کہ جس سے وہ کافر قرار پاتا ہو اس کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہے۔

علامہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ کیا اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مخالف کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے جیسے کوئی اشعری ہو؟

آپ نے جواب دیا: ''ہر وہ شخص جسے ہم مسلمان قرار دیتے ہیں اس کے پیچھے نماز ادا کرنا درست ہے اور جس پر ہم اسلام کا حکم نہیں لگاتے اُس کے پیچھے نماز بھی درست نہیں ہے۔ نافرمان (عاصی) کے پیچھے نماز کے درست نہ ہونے کا قول مرجوح ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکام کے پیچھے نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے اور امراء میں کثیر عاصی تھے۔ چنانچہ ابن عمر، انس اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے حجاج کے پیچھے نماز ادا کی جو کہ لوگوں میں سب سے بڑا ظالم تھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے بدعتی کے پیچھے نماز ادا کرنا درست ہے کہ جس کی بدعت اسے اسلام کے دائرہ سے نہیں نکالتی۔ اسی طرح ایسے فاسق کی اقتداء میں نماز بھی درست ہے کہ جس کا فسق اسے اسلام سے نہیں نکالتا۔ لیکن سنت والے کو امام بنانا چاہیے۔ اسی طرح جب کوئی گروہ جمع ہو تو اسے اپنے میں سے افضل شخص کو آگے کرنا چاہیے۔'' (فتاوی شیخ ابن باز:426/5)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ بعض اسلامی ممالک میں پائے جانے والی ان مساجد میں نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے کہ جہاں امامت اشعری عقیدے کا حامل امامت کرواتا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ ان کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

میں نے شیخ سے سوال کیا اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا عقیدہ اشعری ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ نے جواب دیا: اس کے پیچھے نماز جائز ہے کیونکہ میں کسی کو نہیں جانتا کہ جس نے اشاعرہ کی تکفیر کی ہو۔ (ثمرات التدوین لد کتور احمد بن عبد الرحمن القاضی)

اللجنۃ الدائمہ فتویٰ کمیٹی سعودی عرب کے علماء کا کہنا ہے:

''بدعتیوں کے پیچھے نماز ادا کرنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر تو ان کی بدعت شرکیہ ہو مثلاً غیر اللہ کو پکارنا اور غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز دینا اور ان کا اپنے مشائخ اور بزرگوں کے متعلق وہ اعتقاد رکھنا کہ جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں نہیں رکھا جا سکتا جیسے ان کے بارے میں کمال علم اور غیب کے علم کو جاننے کا عقیدہ رکھنا یا ان کے کائنات میں متصرف ہونے کا یقین رکھنا تو ان کے پیچھے نماز ادا کرنا صحیح نہیں۔

اور اگر ان کی بدعت شرکیہ نہیں، مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت شدہ ذکر کو اجتماعی طور پر اور جھوم جھوم کر کرنا تو ان کے پیچھے نماز ادا کرنا صحیح ہے۔لیکن ایک مسلمان کو غیر بدعتی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔تا کہ اس کے اجر و ثواب میں زیادتی ہو اور گناہ میں کمی ہو۔'' (فتاویٰ اللجنۃ الدائمہ: 353/7)

اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں: اگر امام مسجد کا شرکیہ امور میں واقع ہونا ثابت نہ ہو تو اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا درست ہے، چاہے وہ نماز عصر کو تاخیر سے ہی کیوں نہ پڑھتے ہوں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔اس سبب سے جماعت کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ (اسلام سوال جواب ،سوال نمبر: 150090)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طالبان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کی شرعی حیثیت

طالبان کا تعارف

فضیلۃ الشیخ غلام اللہ رحمتی حفظہ اللہ سے مجلۃ البیان (سعودی عرب) کی گفتگو اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

شیخ غلام اللہ رحمتی حفظہ اللہ کا تعارف خود ان کی اپنی زبانی:

میرا نام غلام اللہ رحمتی ہے، میرا تعلق افغانستان کے علاقے قندوز سے ہے۔ میں نے دیوبندی مدارس سے سند فراغت حاصل کی اور اس کے بعد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس طرح اہل سنت کے مسلک کو اختیار کیا۔ اس سچے عقیدے کو قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق دی کہ میں نے اپنے علاقے قندوز میں اس عقیدۂ حقہ کی تبلیغ شروع کی، جس کے نتیجے میں مجھے مسلسل دس سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ یہ ظاہر شاہ کے دورِ حکومت کی بات ہے۔ مجھ پر یہ الزام لگایا گیا کہ میں وہابی اور غیر مقلد ہوں اور صوفیت کے سلسلوں کا منکر ہوں۔ قندوز میں میرا مدرسہ بھی تھا جہاں میں دعوت و تدریس کا کام کیا کرتا تھا۔ آخر کار دس سال بعد مجھے جیل سے آزادی ملی۔ تب میں نے پاکستان کی طرف رختِ سفر باندھا اور یہاں کوئٹہ میں قیام کیا۔ پاکستان کے شہر پشاور میں میرا ایک سلفی العقیدہ شاگرد تھا جس نے مجھ سے افغانستان میں تعلیم حاصل کی تھی اس کا نام شمس الدین تھا۔ اس نے پشاور میں ایک مدرسہ الجامعۃ الاثریۃ کی بنیاد ڈالی تھی۔ اسے جب میرے پاکستان آنے کا علم ہوا تو اس نے مجھ سے اپنے مدرسے میں تعلیم و تدریس کا فریضہ نبھانے کو کہا جسے میں نے قبول کیا اور اس طرح میں یہاں پشاور آ گیا، اور اس مدرسہ میں کئی سال تک میں تدریس کا فریضہ نبھاتا رہا، یہاں تک کہ افغانستان میں جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کے نام سے جماعت وجود میں آئی۔ اس جماعت کی تاسیس کے بعد میں اس کا رکن بن گیا اور شیخ جمیل الرحمن کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہادت تک ان کے نائب کی حیثیت سے ان کے ساتھ رہا۔ اسی دوران میں روس نے افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لیں، روس کی شکست کے بعد میں پھر واپس پشاور آ گیا اور یہاں میں نے دارالقرآن والحدیث السلفیۃ کے نام سے مدرسے کی بنیاد رکھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک میں اسی مدرسہ میں تدریس کا فریضہ انجام دے رہا ہوں۔ والحمدللہ

البیان: ......طالبان کے کابل داخل ہونے کے بعد کے حالات پر ذرا روشنی ڈالیے۔

شیخ: ......کابل پر قبضے کے کچھ عرصے بعد طالبان نے درباروں اور مزاروں پر ہونے والے شرک کا خاتمہ کرنے کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا ان مقامات پر کیے جانے والے اعمال شریعت کی رو سے حرام ہیں۔ مزار شریف کے علاقے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک قبر ہے جس کا نام "سخی" ہے۔ اسے سخی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں سے وہ سب کچھ ملتا ہے کہ جس کا سوال کیا جائے۔ طالبان کے قبضے سے پہلے اس دربار پر آدمی، عورتیں، معذور، نابینے غرض ہر طرح کے حاجت منداور مریض حاضری دیا کرتے تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ یہاں حاجات پوری ہوتی ہیں اور شفا ملتی ہے۔ اسی طرح افغانستان میں ایک رسم تھی جو میری ولادت سے بھی پہلے سے چلی آرہی تھی اس کا بھی طالبان نے خاتمہ کیا۔ ملک کا ہر بادشاہ برج حمل کے پہلے دن (جو کہ نیروز کے ایام کا بھی پہلا دن ہے) سخی دربار کے نام کا جھنڈا بلند کیا کرتا تھا۔ ان کا یہ یقین تھا کہ اگر جھنڈا بلند ہونے کے بعد نہ گرے تو یہ حکومت کے دوام اور اس کے قائم رہنے کی علامت ہے اور اگر وہ گر جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کی حکومت گرنے والی ہے۔ ان دنوں میں تین چھٹیاں کی جاتی تھیں، جن میں لوگ مزار کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ ان دنوں وہاں اتنا رش ہوتا تھا کہ جیسے حج کے دنوں میں مکہ المکرمہ میں ہوتا ہے۔ طالبان کے عہد میں جب یہ دن قریب آئے تو طالبان نے یہ اعلان کر دیا کہ اس رسم کو منانا حرام اور ناجائز ہے۔ یہ چونکہ اسلام کے مخالف ہے اس لیے آج کے بعد ان تین دنوں میں کوئی بھی مزار میں داخل نہیں ہوگا نہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنوں میں چھٹی کی جائے گی، اور جو کوئی اپنی ڈیوٹی سے غائب پایا گیا تو اُسے اس کی نوکری سے فارغ کر دیا جائے گا۔ اس طرح طالبان نے اس شرکیہ رسم کا خاتمہ کیا اور ایسا صرف کابل تک ہی محدود نہ تھا بلکہ طالبان نے پورے ملک میں شرک کو ختم کیا۔

طالبان سے پہلے پورے ملک میں ایسی قبریں ہر جگہ نظر آتی تھیں جن کی لوگ عبادت کرتے تھے۔ لیکن جب طالبان آئے تو انہوں نے اس شرک سے لوگوں کو منع کر دیا۔ چنانچہ قبروں کی شرعی زیارت کی صرف جمعرات کے دن ظہر تا عصر اجازت دی گئی باقی اوقات میں قبروں کی زیارت کی اجازت نہ تھی۔ انہوں نے یہ اعلان کیا کہ جو کوئی ان قبروں کی زیارت اس مقصد کے لیے کرے گا کہ وہ ان سے مدد طلب کرے اور انہیں مشکلات کے حل کے لیے پکارے یا انہیں سفارشی بنائے یا پھر ان کا وسیلہ پکڑے تو یہ تمام امور حرام ہیں۔ ان کے مرتکب کی سزا یہ ہے کہ اسے جیل میں بند کیا جائے گا اور اسے مارا بھی جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ تنبیہ کے باوجود اس شرک سے باز نہ آیا تو اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔

البیان : ......کیا یہ حالات دیکھنے کا آپ کو کوئی ذاتی تجربہ بھی ہوا یا آپ نے یہ حالات صرف لوگوں سے ہی سنے ہیں؟

شیخ : جی ہاں' مجھے خود بھی یہ حالات دیکھنے کا تجربہ ہوا ہے۔ کابل میں 'شاھد شامشیراہ' نام کا ایک مزار ہے۔ اس لفظ کا مطلب ہے "دو تلواروں والے بادشاہ"۔ اس بادشاہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے دشمنوں سے دو تلواروں کے ساتھ لڑا کرتا تھا ایک جنگ میں اس کی تلواریں ٹوٹ گئیں اور اسے شہید کر دیا گیا۔ یہ ایک مشہور و معروف دربار ہے جہاں لوگ ہر قسم کی عبادت غیر اللہ کے لیے بجا لاتے ہیں۔ ربانی کے دورِ حکومت میں مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا' میں نے وہاں دیواروں اور پتھروں پر شرکیہ اقوال اور کفریہ اشعار لکھے ہوئے پائے' ان میں ایک عبارت یہ بھی تھی "آپ کے سوا ہماری کوئی پناہ گاہ، ٹھکانہ اور بچانے والا نہیں"۔ تب میں ربانی کو ملا تھا اُس وقت وہاں شیخ سمیع اللہ بھی موجود تھے۔ میں نے اسے کہا: "تم نے یہاں اسلامی حکومت کا اعلان کیا ہوا ہے کہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی جمہوریہ ملک ہے' تو تم یہاں شرک کے ان مراکز کا خاتمہ کیوں نہیں کرتے؟ ربانی ہنستے ہوئے کہنے لگا: شیخ کیا تم آٹومیٹک اسلامی حکومت چاہتے ہو؟ تمہیں صبر کرنا چاہیے۔ میں نے کہا: اس مقصد کے لیے کم از کم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک ادارہ ہونا چاہیے جو لوگوں کو اس شرک کی حقیقت سے آگاہی دے ورنہ لوگ شرک پر ہی مرتے جائیں گے۔ لیکن میری بات کا ربانی نے یہی جواب دیا: اسلامی حکومت آٹومیٹک نہیں ہوتی۔

اس کے برعکس جب طالبان آئے تو انہوں نے اس قسم کے ہر شرک کا خاتمہ کر دیا۔ درباروں سے تمام شرکیات کو نکال باہر کیا' مزارات کے دروازے بند کیے لوگوں کو سوائے شرعی زیارت کے ہر قسم کی زیارت سے روک دیا' اسی طرح انہوں نے عورتوں کی درباروں کی زیارت پر مکمل پابندی عائد کی۔ اُس وقت پشاور میں یہ مشہور تھا کہ طالبان امریکی ایجنٹ ہیں۔ افغانستان آنے سے قبل میں بھی یہی سوچا کرتا تھا کہ طالبان پاکستان اور امریکہ کے ایجنٹ ہیں۔ طالبان کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا کہ یہ قبر پرست، مشرک اور بدعتی قسم کے اشعری اور ماتریدی ہیں۔ یہ سب باتیں افغانستان آنے سے قبل میرے ذہن میں تھیں۔ اسی لیے میں افغانستان چھپتے چھپاتے آیا کیونکہ میں ڈرتا تھا کہیں یہ قبر پوج مجھے قتل ہی نہ کر دیں۔ اس لیے میں چوری چوری اپنے ملک میں داخل ہوا۔ اتفاق سے میں جس گاڑی میں آ رہا تھا اس میں میرے ساتھ ایک آدمی' اس کی بیوی' دو بچے اور ایک تکیہ کی طرح کا تھیلا تھا۔ جب ہم کابل پہنچے تو اس آدمی نے اپنا تھیلا ہوٹل کے دروازے کے سامنے رکھا اور اپنے بیوی بچوں کو اتارا اور چلا گیا، میں بھی اس گاڑی سے اترا اور ایک ہوٹل میں رہائش رکھ لی۔ اگلے دن جب میں اس ہوٹل کے سامنے سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ اس آدمی کا وہ تھیلا ابھی تک وہیں پڑا ہوا تھا۔ میں نے سوچا کیا یہ وہی تھیلا نہیں ہے جو کل اس آدمی نے یہاں چھوڑا تھا۔ میں نے اس پر زیادہ غور نہیں کیا اور سوچا شاید یہ کوئی اور ہو۔ پھر تین دن کے بعد میں دوبارہ وہاں سے گزرا تو میں نے اُس تھیلے کو وہیں پڑا ہوا پایا۔ میں نے 'شاھد شامشیراہ' دربار کی سیر کرنے کا پروگرام بنایا میرا خیال تھا کہ طالبان نے وہاں شرک وکفر کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید بڑھا دیا ہوگا اُسے دیکھنا چاہیے۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دربار کے دروازے کو بند پایا میرے ساتھ چار دوست بھی تھے یہ سب کے سب طالب علم تھے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک داڑھی والے بابے نے دروازہ کھولا، اس کا چہرہ نہایت غمگین اور اداس تھا۔

البیان: عفواً۔۔۔ شیخ آپ نے تھیلے والی بات پوری نہیں کی؟

شیخ: میں اُسی طرف آ رہا ہوں، میں اُسے بھولا نہیں ہوں۔ میں دربار میں جوتوں سمیت اندر داخل ہوگیا جب کہ طالبان سے پہلے جوتوں سمیت دربار میں داخل ہونا ممنوع تھا۔ بابا ہمیں طالبان کے آدمی سمجھ کر خاموش ہوگیا۔ میں مزار میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا وہاں کوئی شرکیہ تختی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شرکیہ چیز موجود ہے' سوائے ایک تختی کے جس پر یہ حدیث نبوی لکھی تھی ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا' اس کی زیارت کرو یہ تمہیں آخرت یاد دلاتی ہے۔'' ساتھ ہی ایک اور تختی پر لکھا تھا:

''من جاء الی ھذا متوسلا بہ أو مستشفعا بہ أو مستمدا بہ فجزاؤہ القتل''

''جو کوئی یہاں اس لیے آیا کہ قبر والے سے مدد طلب کرے یا اسے وسیلہ بنائے یا اسے سفارشی بنائے تو اس کی جزاء قتل ہے۔''

یہ دیکھ کر میں بے حد خوش ہوا۔ اسی بات کا تو ہم پہلے مطالبہ کرتے تھے۔ میں نے اس درباری بابے سے پوچھا: زائرین کہاں ہیں؟ یہاں جو تختیاں اور نذر کے صندوق تھے وہ کہاں گئے؟ بابا سمجھا میں بھی کوئی قبر پرست ہوں جسے دربار کا یہ حال دیکھ کر دکھ پہنچا ہے۔ کہنے لگا: خاموش ہو جاؤ اگر ان طالبان نے تیری باتیں سن لیں تو وہ تجھے قتل کر دیں گے' ان وہابی کافروں نے ان تمام چیزوں سے منع کیا ہوا ہے۔ یہ سن کر میں بے حد خوش ہوا' پھر میں نے اُسے نصیحت کی اور دربار سے نکل کر بازار کی طرف چل پڑا۔ میں نے وہاں کسی ایک عورت کو بھی بے پردہ نہ پایا جبکہ اس سے پہلے جس کابل کو میں جانتا تھا اس میں بے پردگی عام تھی۔ مگر جب طالبان آئے تو انھوں نے ان تمام برائیوں سے معاشرے کو پاک کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کا حکومتی اداروں میں نوکری کرنا ممنوع کیا اور یہ اعلان کیا جو عورت کام کرنا چاہتی ہے اُسے اپنے گھر کی چار دیواری میں کام کرنا ہوگا اور حکومت اُسے اس کی تنخواہ دے گی۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے گانے بجانے کو بھی ممنوع کیا۔

کابل میں ایک ہفتہ گزارنے کے بعد میں نے واپس جانے کا پروگرام بنایا۔ میں اس جگہ پر آیا جہاں میں نے وہ تھیلا دیکھا تھا' اب کی بار وہاں تھیلا موجود نہیں تھا۔ میں نے اس ہوٹل کے مالک سے پوچھا: یہاں کافی عرصے سے ایک تھیلا پڑا ہوا تھا اب وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا شیخ اس تھیلے کا بھی عجیب قصہ ہے۔ میں نے کہا کیسے؟ کہنے لگا یہ تھیلا ایک آدمی کا تھا جو پشاور سے یہاں آیا تھا' اس کا گھر ہرات میں تھا۔ جب وہ یہاں اترا تو وہ اپنا تھیلا بھول گیا اور اپنے گھر چلا گیا' گزشتہ روز وہ اپنے گھر سے آیا اور اس نے اپنا تھیلا اٹھایا۔ اُس کا یہ تھیلا رسی کے ساتھ باندھا ہوا تھا جب اس نے اسے کھولا تو ہم نے دیکھا وہ پیسوں سے بھرا ہوا تھیلا تھا۔ میں نے اس ہوٹل والے سے مذاق کرتے ہوئے کہا: ''تو اتنے عرصے کہاں رہا تو نے یہ تھیلا کیوں نہ اٹھایا؟ وہ کہنے لگا شیخ طالبان ایسے بندے کو پکڑ لیتے ہیں، اب چوری کی کوئی جرأت نہیں کرتا۔ کیونکہ طالبان خود سامان رکھ دیتے ہیں پھر جو کوئی چوری کرے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

جب میں پشاور واپس آیا تو میں نے خطبہ جمعہ میں کہا: ''طالبان اپنے پہلے حالات سے اب بہت بہتر ہیں''۔ میرے بعض دوستوں کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ کس طرح طالبان کی تعریف کرتے ہیں جب کہ وہ مشرک ہیں۔ میں نے کہا: **واللہ شیء عجیب!** تم انہیں کس طرح مشرک کہتے ہو جب کہ انہوں نے شرک کے مراکز کو بند کیا۔......... طالبان حکومت میں آتے ہی شرک سے منع کرتے ہیں پھر وہ کس طرح مشرک ہوئے؟ میں نے انہیں کہا: دنیا میں انسان کو دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے:

۱۔ رہنے کے لیے امن وامان ۲۔ آخرت کے لیے ایمان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طالبان کے ایمان میں تو کوئی کمزوری تلاش کی جاسکتی ہے لیکن اللہ کی قسم انہوں نے امن وامان قائم کردیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ وہ ایمان کو بھی صحیح طور پر قائم کریں گے۔

البیان: کیا آپ نے تحریک طالبان کے ارکان میں سے کسی سے ملاقات بھی کی؟

شیخ:۔ جی ہاں! میں دوبارہ افغانستان گیا تو وہاں طالبان کے بعض بھائیوں سے ملاقات کی۔ میں نے انہیں عقیدہ وعمل کے اعتبار سے صالح پایا۔ میں طالبان کے وزیر اعظم محمد ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ میں نے اس سے عجیب ایمانی باتیں سنیں، وہ افغانستان میں ۱۰۰ فیصد اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے، اسی لیے انہوں نے شرک، فسق و فجور کا خاتمہ کیا۔ اس کا آغاز انہوں نے قندھار سے کیا۔ قندھار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ایک خرقہ تھا جسے احمد شاہ ابدالی بخاریٰ سے یہاں لایا تھا' اس خرقہ کی قولی، مالی اور بدنی ہمہ قسم کی عبادت کی جاتی تھی۔ یہ خرقہ ایک مثعب محفوظ پر رکھا گیا تھا جس کے نیچے خالی جگہ تھی۔ لوگ اس کے نیچے اترتے، اس کے گرداگرد طواف کرتے اور اسے تبرک کے لیے چھوتے۔ جب طالبان نے قندھار پر قبضہ کیا تو انہوں نے اس خرقہ کو وہاں سے نکال دیا اور کہا کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس میں احتمال تھا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہو اس لیے انہوں نے کہا یہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور تمہارے لیے اس کا طواف کرنا، برکت کے لیے چھونا اور اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

بھائی میں نے انہیں صالحین میں سے پایا۔ اللہ کی قسم میں نے نہ تو طالبان کے ہاتھوں بیعت کی، نہ ان کے ساتھ کام کیا، نہ ان میں سے کوئی یہاں میرے پاس آیا لیکن میں حق بات کہوں گا کیونکہ مسلمان کو حق بات ہی کہنی چاہیے۔ لوگ ان کے بارے میں افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ بعض نے کہا وہ سارے کے سارے ہی خالص سلفی ہیں جبکہ یہ بات غلط ہے۔ بعض نے کہا وہ سب کے سب ہی مشرک ہیں' اللہ کی قسم یہ جھوٹ ہے۔ میری نگاہ میں طالبان کی تین اصناف ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا طبقہ:۔ان کی اکثریت حنفی اور دیوبندی مدارس سے فارغ شدہ ہیں۔وہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت پر خصوصی توجہ دیتے ہیں البتہ اسماء وصفات میں وہ ''اشعری'' ہیں مگر متعصب نہیں ہیں۔نہ ہی وہ اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

دوسرا طبقہ:۔اللہ کی قسم وہ سلفیوں کا طبقہ ہے۔ان میں میں عبدالوکیل متوکل کو جانتا ہوں جو کہ طالبان کا وزیر خارجہ ہے۔یہ شیخ عبدالغفار کا بیٹا ہے جسے وہابی ہونے کے جرم میں افغانستان کی کمیونسٹ حکومت نے اس وقت قتل کر دیا تھا جب وہ حج کر کے ہوائی اڈے پر پہنچے تھے۔عبدالوکیل کا خاندان سلفی خاندان ہے میں انہیں ۴۰ سال سے جانتا ہوں۔ اسی طرح طالبان میں اور بھی سلفی پائے جاتے ہیں۔اُن میں ایک عبدالرقیب تھا جو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ شدہ تھا' وہ طالبان حکومت میں مہاجرین کا وزیر تھا۔

تیسرا طبقہ:۔ان میں صوفی بھی پائے جاتے ہیں۔میں ان کا نام لے کر اختلاف کا سبب نہیں بننا چاہتا' مگر وہ انتہائی قلیل ہیں۔میرے علم کے مطابق۔یہی میں طالبان کے بارے میں جانتا ہوں اور اسی کا میں اعتقاد رکھتا ہوں۔

البیان:۔کیا آپ 'دیوبندیت' کی اصطلاح پر روشنی ڈالیں گے؟

شیخ:۔انڈیا میں ایک علاقہ ہے جس کا نام دیوبند ہے۔اس علاقے میں ایک مدرسہ ہے جو کوئی بھی اس مدرسہ سے فارغ ہوتا وہ دیوبندی کے نام سے جانا جاتا۔یہ لوگ احناف ہیں لیکن ان میں اور بریلویوں میں فرق ہے۔دیوبندی بریلویوں کے شدید مخالف ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کی تکفیر کی حد تک جا پہنچتے ہیں' یہ لوگ توحید الوہیت پر خاص توجہ دیتے ہیں اور قبر پرستی کی مخالفت کرتے ہیں' ان کی اکثریت ماتریدی ہے۔دیوبندیوں کا ایک بہت بڑا عالم تھا عبدالحق۔اس کا پشاور میں مدرسہ تھا' اسی مدرسہ سے طالبان کی اکثریت نے سند فراغت حاصل کی۔رہے ملا عمر نہ تو وہ دیوبندی ہیں نہ حنفی' بلکہ وہ ایک عام مسلمان ہیں۔ ممکن ہے وہ جانتے بھی نہ ہوں کہ اشعریت اور ماتریدیت کیا ہے؟ وہ کہا کرتے تھے ''میں وہ حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں جو نبی کریم محمد ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قائم کی تھی۔اس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حکومت کی بنیاد کتاب وسنت پر ہوگی۔ ملا عمر خود عالم نہیں ہیں بلکہ وہ علماء کے فتاویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''علماء کا کام فتویٰ دینا ہے اور میرا کام تطبیق کرنا ہے۔'' وہ نہ صوفی ہے نہ دیوبندی بلکہ وہ سلفیت سے محبت کرنے والے انسان ہیں۔

البیان: کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ''ملا عمر'' اپنی باتوں میں سچا ہے؟

شیخ: اللہ کی قسم وہ سچا، عابد اور زاہد انسان ہے۔ اس نے نہ میرے پاس تعلیم حاصل کی نہ میں نے اس سے علم حاصل کیا، نہ وہ میرے رشتہ داروں اور خاندان میں سے ہے نہ میرے گاؤں سے ہے وہ زورجان کا ہے اور میں قندوز سے تعلق رکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم جب میں نے اُسے دیکھا مجھے یقین ہوگیا کہ میں ایک ایسے آدمی کو مل رہا ہوں جو اسلام پر عمل کرتے ہوئے مسلمان ہے، زہد کو اپناتے ہوئے زاہد ہے۔ اگر اس کا زہد وتقویٰ میرے جیسے بہت ساروں پر تقسیم کیا جائے تو وہ سب کو کافی ہوگا۔ میں نے اسے اکثر اللہ کا ذکر کرتے، اللہ سے مدد طلب کرتے پایا۔ جب اسے کوئی پریشانی کا سامنا ہوتا ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرتا ہے۔ (البیان ص:۸۶، شھادہ علی تجربۃ طالبان۔ حوار مع فضیلۃ الشیخ غلام اللہ رحمتی (نائب الشیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ۔))

طالبان کی قیادت میں جہاد کے واجب ہونے پر علمائے کرام کے فتاویٰ

علمائے عرب جنہوں نے طالبان کی قیادت میں جہاد افغانستان کے وجوب کے فتاویٰ دیے فضیلۃ الشیخ طارق الطواری نے ان کے یہ نام بیان کیے ہیں:

۱۔علامہ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمہ اللہ

۲۔عبدالرحمن بن ناصر البراک حفظہ اللہ

۳۔ناصر بن حمد الفہد حفظہ اللہ ڈین کلیہ اصول الدین جامعہ امام بن سعود

۴۔علامہ المحدث عبداللہ السعد حفظہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔علامہ المحدث سلیمان بن ناصر العلوان حفظہ اللہ

۶۔فضیلۃ الشیخ علی بن خضیر الخضیر حفظہ اللہ

۷۔ڈاکٹر ناصر العمر حفظہ اللہ

۸۔ڈاکٹر سفر الحوالی حفظہ اللہ

۹۔ڈاکٹر سلمان العودہ حفظہ اللہ

۱۰۔شیخ شریف الفعر حفظہ اللہ

۱۱۔شیخ عبداللہ بن محمد العثمان حفظہ اللہ

۱۲۔ڈاکٹر مہدی القاضی حفظہ اللہ

۱۳۔بشیر بن فہد آل بشر حفظہ اللہ

۱۴۔عبداللہ بن عمر الدمیجی حفظہ اللہ

۱۵۔ڈاکٹر ریاض المسیر میری حفظہ اللہ

۱۶۔شیخ عبدالرحمن الغریان حفظہ اللہ

۱۷۔علمائے سوڈان

۱۸۔علمائے لبنان

۱۹۔علمائے یمن

حق پر قائم ان علماء نے جہاد افغانستان کے وجوب کا فتویٰ دیا ہے۔(صحیفۃ الرأی العام الکویتیہ:15/11/2001)

ان علماء میں ہم یہاں علامہ حمود بن عقلاء کے فتویٰ سے چند اقتباسات قارئین کی نذر کر رہے ہیں:

طالبان کے دور میں شیخ حمود عقلاء رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ تھے:

فهي دولة الوحيدة في العالم التي لا يوجد فيها محاكم قانونية وانما حكمها قائم على شرع الله ورسوله في المحاكم القضائية وفي الوزارات وفي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدوائر وفي المؤسسات ـ أما ما عداها من الدول الاسلامية فمنها من تحكم بالقوانين الوضعية الصرفة ومنها من تدعي تطبيق حكم الله ورسوله مع ما يوجد فيها من محاكم قانونية صرفة ،وحتى المحاكم الشرعية في مثل هذه الدول يكون معظم
أحكامها قائماً على التنظيمات والتعليمات التي من وضع البشر ،فلا فرق بينها وبين القوانين الوضعية الا بالاسم ......وحيث قد علم أن حكومة الطالبان حكومة شرعية قدتوفرت لها مقومات الاسلامية ......فاذا كان الامر كذلک فانه يجب دعم دولة طالبان والجهاد معها من باب نصرة الاسلام...... (موقع الشيخ حمود عقلاء)

''یہ دنیا میں واحد حکومت ہے جہاں بشری قوانین سے فیصلے کرنے والی عدالتیں نہیں پائی جاتیں بلکہ اس مملکت کی عدالتوں، وزارتوں ،کمپنیوں کا نظام اور قانون اللہ اور اس کے رسول کی شریعت کی بنیاد پر قائم ہے۔امارت اسلامی کے علاوہ جتنے بھی مسلم ممالک ہیں اُن میں اکثر تو وضعی قوانین سے فیصلے کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو شریعت کو نافذ کرنے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر اُن میں انسانی قوانین سے فیصلے کرنے والی عدالتیں بھی پائی جاتی ہیں، حتیٰ کہ اُن ممالک میں شرعی عدالتوں تک کے قوانین و دساتیر بشر کے وضع کردہ ہوتے ہیں۔ ان شرعی عدالتوں اور غیر شرعی عدالتوں میں نام کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہوتا ......ہم اس بات کو جان چکے ہیں کہ طالبان کی حکومت ایک شرعی حکومت ہے جو اسلامی بنیادوں پر قائم ہے، اس لیے اس کی مدد و نصرت کرنا واجب ہے اور اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنا اسلام کی نصرت کرنا ہے۔'' 9/11 کے بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ دیا:

انه يجب على الشعوب المسلمة نصرة دولة الطالبان فكذلک يجب على الدول الاسلامية خصوصاً الدول المجاورة لها والقريبة منها مساعدة طالبان واعانتها ضد الغرب الكافر ـ وليعلم أولئک أن خذلان هذه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الدولة المسلمة المحاربة لأجل دينها ونصرتها للمجاهدين ونصرة الكفار عليها نوع من الموالاة والتولي والمظاهرة على المسلمين ۔(حكم ما جرى في أمريكا من أحداث:۱)

"مسلم عوام پر طالبان کی نصرت کرنا فرض ہے اسی طرح افغانستان کے ارد گرد پائے جانے والے اسلامی ممالک پر خاص کر کے کافر مغرب کے مقابلے میں طالبان کی مدد کرنا واجب ہے۔ حکومتوں کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ اس مسلم ملک کے ساتھ غداری کرنا کہ جو دین کی بنیاد پر مصروف جنگ ہے اور مجاہدین کے مقابلے پر کفار کا ساتھ دینا کفار سے دوستی کی وہ صورت ہے کہ جو آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے مابین جاری اس معرکہ میں طالبان کی نصرت واعانت کرنا فرض ہے۔ مجموعی طور پر طالبان کے اہل حق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ شیخ اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہاد کی قیادت کی۔ شیخ سلفی مجاہد تھے وہ جہاد کے ساتھ ساتھ عقیدہ کی اہمیت بھی بیان فرماتے تھے عقیدہ توحید کو سیکھنے اور اللہ کے دین پر استقامت کے لیے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جن تین کتابوں کے مطالعہ کی وصیت کی ان کے نام ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الایمان"

(۲) شیخ عبدالرحمن بن حسن آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فتح المجید" جو امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب توحید کی شرح ہے۔

(۳) شیخ محمد قطب حفظہ اللہ مدرس جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کی کتاب "مفاهيم ينبغي ان تصحح"۔ یقیناً یہ کتب سلفی عقیدہ کو سمجھنے کے لیے نہایت اساسی اور بنیادی کتب ہیں جن کی تعلیم وتعلم سے طالبان اور مجاہدین کے عقائد درست ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

البتہ اگر کوئی طالبان کو بدعتی سمجھتا ہو تب بھی اُس کے لیے کفر کے مقابلے میں بدعتی مسلمانوں کا ساتھ دینا فرض ہے۔ جہاد اہل بدعت کی قیادت میں بھی کیا جائے گا جیسا کہ صحابہ اور تابعین بدعتی خلفاء کی قیادت میں جنگیں لڑتے رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اہلسنت کی طرف نسبت کرنے والے وہ گروہ جن میں شرک اکبر نہیں ہے وہ مسلمان ہیں اور اُن کے ساتھ کفر و شرک کے خلاف کھڑا ہونا واجب ہے۔ البتہ ہماری اس گفتگو کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ان گروہوں میں عقیدہ وعمل کی خامیاں نہیں پائی جاتیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس امت کے زوال کا بنیادی سبب دین دار طبقہ میں انحراف کا در آنا ہے۔ جس کی اصلاح کیے بغیر کبھی عزت و کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ ان گروہوں سے بہتر معاملہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی غلطیوں کو غلطی نہ کہا جائے اور دردِ دل سے اس کی اصلاح کی کوشش نہ کی جائے۔ ایسا کرنا یقیناً ان کے ساتھ بدترین سلوک و معاملہ کرنا ہے۔

مجموعی طور پر یہاں جو غلطیاں پائی جاتی ہیں ان کا اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

تصوف و بدعات کا وجود

برصغیر کا یہ ایک المیہ ہے کہ یہاں تقریباً ہر طبقے کے بزرگوں کے ہاں تصوف کی شرکیہ بدعات تک پائی گئی ہیں۔ جس سے برات کرنا ایمان لانے کے لئے نہایت اہم ہے۔ استاد محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ نے ایک خطبہ جمعہ میں یوں فرمایا:

''شاید ہی ہندوستان میں کوئی عالم ایسا ہو کیا اہلحدیث کیا دیوبندی اور کیا بریلوی! جن علماء کو اس تصوف کی تاثیر نہ لگی ہو۔ تھوڑا بہت اس تصوف کا رنگ ضرور ہوتا ہے۔ حالانکہ تصوف اس قدر خطرناک چیز ہے جتنا نقصان اسلام کو ان صوفیوں سے پہنچا ہے۔ اس تصوف کے چکر میں جتنے مسلمان برباد ہوئے ہیں۔ جتنا اسلام کے اندر اس کے ذریعے پلیدی شامل ہوئی اتنا کسی چیز نے بھی اسلام کو برباد نہیں کیا۔''

ردشرک ومشرکین کا نہ پایا جانا

لا الہ الا اللہ میں جس طرح معبودان باطلہ اور ان کے پجاریوں کا انکار کیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے آج وہ یہاں خال خال ہی پایا جاتا ہے۔کلمہ کا یہ ترجمہ ''اللہ سے ہونے کا یقین اور غیر اللہ سے نہ ہونے کا یقین'' ایک ناقص ترجمہ ہے۔ یہ بات کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے ربوبیت ہے نہ کہ الوہیت' اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اُسے رب ماننا ہے جو بلا شبہ حد درجہ مطلوب ہے البتہ اسے الہ ماننا اس سے کچھ بڑھ کر ہے۔

''اللہ کے علاوہ کوئی کچھ کرنے والا نہیں''...... یہ توحید ربوبیت ہے۔توحید الوہیت یہ ہے کہ رب العالمین کے علاوہ کوئی پوجا، پرستش، بندگی اور انقیاد کے لائق نہیں اور یہ کہ پرستش اور بندگی کا کوئی فعل اگر کسی اور کے لیے روا رکھا جاتا ہے تو وہ سراسر باطل ہے اور یہ کہ بندہ کی عبادت مثلاً دعا و التجا، ذبیحہ و طواف، نیاز و انقیاد، اور اطاعت قانون صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے لائق اور لازم ہے۔ یہ کلمہ تو اللہ کے سوا پوجے جانے والے ہر بزرگ، پیر، قبر، دربار، قانون، نظام، وطن کی عبادت کا انکار کرتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ کلمہ کے صحیح مفہوم کو زندہ کیا جائے اور شرک کے ساتھ ساتھ مشرکین کا بھی رد کیا جائے۔

لادین سیاست میں شرکت

جمہوری نظام ایک کافرانہ نظام ہے کیونکہ اس میں سب اختیارات کا سرچشمہ عوام ہیں۔اس کے ذریعے نفاذ شریعت کی بہت سے حضرات خود بھی امیدیں لگائے ہوئے ہیں اور قوم کو بھی ان سے منتظر کیے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی جماعتوں کو سیکولر پارٹیوں کے ساتھ سمجھوتا کرنا پڑتا ہے اس طرح ملحدین اور مشرکین سے نہ صرف اظہار قرب و محبت کی جاتی ہے بلکہ انہیں قوم کے سامنے موحد بنا کر پیش کرنے جیسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ضروری ہے کہ ہم دعوت و جہاد کے ذریعہ تبدیلی کے نبوی منہج کو اپنائیں۔

وطن پرستی کا شرک

وطنیت انسانی اجتماعیت کی وہ بنیاد ہے جو مغرب نے ایجاد کی پھر اس کو چلانے کا نظام بھی مغرب سے لیا گیا البتہ اس میں بعض جگہوں پر اسلام کے پیوند لگائے گئے۔اس نظام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ کو حاکم اعلیٰ کہنے کے باوجود غیر اللہ کے قانون کو واجب الاطاعت مانا جاتا ہے اور اسے قانون کا تقدس دیا جاتا ہے جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں اجتماعیت کی بنیاد دین یعنی اللہ کی بندگی ہے اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کتاب وسنت کی روشنی میں حق و باطل کا فرق جانیں اور اسی سے دوستی و دشمنی کا معیار قائم کریں مگر افسوس یہاں وطنیت کا جس طرح سے انکار ہونا چاہیے تھا وہ انکار نہیں پایا جاتا۔ جس کے سبب ولاء و براء کا اسلامی عقیدہ کمزور ہو چکا ہے اور جاہلیت مضبوط ہو چکی ہے۔ اسلامی خلافت کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ توحید کی بنیاد پر انسانوں کی اجتماعیت قائم کی جائے اور حقیقی اسلام کو قومیت اور جاہلیت کے کیمپ سے ممیز کیا جائے اور حق و باطل کے کسی بھی ملغوبے کا حصہ بننے سے انکار کر دیا جائے۔

تقلید جامد

یہاں اپنے فقہی مذاہب، جماعتوں، تنظیموں اور قیادتوں کی اندھی تقلید کا بھی دور دورا ہے۔ اس اندھی تقلید کا قرآن وسنت میں خوب رد کیا گیا ہے۔ تحقیق اور اہل علم سے رہنمائی لے کر منہج سلف کو اپنانے سے ہی ہم اس مصیبت سے نجات پا سکتے ہیں۔

اسلامی تحریکوں میں اسی طرح کئی اور خامیاں بھی پائی ہیں جن کی اصلاح کرنا اہل علم و فضل کا بنیادی فرض ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہماری غلطیوں کو دور فرمائے اور ہمیں اپنی عبادت کی توفیق عطاء فرمائے۔

ہمارے لیے درست طرز عمل:

ہم ائمہ کو معصوم نہیں جانتے۔ صحابہ کرام اور ائمہ عظام کے اجتہادات میں اس بات کا یکساں احتمال ہے کہ انہوں نے صحیح اجتہاد کیا یا اجتہاد کرتے ہوئے خطاء کی، لیکن وہ خطاء کے باوجود ایک اجر کے مستحق ہیں۔ البتہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع کرنی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (النساء:۵۹)

''اور کسی بھی بات میں تم میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔''

لہٰذا جب کوئی بات قرآن اور حدیث صحیح سے ثابت ہو جائے تو ہمیں اس بات کو قبول کرنا ہو گا جب کہ اہل علم کی ایک جماعت اس کی تائید بھی کرتی ہو کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ صحیح حدیث پر عمل اس لیے چھوڑ دے کہ فلاں عالم کا قول اس کے خلاف ہے خواہ وہ عالم کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

محمد بن عبداللہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس سال معاویہ حج کو آئے تو انہوں نے سعد بن مالک سے پوچھا کہ تم حج تمتع کے بارے میں کہتے ہو انہوں نے کہا کہ بہت اچھی نیکی ہے معاویہ کہنے لگے سیدنا عمر تو اس سے منع کرتے تھے کیا تم عمر سے بہتر ہو؟ سعد نے جواب دیا عمر مجھ سے بہتر ہیں لیکن تمتع تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جو عمر سے بہتر تھے۔

(سنن دارمی کتاب المناسک، باب فی التمتع ۱۸۵۵)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے مسئلہ پوچھا آپ نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کا جواب دیا تو اس شخص نے کہا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تو یوں کہتے ہیں۔ یہ سن کر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا'' کچھ بعید نہیں کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا اور تم کہتے ہو کہ فلاں اور فلاں نے یوں کہا'' (مسند احمد: ۱/۳۳۷)

اگر ہم کسی عالم کی رائے کی بنا پر قرآن حکیم یا صحیح حدیث کو ترک کرنا شروع کر دیں تو ہمارے پاس کوئی بھی شرعی دلیل باقی نہیں رہے گی۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کو چھوڑنے کا ان علماء کے پاس کوئی عذر ہوگا مگر ان کے کسی قول کی بنا پر حدیث کو چھوڑنے کا ہمارے پاس کوئی عذر نہیں۔ البتہ ہمیں ان مسائل میں حسنِ ظن سے کام لینا چاہیے۔ اپنے بھائیوں پر تنقید کرتے ہوئے بے جا شدت سے بچنا چاہیے۔

جارحانہ کلمات، عیب جوئی، طعنہ زنی اور جاہلانہ واحمقانہ انداز گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے، مخالف کو غلطی پر سمجھتے ہوئے بھی وہی رویہ اختیار کرنا چاہیے جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے لیے اختیار کیا۔

﴿ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴾ (الاعراف:۱۵۱)

"موسیٰ نے دعا کی اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔"

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا أو أخطأنا

آمین یا رب العالمین

مراجع ومصادر

	نام کتاب	نام مصنف
01	فقه الخلاف بين المسلمين	ياسر البرهامى
02	فقه الاختلاف آفاق وآداب	دكتور بدر عبدالحميد هميسه
03	تصحيح الدعا	علامه بكر ابو زيد
04	الاصول التى بنى عليها الغلاة مذهبهم في التبديع، مكتبة الصحابة الامارات	عمرو بن عبدالمنعم السليم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

05	مجموع الفتاوی	شیخ الاسلام تقی الدین أحمد بن تیمیہ الحرانی
06	مجموعة الرسائل و المسائل النجدية	أئمه الدعوة النجدية
07	إنصاف اهل السنة والجماعة ومعاملتهم لمخالفيهم دار الاندلس الخضرا۔ جدة	محمد بن صالح بن یوسف العلی
08	اصول الحكم على المبتدعة عند شيخ الاسلام ابن تيميه دار الفضيلة الرياض	د/احمد بن عبدالعزیز الحلیبی
09	مفهوم اهل السنة والجماعة بين شيخ الاسلام ابن تيميه واهل الافراط والتفريط	عادل بن محمد الشمری
10	فقه الاختلاف عند أهل السنة والجماعة	أبو بصير الطرطوسی
11	هجر المبتدع	علامه بکر ابو زید
12	سبع مسائل فی علم الخلاف	الأستاذ عبدالعزيز القاری
13	منهج اهل الاتباع فی التعامل مع اهل الابتداع	ولید بن راشد السعیدان
14	الخلاصة فی احکام التقليد	علی بن نایف الشحوذ
15	دعوة أهل البدع دار ابن جوزی	خالد بن أحمد الزهرانی
16	الموالاة والمعاداة فی الشريعة الاسلامية	محماس الجلعود

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

17	الماتريدية دراسة وتقويما ، دار العاصمة الرياض	أحمد بن عوض الله الحربی
18	شرح عقيدة الواسطية	خليل هراس، ابن عثمين
19	فتاویٰ اہل حدیث	
20	مجموع الفتاویٰ ابن عثیمین	علامہ ابن عثیمین
21	معارج القبول	علامہ حافظ حکمی
22	فتاویٰ دار الافتاء	علامہ ابن باز
23	الفتاوی الشرعيه فی المسائل العصريه	من فتاوی علماء البلد الحرام
24	فتاویٰ اللجنه جمع و ترتیب احمد بن عبد الرزاق الدویش لجنة الدائمه سعودی عرب	احمد بن عبد الرزاق الدويش
25	''مقالات تربیت'' دار التربیہ للنشر والتالیف فیصل آباد	محمد منیر اظہر
26	''اہل سنت فکر و تحریک'' مطبوعات منہج اسلامی، پوسٹ بکس۔ ۱۴۰۔ اسلام آباد	محمد عبد الہادی المصری
27	'ائمہ سلف اور اتباع سنت' طارق اکیڈمی فیصل آباد	شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
28	سہ ماہی ایقاظ	حامد کمال الدین
29	ماہنامہ الحدیث	حافظ زبیر علی زئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اہل سنت کا منہج تعامل

الولاء والبراء اسلامی عقائد اور ایمانیات کا ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جسے سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اس کے مطابق لوگوں سے تعامل کرنا ہر صاحب ایمان کا فرض ہے، صحت مند اور مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے اسلامی تعلیمات مسئلہ الولاء والبراء کے ذریعے ہی ظہور پذیر ہو سکتی ہیں، ایک مومن اور مسلمان شخص کی الولاء والبراء کی بنیاد خالصتاً اسلام پر ہوتی ہے، مومن کی انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی وہ اپنے تعلقات میں ہر صورت اسلام اور اس کی تعلیمات کو ہی ترجیح دیتا ہے، یعنی جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے، وہ جو بھی ہو اور جہاں بھی ہو، اس کے ساتھ موالات پر مبنی تعلق رکھنا مومن پر واجب ہے۔ ایسے ہی جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا منکر اور کافر ہے، وہ جو بھی ہو جہاں بھی ہو اس سے لاتعلقی اور براءت کا اظہار فرض ہے۔ اور جس شخص میں بیک وقت ایمان اور فسق و فجور دونوں جمع ہوں، اس کے ساتھ اس کے ایمان کے مطابق موالات اور تعلق رکھنا اور جس قدر اس میں فسق و فجور ہے، اسی قدر اس سے اظہار براءت اور بیزاری واجب ہے۔ اور جو شخص ملت اسلام کی پرواہ کئے بغیر کفار سے موالاۃ اور مومنوں سے براءت اختیار کرتا ہے۔ اس کی توحید اور ایمان میں خلل ہے۔

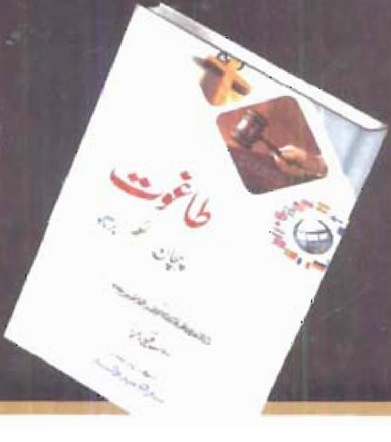

منبر التوحید والسنۃ
0344-4762077 ... 40-A